Government of Karnataka

سماجی سائنس

Social Science

(ترمیم شدہ 2024)

اُردو میڈیم

Urdu Medium

7

ساتویں جماعت

Seventh Standard

حصّۂ دوّم

(Part-II)

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

KARNATAKA TEXTBOOK SOCIETY(R.)
6th Cross, Malleshawram.
Bengaluru - 560 083.

حصّۂ دوّم
فہرست مضامین

صفحہ نمبر	History	تاریخ	نمبر شمارہ
1	SOCIAL AND RELIGIOUS REFORMS	سماجی اور مذہبی اصلاحات	15
14	FIRST WAR OF INDIAN INDEPENDENCE (1857 -58)	ہندوستان کی پہلی جنگِ آزادی 1857-58	16
22	FREEDOM MOVEMENT	تحریک آزادی (1885–1919)	17
63	UNIFICATION OF KARNATAKA AND BORDER DISPUTES	متحدہ کرناٹک اور سرحدی مسائل	18
72	PRO-SOCIAL MOVEMENTS OF KARNATAKA	کرناٹک۔سماج کے حامی تحریکیں	19
83	KARNATAKA-ECONOMIC AND SOCIAL TRANSFORMATION	کرناٹک کی معاشی اور سماجی تبدیلی	20
90	PROGRESS IN DIFFERENT FIELDS	مختلف میدانوں میں ترقی	21
	Civics	**شہریت**	
101	JUDICIARY	عدلیہ	22
108	DEFENCE FORCES	دفاعی افواج	23
117	INDIA AND NEIGHBOURING COUNTRIES	بھارت اور پڑوسی ممالک	24
128	UNITED NATIONS ORGANIZATION (U.N.O.)	تنظیم اقوام متحدہ - (U.N.O)	25
	Geography	**جغرافیہ**	
138	AUSTRALIA	آسٹریلیا	26
157	ANTARCTICA	انٹارکٹیکا	27

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

K8B6F5

سبق:15

سماجی اور مذہبی اصلاحات
Social and Religious Reforms

سبق کا تعارف:۔

مغربی تعلیم کے نفاذ سے ہندوستانیوں میں ایک نئی بیداری پیدا ہوئی ۔ ہندوستانیوں نے سماج میں اصلاح لانے کے لئے نئے طریقے تلاش کرنا شروع کر دیئے ۔اس ضمن میں ادارے اور تنظیموں کو قائم کرتے ہوئے ہندوستانی سماج میں اصلاح لانے کے لئے کوشش کرنے والے 19 ویں صدی کے اصلاح کاروں کے کارنامے اس سبق میں موجود ہیں۔

صلاحیتیں

1) انیسویں صدی میں ہندوستانی سماجی بیداری کی وجوہات اور مفکرین کی کوششوں کے متعلق معلومات حاصل کرینگے۔
2) سماجی بیداری تنظیموں اور اصلاح کاروں کی خدمات کو سمجھیں گے۔
3) سماجی اصلاحی تحریکوں سے پیدا شدہ نتائج کو سمجھیں گے۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

• جدید مغربی طرز فکر کے نتیجہ میں ہندوستان میں ایک نئی بیداری پیدا ہوئی ۔مغربی تہذیب ،لباس، چال چلن ،سماجی و مذہبی افکار ،عقائد اور انگریزوں کے سماجی اقدار ،اہل مغرب کے سائنسی افکار ،انسانیت اور عمل پیرائی کے نظریات سے ہندوستانی عوام بے حد متاثر ہوئے ۔ان تبدیلیوں کے نتیجہ میں نو آبادیاتی دور کے ہندوستان میں نشاۃ ثانیہ کے لئے راہیں ہموار ہوئیں ۔مساوات کی امیدوں کو جگانے والی نئی بیداری ہی نشاۃ ثانیہ کی تحریک ہے ۔اسے سماجی اور مذہبی تحریک بھی کہا جاتا ہے ۔ان تحریکوں نے کمزور (دلت) اور خواتین کو سماج میں خود کفیل بننے پر زور دیا۔ انگریزی تعلیم کو ہندوستانیوں کی آزادی کی راہ کہتے ہوئے انگریزوں نے آبادیاتی نظریات کو ہندوستانیوں پر ڈالتے گئے ایسا خیال ہے۔

برہما سماج (1828ع.ع.):

جدید دور کے ہندوستانیوں میں سماجی بیداری پیدا کرنے والوں میں راجہ رام موہن رائے ہی اولین شخص ہیں۔ انہیں ''ہندوستانی نشاتہ ثانیہ کے باوا آدم'' کہنے والے رابندرناتھ ٹیگور کا کہنا قابل اعتراف ہے۔سوئے ہوئے ہندوستانیوں میں حیات نو/نئی سوچ بھرنے کے مقصد سے راجہ رام موہن رائے 1814ع.ع.میں'' آتمیا سبھا'' نامی تنظیم قائم کی جو 1819ع.ع. میں بند ہوگئی۔ پھر 1828ع.ع.میں'' برہما سبھا'' قائم کی۔ اگلے ہی سال اس کو برہما سماج کا نام دیا۔



راجہ رام موہن رائے

راجہ رام موہن رائے مشرقی ومغربی افکار ونظریات کے استحکام کے ترجمان تھے۔ستی کی رسم، ذات پات کی رسم، بت پرستی، کثیر ازدواج، بچپن کی شادی اور کئی طرح کے غلط عقائد (توہم پرستی) کی برہما سماج نے پرزور مخالفت کی۔ راجہ رام موہن رائے اور ان کے پیروکاروں نے بے معنی'' ستی کی رسم'' کو ختم کرنے کے لئے برٹش سرکار سے درخواست کی۔ جس کے نتیجے میں اس وقت کے گورنر جنرل ولیم بنٹنگ نے ستی کی رسم کو غیر قانونی ہونے کا اعلان کیا (1829ع.ع.)۔مغربی تعلیم کی تائید کرنے والے راجہ رام موہن رائے اسی کے ذریعے غیر انسانی رسومات کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ بیواؤں کی شادی اور وحدانیت کی حمایت کرنے والے راجہ رام موہن رائے نے'' سمواد کاؤمدی'' اخبار کے ذریعہ سماجی اصلاحی تحریک کے عمل کو شروع کیا۔

ذی شعوریت کے ذریعے ہندو دھرم کی گندگیوں کو پاک وصاف کرنے کی راجہ رام موہن رائے نے کوشش کی۔اپنے موقف کو درست ثابت کرنے کے لئے انہوں نے سنسکرت کے پانچ اُپنشد کا بنگالی زبان میں ترجمہ کیا۔

انگریزی زبان کی حمایت کرنے والوں میں راجہ رام موہن رائے بھی ایک تھے۔ اپنے ذاتی خرچ سے انگریزی اسکول چلایا۔انہوں نے ہندوؤں کے فلسفہ پر مبنی ویدانت اسکول بھی قائم کیا۔ راجہ رام موہن رائے ہندوستانی صحافت کے قابل صحافیوں میں سے ایک تھے۔انہوں نے کئی رسالے شائع کروائے۔ منجملہ

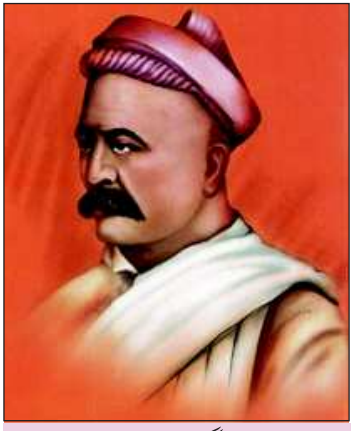
©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

انہوں نے اپنی ساری زندگی سماجی ناانصافیوں کے خلاف جدوجہد میں گزاری۔ان کے سماجی ترقیاتی کاروائیوں کوآگے چل کر دیویندرناتھ ٹیگوراور کیشو چندرسین نے آگے بڑھایا۔

آپ کو یہ معلوم رہے۔راجہ کا لقب رام موہن رائے کو مغل بادشاہ نے 1829ء میں دیا تھا۔

پرارتھنا سماج (1867ع.ع.):

پرارتھنا سماج کو آتمارام پانڈورنگا نے شروع کیا۔ یہ برہما سماج کے بعد ممبئی کے علاقوں میں شروع ہوا۔ یہ سماجی اصلاحی ادارہ تھا۔ بالا وا گھلے، ین.جی. چنداوارکر، یم.جی. رانا ڈے وغیرہ اس کے رہنما تھے۔ سماجی اصلاح ان کی بنیادی فکر تھی۔ انہوں نے بیواؤں کی شادی، بین ذات شادیاں، عورتوں کی عزت وعفت کواعلیٰ مقام تک پہنچایا۔ استحصال کا شکار طبقوں کی ترقی کی طرف توجہ دی۔اس کے علاوہ بے سہارا اور یتیموں کے لئے یتیم خانے قائم کئے۔ بیواؤں کی فلاح وبہبودی کے لئے تعلیمی ادارے قائم کئے۔



مہادیو گووندرانا ڈے

ستیہ شودھکا سماج (1873ع.ع.):

مہاتما جیوتی باپھولے نے مہاراشٹر میں غیر برہمنیت تحریک شروع کی تھی۔ مہاراشٹر کے پچھڑے ہوئے طبقوں میں بیداری پیدا کرنے کے لئے انہوں نے ''ستیہ شودھکا سماج'' قائم کیا۔

اچھوتوں، یتیموں اور بیواؤں کے لئے اسکول قائم کئے۔ برہمنوں کی ''پروہت شاہی'' کی مذمت کرتے ہوئے انہوں نے اپنی تصنیف "غلام گیری" (غلامی) میں اس کی وضاحت کی ہے۔ اپنی بیوی ساوتری بائی کے ساتھ مل کر پونے میں لڑکیوں کا مدرسہ شروع کیا۔ کم سن بیواؤں کے لئے 1863ع.ع. میں بازآبادکاری مرکز قائم کرتے ہوئے مادہ نومولود بچوں کے قتل کے معاملات کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ بیواؤں کے



مہاتما جیوتی باپولے

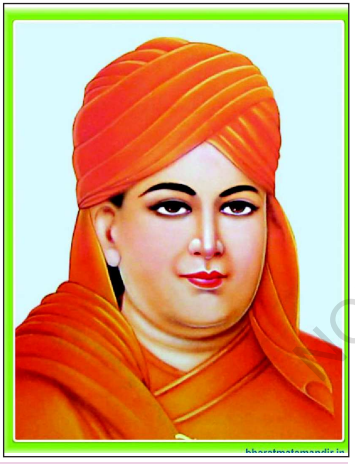
© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

لئے بحالی کے مرکز قائم کئے۔ بیواؤں کی شادی پر زور دیا۔ درحقیقت مہاتما جیوتی باپھلے کو ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیڈکر نے اپنے نظریاتی رہنما کے طور پر قبول کیا۔

ترن بنگالی تحریک:۔ ترون بنگالی تحریک: راجہ رام موہن رائے کی اصلاحی فکر نے بنگال کے کئی نئی سوچ کے نوجوان دانشوروں کو متاثر کیا۔ اس سے ترون بنگالی تحریک کی بنیاد کے لئے راہ ہموار ہوئی۔ اینگلو انڈین نوجوان ہنری۔ ویوین ڈیروزیو اس تحریک کے رہنما تھے۔ جنہوں نے ذاتی اور سمجھداری سے سوچنے کے لئے نوجوانوں کو آواز دی لیکن ہندوستانیوں نے اس وقت ان کی آواز کی مناسب حمایت نہیں کی۔

آریہ سماج (1875ع.ع.):

سوامی دیانند سرسوتی (1824-1883ع.ع.) نے آریہ سماج قائم کی۔ ان کا پہلا نام ''مول شنکر'' تھا۔ ویدوں کے دور کے ہندوستان میں مثالی سماج قائم تھا۔ ایسا ہی سماج دوبارہ قائم ہو یہ ان کی خواہش تھی۔ اسی پس منظر میں دیانند سرسوتی نے ''ویدوں کی طرف لوٹ آؤ'' کا نعرہ دیا۔



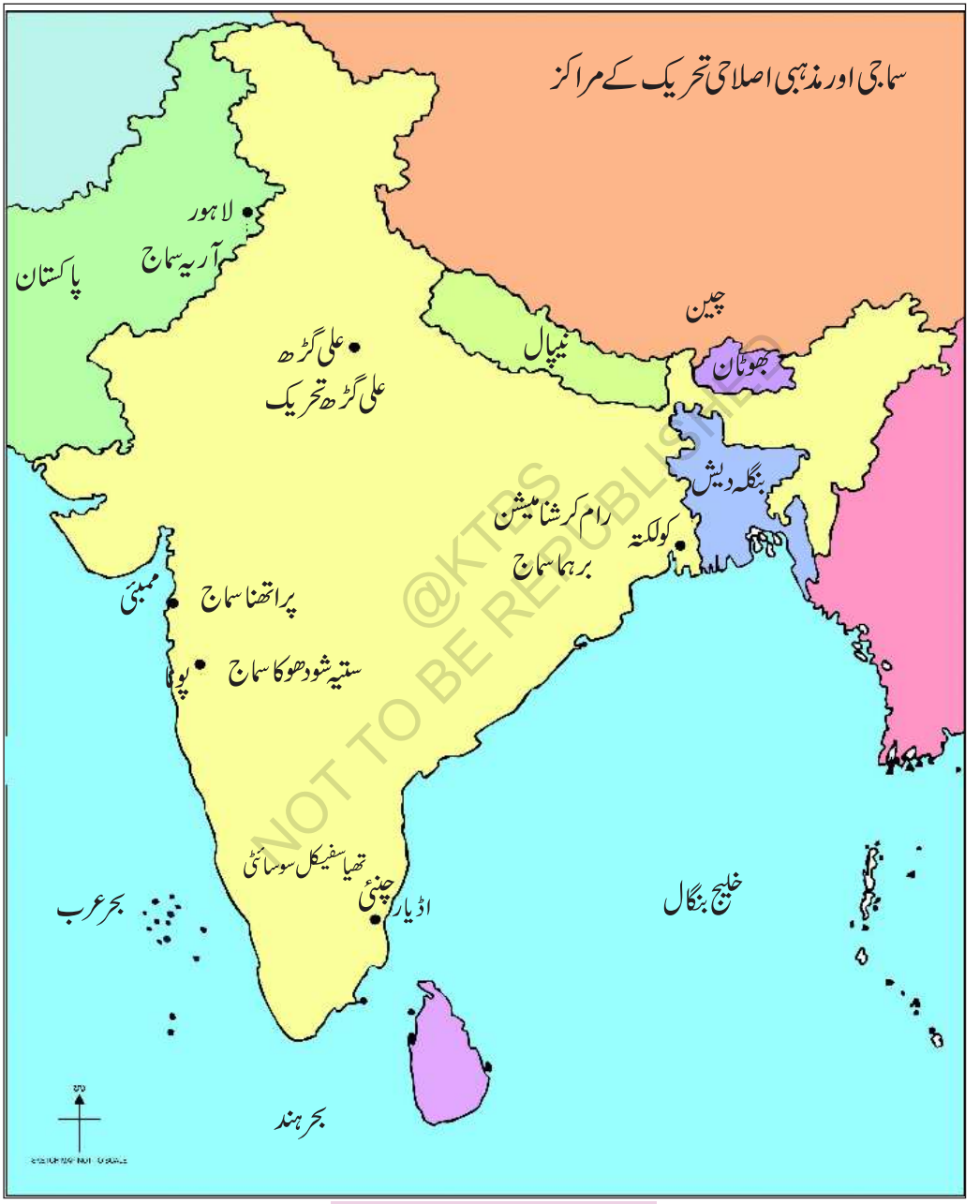
سوامی دیانند سرسوتی

مورتیوں کی پوجا، چھوت چھات، بچپن کی شادی اور ذات پات کی رسموں کی مذمت کی۔ دیانند سرسوتی نے بین ذاتی شادیوں اور بیواؤں کی شادیوں کی ہمت افزائی کی۔ اس کے علاوہ ایک خدا کی عبادت پر زور دیا۔

دیانند سرسوتی نے اپنے نظریات کو مشہور تصنیف ''ستیہ ارتھ پرکاش'' میں ظاہر کیا ہے۔ آریہ سماج نے ہندوستانی تعلیمی ترقی کے لئے محنت کرنے کے ساتھ ساتھ قومی تحریک کے جذبے کو بھی ابھارا۔ آریہ سماج کے رہنما لالہ ہنس راج نے لاہور میں ''دیانند اینگلو ویدک اسکول'' (1886ع.ع.) قائم کیا۔ تلک، لالہ لجپت رائے جیسے قومی رہنما آریہ سماج کے فلسفے اور انداز فکر سے بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ ہندو دھرم چھوڑ کر دوسرے مذاہب اختیار کرنے والوں کو دوبارہ ہندو دھرم میں واپس لانے کے لئے دیانند سرسوتی کے شاگرد شردھانند نے ''شُدھی تحریک'' شروع کی۔

@KSEBSOLVED NOT TO BE REPUBLISHED

دیانند سرسوتی نے صرف پیدائش کی بنیاد پر برہمنوں کو اقتدار حاصل کرنے کو مسترد کر دیا اور یہ اعلان کیا کہ عورتوں کے ساتھ ساتھ تمام کو وید سیکھنے کا حق ہے۔ گائے کی پوجا کی حمایت کی۔ اگر اختصار کے



سماجی اور مذہبی اصلاحی تحریک کے مراکز

ساتھ کہا جائے تو آریہ سماج آزادی اور سودیشی جذبات کو اُبھارنے والا ایک انقلاب تھا۔

رام کرشن مشن (1897ع.ع.):

''اُٹھو! جاگو! مقصد کے حصول تک نہ رُکو''۔ یہ ہندوستانی نوجوانوں کو سوامی ویویکانند کا نعرہ تھا۔ ان کا پہلا نام نریندر ناتھ دتّہ تھا۔ یہ کلکتہ میں 12 جنوری 1863ع.ع. میں پیدا ہوئے۔ یہ رام کرشن پرماہنس کے شاگرد تھے۔ رام کرشن پرماہنس کی موت کے بعد راہب بن کر ان کے تمام شاگردوں کو متحد کرتے ہوئے ان کی رہنمائی کرنے کی ذمہ داری نریندر ناتھ کے کندھوں پر پڑی۔ 1892ع.ع. میں کھیتری کے بادشاہ کی تجویز پر عمل کرتے ہوئے نریندر ناتھ دتّہ نے اپنا نام بدل کر سوامی ویویکانند رکھ لیا۔ امریکہ کے شکاگو شہر میں منعقد ہوئی پہلی مذہبی عالمی کانفرنس (1893ع.ع.) میں ہندو مذہب کی نمائندگی کرتے ہوئے شرکت کی۔ ان کی ویدانت سے متعلق کی گئی تقریر نے انہیں ساری دنیا میں مشہور کر دیا۔ مغربی تہذیب کی بہت سی اچھائیوں کے علاوہ عورتوں کے لئے مساوات سے وہ متاثر ہوئے۔ وہ ہندوستانی سماج میں درپیش مسائل سے اس وقت ناخوش تھے۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED



سری رام کرشنا پرماہمس



سوامی ویویکانند

ویویکانند نے ہندوستان کا پیدل دورہ کیا اور وہ ملک میں عوام کی حالتِ زار سے متاثر ہوئے۔ وہ ہمیشہ یہی کہا کرتے تھے'' عوام جب تک بھوک، غریبی اور لاعلمی کا شکار رہیں گے، میں تب تک بار بار جنم لے کران کو دور کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا''۔

پنڈت ایشور چندرودیاساگر نے غیر برہمن طلباء کے لئے سنسکرت کالج قائم کیا۔ 1856ع.ع. میں پہلی مرتبہ اعلیٰ ذاتوں میں قانونی طور پر بیواؤں کی دوبارہ شادیاں کلکتہ میں ودیاساگر کی قیادت میں ہوئیں۔

انسانی حقوق اور سماجی خدمات کو مسلسل انجام دینے کے لئے انہوں'' رام کرشنا مشن'' کو قائم کیا۔ عورتوں کے متعلق بہت ہی فکر اور احترام رکھنے والے سوامی جی نے'' عورتوں کی ترقی ملک کی ترقی ہے'' اس بات پر زور دیا۔'' دردِرانا رائن'' یعنی غریبوں کی خدمات کے لئے آواز دی۔ یہ ہندوستان کی ترقی کے خواب دیکھا کرتے تھے۔

بال گنگا دھر تِلک نے سوامی ویویکا نند کو'' ہندوستان کی قومیت کا اصل باوا آدم'' کے نام سے پکارا۔ سبھاش چندر بوس کے ساتھ ساتھ کئی قومی رہنما اُن کی تصانیف سے متاثر ہوئے۔

سبھاش چندر بوس کے ساتھ سوامی ویویکانند نے عالمی مذہبی کانفرنس کو جانے سے قبل میسور کا دورہ کیا تھا۔ چامراج وڈیئر دہم نے سوامی ویویکانند کو شاہی محل میں دعوت دے کر عالمی مذہبی کانفرنس جانے کے لئے مالی مدد کی۔ ویویکانند کی درخواست پر میسور راجہ وڈیئر نے دلتوں کے لئے تین مخصوص مدرسے قائم کئے۔

سرگرمی: سوامی ویویکانند نے شکاگو کے عالمی مذہبی کانفرنس میں جو تقریر کی تھی، اس کے متعلق جانکاری اکھٹا کرو۔

تھیوسوفیکل سوسائٹی (1875ع.ع.):

تھیوسوفیکل سوسائٹی کو روس کی خاتون میڈم ہیچ۔ بی۔ بلاوٹسکی اور امریکہ کرنل ہیچ۔ یس۔ اولکوٹ

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

نے نیو یارک میں قائم کیا تھا۔ ہندوستان آ کر چنئی کے قریب اڈیار مقام پر سوسائٹی کے عالمی مرکز کی شروعات کی۔ اسکے بعد ڈاکٹر اینی بیسنٹ اس سوسائٹی کی صدر بنیں۔ ہندوستانی تہذیب سے متاثر ہو کر ڈاکٹر اینی بیسنٹ نے بھگوت گیتا کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا۔ ''کامن ویئل'' اور ''نیو انڈیا'' نامی رسالوں کو شائع کیا۔ انہوں ہندوستان میں تھیوسوفیکل تحریک کو مرکزی طاقت بن کر آگے بڑھایا۔

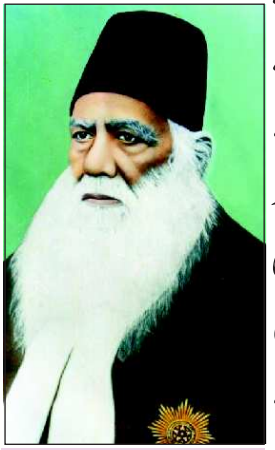
تھیوسوفیکل سوسائٹی کے مقاصد:

1. بھید بھاؤ کو چھوڑ کر عالمی بھائی چارگی قائم کرنا۔
2. مذہب، فلسفہ اور سائنسی علوم کا موازنہ کرتے ہوئے مطالعہ کرنا۔
3. فطرت کے پراسرار اُصولوں اور انسان میں پوشیدہ قوتوں کو دریافت کرنا۔

ڈاکٹر اینی بیسنٹ نے بنارس میں سنٹرل ہندو کالج کی بنیاد رکھی۔ بعد میں اس کا نام ''بنارس ہندو یونیورسٹی'' (B.H.U) پڑ گیا۔ انہوں نے ہوم رول کی تحریک بھی شروع کی۔ وہ انڈین نیشنل کانگریس کی پہلی خاتون صدر (1917ع.ع.) بھی تھیں۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سرسید احمد خاں اور علی گڑھ تحریک:



سرسید احمد خاں

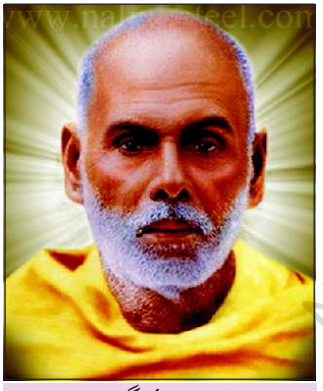
زیادہ تر مسلمان مغربی تعلیم کو شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اسے اپنے مذہبی مفادات کے لئے نقصان دہ سمجھتے تھے۔ ابتداء میں نواب عبد اللطیف نے 1863ع.ع. میں محمڈن لٹریری سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔ اس ادارے کے ذریعے انہوں نے مسلمانوں میں انگریزی تعلیم پھیلانے کی کوشش کی۔ اس کے بعد سرسید احمد خان نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان ہم آہنگی لانے کی کوشش کی۔ اس تحریک کو سرسید احمد خاں نے ہی شکل دی۔ وہ 1817ع.ع. میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ وہ برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی میں عدلیہ کے افسر مقرر ہوئے۔ اپنی قوم کے

انگریزی تعلیم سے محروم ہونے کی وجہ سے وہ معاشی اور سماجی مواقع سے محرومی محسوس کرتے تھے۔ ان کی خواہش تھی کے مسلم طبقہ تعلیم حاصل کر کے حکومت میں مناسب نمائندگی حاصل کرے۔

اسی طرح ایک سماجی مصلح کے طور پر انہوں نے پردے کے نظام، کثیر ازدواج اور طلاق کی رسم کی غلط عمل پیرائیوں کی مخالفت کی۔ انگریزی، سائنسی اور ادبی کاموں کا اردو میں ترجمہ کرنے کے لئے ''ٹرانسلیشن سوسائٹی'' کا آغاز کیا۔ بعد میں اس تنظیم کا نام ''سائنٹیفک سوسائٹی'' رکھا گیا۔ مسلمانوں میں سائنسی نظریات کو فروغ دینے کے لئے انہوں نے ''علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ'' کے نام سے ایک اخبار شروع کیا۔ یہ رسالہ انگریزی اور اردو زبانوں میں شائع ہوتا تھا۔

سر سید احمد خان نے 1875ع.ع. میں محمڈن اینگلو اورینٹیل کالج شروع کیا۔ یہ ادارہ ہی 1920ع.ع. میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں تبدیل ہوا۔

شری نارائن گرو:۔ شری نارائن گرو ایک اہم سنت اور سماجی مصلح کے طور پر مشہور ہیں۔ یہ 1854 میں



شری نارائن گرو۔

تروانکور ''ایلوا'' قوم کے ایک خاندان میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے 1903 میں ''شری نارائن دھرم پرپالانا یوگم'' نامی ادارہ قائم کیا۔

اس کے ذریعے انہوں نے کیرلا کے ایلواوں ساتھ ساتھ پسماندہ طبقوں کی سماجی، اقتصادی اور ثقافتی ترقی کے لئے کام کیا۔ انہوں نے ذات پات کے نظام اور جانوروں کی قربانی کی مخالفت کی۔ انہوں نے سنسکرت اسکول کھولے اور بلا امتیاز ذات پات سب کو داخلہ دیا۔

انہوں نے تقریباً تیس مندر بنائے۔ کیرلا کے اچھوتوں کے ساتھ ساتھ تمام ذاتوں کے لوگوں کو داخلہ دیا گیا۔ وہ چاہتے تھے کہ مندروں میں تمام مذاہب کے صحیفوں پر مشتمل ایک اچھی لائبریری ہو۔ شری نارائن گرو کی خواہش کا اظہار اس بیان میں کیا گیا ہے: 'ایک خدا، ایک مذہب اور ایک ذات''

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

(One God One Religion and One Cast)۔انکا اثر کرناٹک پر بھی دیکھا جا سکتا ہے۔نارائن گرو نے 1928ع.ع. میں وفات پائی۔

سرگرمی: سری نارائن گرو کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں۔

خواتین سماجی اصلاح کار:

میڈم H.P. بلاواٹسکی، اینی بیسنٹ، ساوتری بائی پھولے، تارابائی شندے، پنڈت رمابائی وغیرہ ہندوستان کے ممتاز سماجی مصلح تھے۔

ساوتری بائی پھولے:



ساوتری بائی پھولے

ساوتری بائی پھولے ایک مشہور ہندوستانی سماجی مصلح، تعلیمی مصلح اور شاعرہ ہیں۔ اپنے شوہر جیوتیبا پھولے کے ساتھ مل کر انہوں نے پونے میں لڑکیوں کا ایک اسکول شروع کیا اور خود ایک ٹیچر کے طور پر کام کیا۔ انہوں نے بچوں اور بیواؤں کے لئے بحالی کے مراکز کھول کر بچوں کے قتل کے جاری واقعات کو ختم کرنے کی کوشش کی۔انہوں نے ذات پات کے نظام اور جنسی عدم مساوات کے خلاف جدوجہد کی۔اس کے لئے انہیں معاشرے کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔

شوہر جیوتیبا پھولے کی سماجی جدوجہد میں کندھے سے کندھا ملا کر کام کیا۔ اپنے شوہر کی موت کے بعد ''سچائی تلاش کرنے والی سوسائٹی'' (ستیہ شودھک سماج) کی قیادت کی۔ان کو اپنے بیٹے کے ساتھ طاعون کی وباء کے متاثرین کی خدمت کرتے ہوئے طاعون کا مرض لاحق ہوا۔ان کی دوست فاطمہ شیخ ان کی ہر جدوجہد میں ان کے ساتھ تھیں۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED



تارابائی شندے

تارابائی شندے:

تارابائی شندے مہاراشٹر کی پہلی خاتون تھیں۔کارکن، جیوتیبا پھولے کی سچائی تلاش کرنے والی سوسائٹی کی ایک سرگرم رکن کے طور پر سماجی جدوجہد میں خود کو شامل کیا۔کم سن بیواؤں کا تحفظ اور بیوہ کی دوبارہ شادی کے لئے تعاؤن کیا۔ انہوں نے اپنی تصنیف ''ستری پروش تلنا'' میں خواتین کے استحصال کے خلاف شدید احتجاج کیا۔

پنڈت رمابائی:

پنڈت رمابائی ہندوستان کی ایک مشہور عیسائی سماجی مصلح ہیں۔مغربی گھاٹ کے گنگامول میں اننت شاستری ڈونگسے اور لکشمی بائی کے ہاں پیدا ہوئیں۔ انہوں نے اس وقت کے سماجی حالات کے خلاف تعلیم حاصل کی تھی۔ انگلینڈ میں تعلیم حاصل کرتے ہوئے عیسائی بن گئیں۔ ہندوستانی خواتین کی نجات کے لئے اپنی پوری زندگی لگادی۔ 1889ع.ع. میں انہوں نے ''مکتی مشن'' نامی تنظیم کی بنیاد رکھی۔ یہ ادارہ آج بھی کام کر رہا ہے جو بیواؤں، یتیموں اور شرابیوں کو جینے کا سہارا فراہم کرتا ہے۔



پنڈت رمابائی

@TBS NOT TO BE REPUBLISHED

مشقیں

I. خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں۔

1۔ ''سمواد کومودی'' اخبار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نے شروع کیا۔

2۔ غلام گیری نامی تصنیف کے مصنف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھے۔

3۔ لاہور میں ''دیانند اینگلو ویدک کالج'' شروع کرنے والے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھے۔

4۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نے خواتین کی آزادی کے لئے ''مکتی مشن'' تنظیم کی بنیاد رکھی۔

II. درج ذیل سوالات کے جواب ایک جملے میں دیں۔

5۔ ہندوستانی 'نشاۃ ثانیہ کے باوا آدم کسے کہا جاتا ہے؟

6۔ مہادیو گووندارانا ڈے کون تھے؟

7۔ ستیہ شودھک سماج کے بانی کون ہیں؟

8۔ ''اٹھو! جاگو! مقصد کے حصول تک نہ رکو' یہ نعرہ کس کا تھا؟

9۔ اینی بیسینٹ کون تھی؟

10۔ ''علی گڑھ تحریک'' کے رہنما کون تھے؟

11۔ شری نارائن گرو نے کس ادارے کی بنیاد رکھی تھی؟

12۔ ''سترى پروش تلنا'' کے مصنف کون ہیں؟

13۔ ہندوستان کی مشہور عیسائی سماجی مصلح کون تھیں؟

III. درج ذیل سوالات کو گروہ میں بحث کریں اور ان کے جواب دیں۔

14۔ راجہ رام موہن رائے کے سماجی اور مذہبی اصلاحی اقدامات بیان کریں۔

15۔ سماجی اصلاح میں جیوتی با پھولے کا کیا کردار تھا؟

16۔ تھیوسوفیکل سوسائٹی کے مقاصد کیا تھے؟

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

17۔ مسلم قوم کی اصلاح میں سرسید احمد خان کا کیا کردار تھا؟

18۔ شری نارائن گرو نے پسماندہ طبقات کی بہتری کے لئے کیا اقدامات کیے؟

19۔ خواتین کی اصلاح میں پنڈت رمابائی کا کیا کردار تھا؟

IV. نیچے دی گئی فہرست 'A' سے متعلق فہرست 'B' میں عنوانات کو ملا کر لکھیں۔

A	B
1۔ سوامی وویکانند	(a) علی گڑھ تحریک
2۔ سوامی دیانند سرسوتی	(b) سچائی کا متلاشی معاشرہ
3۔ سید احمد خان	(c) تھیوسوفیکل سوسائٹی
4۔ جیوتی باپھولے	(d) رام کرشنا مشن
5۔ اینی بیسنٹ	(e) آری

V. بحث کریں:

''عورتوں کی ترقی، ملک کی ترقی'' سوامی ویویکانند کا یہ قول آج بھی کتنی اہمیت رکھتا ہے؟ گروہ میں بحث کرو۔

سرگرمیاں: : یم۔جی راناڈے، جیوتیبا پھولے، راجہ رام موہن رائے، سوامی وویکانند، سوامی دیانند سرسوتی، سرسید احمد خان اور سری نارائن گرو کی سوانح حیات پڑھیں۔



☆☆☆

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

N5W3B8

سبق:16 ہندوستان کی پہلی جنگِ آزادی (1857-58ع.ع.)

FIRST WAR OF INDIAN INDEPENDENCE (1857-58 C.E.)

سبق کا تعارف:۔

جدید ہندوستان کی تاریخ میں 1857ع .ع. کا سال ایک اہم تاریخی سنگ میل ہے انگریز 1857ع. ع. کے تاریخی واقعہ کو سپاہیوں کی بغاوت سمجھتے تھے جبکہ ہندوستانی قوم پرستوں نے اسے ہندوستان کی پہلی آزادی کی جدوجہد کے طور پر اعلان کیا۔ یہ بنیادی طور پر برطانوی جارحیت حکومت کے خلاف ایک عظیم جدوجہد تھی۔ سپاہی اور شہری دونوں نے جارحانہ حکمرانوں کا تختہ الٹنا چاہا۔ موجودہ سبق میں اس واقعہ کی وجوہات، نوعیت اور نتائج بیان کئے گئے ہیں۔

صلاحیتیں

1۔ 1857ع.ع. کی عظیم بغاوت یا ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی کے سبب بننے والے عوامل کو جاننا۔

2۔ آزادی کی پہلی جنگ میں لڑنے والے اہم رہنماؤں کی جدوجہد کو یاد کرنا۔

3۔ پہلی جنگ آزادی کے نتائج واثرات کو سمجھنا۔

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

1857ع.ع. آزادی کی پہلی جنگ کی نوعیت:

برطانوی مورخ 1857ع.ع. کی ہندوستانی جدوجہد کو صرف سپاہیوں کی بغاوت سمجھتے تھے۔ لیکن ہندوستان کے قومی مورخین نے اسے نہ صرف عوام کی عظیم بغاوت قرار دیا بلکہ اسے ''ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی'' قرار دیا۔

ونائک دامودر ساورکر نے سب سے پہلے اس جدوجہد کو ملک کی آزادی کی پہلی جنگ قرار دیا۔ پٹا بھی

سیتارامیا نے بھی اسے ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی ہی کہا۔ جواہر لال نہرو نے کہا کہ فوجی بغاوت نے فوری عوامی بغاوت کی شکل اختیار کر لی۔ یہ ایک ایسی جدوجہد تھی جو ملک کی بیشتر اقوام نے ایک ہو کر لڑی تھی۔

1857ع.ع. کی جدوجہد نے ہندوستان کی تاریخ میں ایک نیا سیاسی شعور پیدا کیا۔ اس کے نتیجے میں جارحانہ حکومت کے خلاف جدوجہد نے مختلف شکلیں اختیار کیں۔ ان جدوجہد میں حصّہ لینے والے اور شہید ہونے والے افراد جلد ہی عوام کے دلوں میں گھر کر گئے۔ ہمیں ان کی قربانیوں کو مسلسل یاد رکھنے کی ضرورت ہے۔

1857ع.ع. آزادی کی پہلی جنگ کے وجوہات:

طویل برطانوی حکومت کی وجہ سے ہندوستان کا معاشی نظام کمزور ہو گیا تھا۔ مختلف طبقوں کے لوگ شدید مشکلات کا شکار تھے۔ کسانوں پر ٹیکسوں کا بوجھ ڈالا گیا۔ جیسے ہی دستکاری کی صنعتیں ختم ہونے لگیں، روایتی طور پر قابل اعتماد پیشے اپنی مطابقت یا طاقت کھو بیٹھے اور لوگ سڑکوں پر نکل آئے۔ اس کے محرکات کو سیاسی، معاشی، سماجی، مذہبی، انتظامی اور عسکری میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ان میں سے کچھ براہ راست وجوہات ہیں، جبکہ دیگر ثانوی وجوہات ہیں۔

1۔ سیاسی وجوہات: برطانوی فتوحات اور جارحیت کی دانستہ پالیسی نے یہاں کے حکمران طبقے اور عوام کے جذبات کو شدید ٹھیس پہنچایا۔ لارڈ ویلزلی کے معاون فوجی نظام اور لارڈ ڈلہوزی کے نظریہ کی غلطی نے اور گود لئے ہوئے بچوں کو حق بادشاہی سے محروم کرنے کی پالیسی نے بہت سے بادشاہوں اور نوابوں کو اپنے عہدوں سے محروم کر دیا۔ ستارہ، جئے پور، سنبھل پور، اُدے پور، جھانسی، اودھ اور دوسری ریاستیں وغیرہ۔ جیسے علاقے ڈلہوزی کے قبضے میں تھے۔ اس مشکل صورتحال کے سیاسی دباؤ کی وجہ سے مغل بادشاہ بہادر شاہ سیاسی طور پر صرف ایک برائے نام شہنشاہ بن گیا۔ بعض بادشاہوں کے وظیفہ کی رقم روک دی گئی تھی۔ چند بادشاہوں کے القاب منسوخ کر دئے گئے۔



بہادر شاہ دوّم

NOT TO BE REPUBLISHED @KBSE

2۔ انتظامی وجوہات:

برطانویوں نے اپنا نیا انتظامی نظام تمام سول اور فوجی اعلیٰ عہدوں کو یورپیوں کے لئے مختص کرنے کے ارادے سے انتظامیہ کی تشکیل کی۔ نئے نظام کی نوعیت عوام کو مطمئن کرنے میں ناکام ثابت ہوئی۔ انتظامیہ میں دلالوں کا کردار اہم تھا۔ قانون کی حکمرانی سماجی تنظیمی ڈھانچے کے خاتمے کا باعث بنی۔ فارسی کی بجائے انگریزی عدالت کی زبان عوام اور بھارتی حکمران طبقے کے لئے موزوں نہیں تھی۔

3۔ اقتصادی وجوہات:

انگریزوں نے اپنی سیاسی طاقت کا استعمال اپنے مفاد کے لئے ہندوستان کے معاشی وسائل اور دولت کو لوٹنے کے لئے کیا۔ انگریزوں کے تجارتی مفادات کی وجہ سے ہندوستان کی چھوٹی گھریلو صنعتوں پر برا اثر پڑا اور دیگر مقامی صنعتیں تباہ ہوگئیں۔ محصول کی حکمت عملی انتہائی استحصالی تھی۔ بہت سے تعلقہ داروں اور زمینداروں سے اُن کی حیثیت اور ذرائع آمدنی چھین لی گئی۔ دولت کے بہاؤ کی صورتحال بڑے پیمانہ پر پیدا ہوئی۔ زراعت ایک تجارت بن گئی جس کی وجہ سے کسانوں کی معاشی طاقت کمزور ہوگئی۔ شدید خشک سالی نے لاکھوں افراد کو ہلاک کیا۔ یہ تمام عوامل ہندوستان کو غریبی کی طرف لے گئے۔

4۔ سماجی اور مذہبی وجوہات:

مختلف سماجی اور مذہبی عوامل بھی بغاوت کے پھیلنے کی وجہ بنے۔ انگریز اپنی نسلی برتری کے نشے میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اس نے ''گوروں کا بوجھ'' کے نظریہ کی حمایت کی۔ وہ کہنے لگے کہ وہ ہندوستانیوں کو شہری بنانے آئے ہیں۔ انہوں نے ہندوستانیوں کو ثقافت اور تہذیب سے عاری وحشی قرار دیا۔ ہندوستانیوں کو ''سور، کالے آدمی'' وغیرہ کہہ کر مخاطب کیا جاتا تھا۔ یورپیوں کے زیر انتظام ہوٹلوں اور کلبوں میں ہندوستانیوں کو داخلہ کی اجازت نہیں تھی۔ ''کتّوں اور ہندوستانیوں کا داخلہ ممنوع'' قرار دینے والے تختے لٹکائے جاتے تھے۔ مزید، ستی کی رسم اور بچپن کی شادی کی ممانعت کی حوصلہ افزائی کی اور بیوہ کی دوبارہ شادی کی حوصلہ افزائی کی۔ یہ اقدام قدامت پسند ہندوستانیوں کے لئے آسانی سے قابل قبول نہیں تھا۔ اس کے علاوہ عیسائیوں کے حق رائے دہی سے معاشرے میں انگریزوں کے خلاف ایک تحریک شروع ہوئی۔ ہندوؤں کو لگتا تھا کہ انگریز ان کے سماجی نظام میں مداخلت کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ نئی ریلوے اور ٹیلی گراف لائنوں کی تعمیر نے انگریزوں کو مشکوک بنا دیا۔

@TRS NOT TO BE RESOLD

''گوروں کا بوجھ'' کا مطلب ہے کہ ہندوستانی وحشی اور غیر مذہبی ہیں۔ یورپی ان کو شہری بنانے آئے تھے۔ وحشیوں کو مہذب بنانا یوروپیوں کی ذمہ داری سمجھتے تھے۔ یہ استعمار کی ایک لطیف حکمت عملی تھی۔ یہ نظریہ شاعر RUDYARD KIPLING نے دیا تھا۔

5۔ فوجی وجوہات: ہندوستانی سپاہیوں میں بہت سے عدم اطمینان تھے۔ فوجیوں پر روایتی مذہبی علامات اور پگڑیاں یا سر کے پوشاک پہننے پر پابندی تھی۔ ہندوستانی فوجیوں کی تنخواہ بہت کم دی جاتی تھی اور ترقی کے مواقع بھی نہیں تھے۔ صرف برطانوی فوجیوں کو زیادہ تنخواہ اور دیگر سہولیات دی جاتی تھیں۔ ہندوستانی فوجیوں کو اضافی تنخواہ کے بغیر دور دراز علاقوں میں تعینات کیا جاتا تھا۔ لارڈ کیننگ کے ''عام فوجی خدماتی ایکٹ'' کے مطابق تمام سپاہیوں کو جہاں بھی انگریزوں کا حکم دیا جائے وہاں فرائض انجام دینے کے لئے جانا پڑتا تھا۔

6۔ فوری وجوہات: 1857ع.ع. کا دور لوگوں کی بغاوت کے لیئے موزوں تھا۔ بھڑکتی آگ شروع کرنے کے لئے صرف ایک چنگاری کافی تھی۔ 1857ع.ع. میں فوج میں ایک نئی قسم کی بندوق (اینفیلڈ رائفل) کا تعارف فوری طور پر فوجی بغاوت کا باعث بنا۔ اینفیلڈ بندوقوں میں کارتوس کو بھرنے سے پہلے، کاغذ کی پرت کو دانتوں سے کاٹنا پڑتا تھا۔ اس کاغذ پر سور کی چربی اور گائے کے گوشت کی چربی استعمال ہونے کی خبر سپاہیوں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ اس کا مقصد مسلمانوں اور ہندو سپاہیوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانا تھا۔ جن فوجیوں نے ان کو استعمال کرنے سے انکار کیا انہیں انگریزوں نے سزا دی تھی۔

آزادی کی پہلی جنگ کی رفتار:

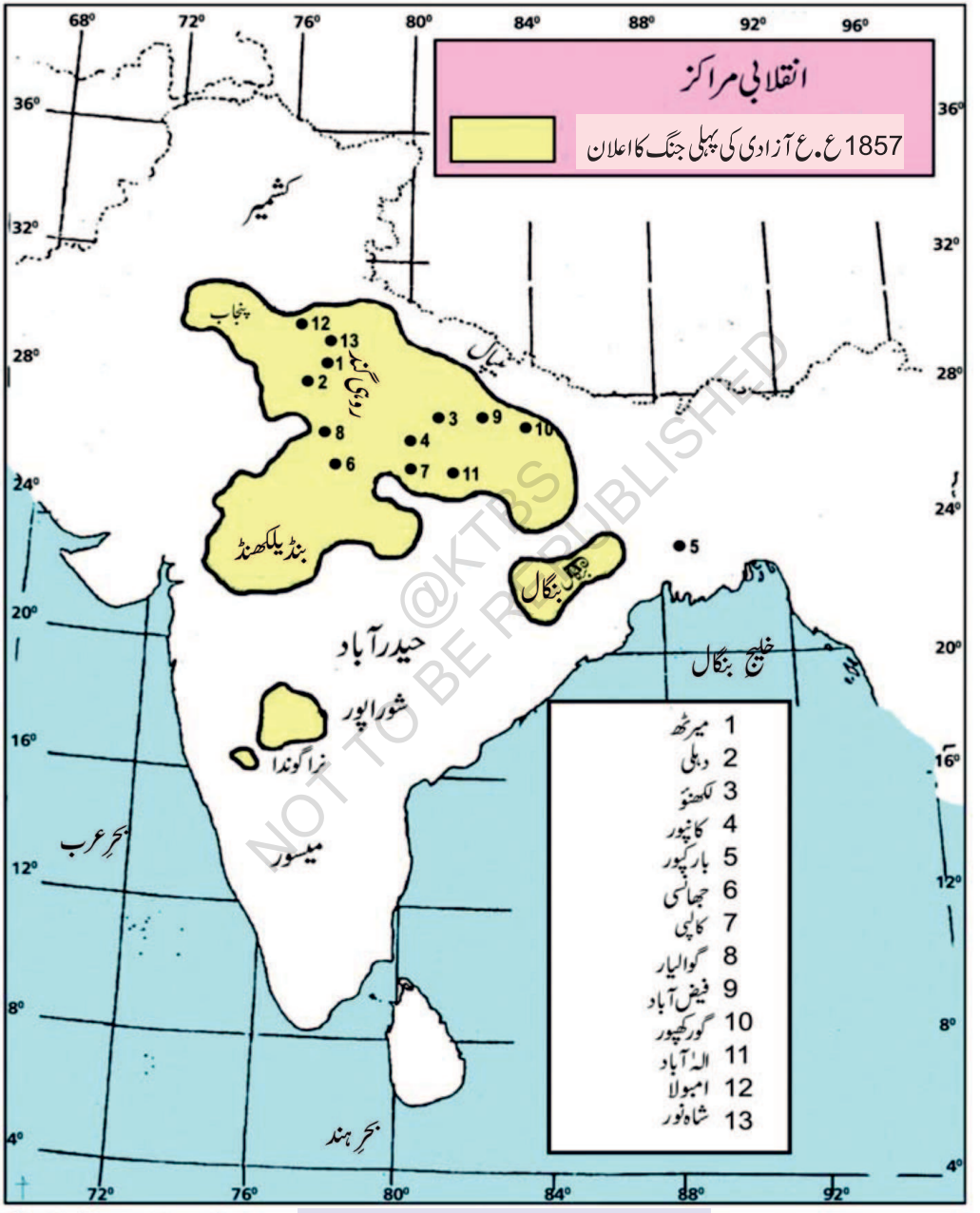


منگل پانڈے

میرٹھ میں بغاوت 10 مئی 1857ع.ع. کو شروع ہوئی۔ اس کے بعد یہ شمالی ہندوستان کے صوبوں میں وسیع پیمانے پر تیز اور مضبوط ہوگئی۔ میرٹھ میں بغاوت شروع ہونے سے پہلے، بارکپور (بنگال) کے ایک ہندوستانی سپاہی منگل پانڈے نے چربی لگائے بندوق استعمال کرنے سے انکار کر دیا اور ایک برطانوی افسر کو کھلے عام گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ بعد میں وہ بھی مارا گیا۔ سپاہیوں نے میرٹھ میں نظر آنے والے ہر یورپی کا قتل کر دیا۔ ''مارو فرنگیوں کو (یورپیوں کو مار ڈالو)'' کا نعرہ

NOT TO BE REPUBLISHED @KTBS

لگاتے ہوئے وہ دہلی کی طرف بڑے۔ دہلی میں، سپاہیوں نے بوڑھے اور کمزور مغل حکمران بہادر شاہ دوم کو ہندوستان کا شہنشاہ قرار دیا۔



Sketch Map not to scale

بغاوت کے مراکز

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

بغاوت مراکز

فرنگی: لفظ فرنگی فارسی زبان کا ہے۔ یہ اردو اور ہندی میں یورپیوں کو طعنہ کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔

تھوڑے ہی عرصے میں بغاوت وسیع پیمانے پر پھیل گئی۔ اہم انقلابی مراکز جیسے دہلی، کانپور، لکھنؤ، بریلی، جھانسی اور بہار میں آرا تھے۔



انگریزوں کے خلاف جدوجہد کرتے ہندوستانی



جھانسی کی رانی لکشمی بائی

یہ بغاوت دہلی میں جنرل بخت خان، کانپور میں نانا صاحب اور تانتیا ٹوپے، لکھنؤ میں بیگم حضرت محل، جھانسی میں لکشمی بائی اور بہار میں کنور سنگھ کی قیادت میں ہوئی۔ انگریزوں نے ایک ایک کر کے بغاوت کو دبا دیا۔ یہ بغاوت صرف شمالی ہندوستان تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ مہاراشٹرا، کرناٹک، آندھرا پردیش، تامل ناڈو، کیرلا، گوا اور پانڈیچیری تک پھیل گئی۔ کرناٹک میں مونڈرگی بھیم راؤ، ہلگی بیڈا قبیلے کے ایک رکن، سور پور

کے ایک رکن، سور پور کے وینکٹپا نائکا اور نرگنڈا کے بابا صاحب اہم رہنما تھے۔ اگرچہ بغاوت پورے شمالی اور جنوبی ہندوستان میں پھیلی ہوئی تھی، لیکن انگریزوں نے تھوڑے ہی عرصے میں اس بغاوت کو کچل دیا۔

سرگرمی: جھانسی کی رانی لکشمی بائی نے انگریزوں کے خلاف کس طرح جدوجہد کی اس کے بارے میں حقائق جمع کریں۔



کنور سنگھ



ناناصاحب

@KTBS NOT TO BE REPRINTED

نتائج:

اگرچہ یہ جدوجہد ناکام رہی، لیکن اس کے دیرپا اثرات مرتب ہوئے۔ ہندوستان کے سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی شعبوں پر اس کے سنگین اثرات مرتب ہوئے۔ اس جدوجہد کے نتیجے میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکمرانی ختم ہوگئی اور برطانوی ملکہ نے ہندوستان کی حکومت سنبھالی۔ 1858ع.ع.عیسوی میں برطانیہ کی ملکہ وکٹوریہ نے ایک ''اعلان'' جاری کیا۔ اس اعلان میں ہندوستانیوں کے حقوق، روایات اور رسم و رواج کا احترام کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اس نے واضح کیا کہ یہ لوگوں کی مذہبی آزادی میں مداخلت نہیں کرے گا۔

1857-58ع.ع.کی جدوجہد نے جدید قومی تحریک کی راہ ہموار کی۔ یہ اس کے بعد کی آزادی کی جدوجہد کے لئے مسلسل تحریک کا ذریعہ بن گیا۔

مشقیں

I. خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں۔

1۔ عوامی فوجی خدمات ایکٹ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نے نافذ کیا۔

2۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نے بارکپور میں چربی لگی بندوق استعمال کرنے سے انکار کر دیا۔

3۔ بہار میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی قیادت میں بغاوتیں ہوئیں تھیں۔

4۔ 1857ع.ع. کی جدوجہد کو ہندوستان کی پہلی آزادی کی جنگ کہنے والے ۔۔۔۔۔ تھے۔

II. ایک لفظ یا جملے میں جواب دیں۔

5۔ 1857ع.ع. کی جدوجہد آزادی کی فوری وجوہات کیا تھیں؟

6۔ 1857ع.ع. آزادی کی جدوجہد کے نتائج بیان کریں۔

7۔ معاون فوج کے نظام کے تحت کونسی ریاستیں برطانوی راج میں شامل تھیں؟

III. ایک نوٹ لکھیں۔

8۔ 1857ع.ع. کی بغاوت کے اسباب۔

9۔ جھانسی کی رانی لکشمی بائی۔

10۔ بہادر شاہ دوّم۔



سرگرمیاں: • منگل پانڈے، جھانسی کی رانی لکشمی بائی، تانتیا ٹوپے، نانا صاحب، بیگم حضرت محل، کنور سنگھ، منڈرگی بھیم راؤ جیسے انقلابیوں کی سوانح حیات پڑھیں۔ (دیکھئے: بھارت بھارتی کتابچہ)۔

•••

@RTES NOT TO BE REPUBLISHED

I7L5Y8

سبق:17 تحریکِ آزادی (1885-1919ع.ع.)

FREEDOM MOVEMENT (1885-1919 C.E.)

سبق کا تعارف:۔

19ویں صدی کے آخر میں انگریزوں کی استحصالی پالیسیوں کے نتیجے میں ہندوستانیوں میں قوم پرستی کو فروغ ملا۔ انگریزی تعلیم حاصل کرنے والے نئے پڑھے لکھے طبقے برطانوی حکومت کے حقیقی مقاصد کو سمجھنے لگے۔ کسان، قبائلی اور دیگر طبقات بھی انگریزوں سے شدید اذیت میں مبتلا تھے۔ وہ انگریزوں کے خلاف احتجاج کے موقع کے تلاش میں تھے۔ اس سبق میں ہندوستانیوں میں قوم پرستی کی بیداری کے اہم عوامل، آل انڈیا نیشنل کانگریس کا قیام، قومی تحریکوں میں اعتدال پسندوں اور انتہا پسندوں کا کردار اور دیگر حقائق کی وضاحت کی گئی ہے۔

گاندھی جی کے سیاسی اور معاشی فلسفے کا پوری دنیا میں احترام کیا جاتا تھا۔ تحریک آزادی کے دوران ان کی قیادت کے دور (1919ع.ع -1947ع.ع.) کو گاندھیائی دور کہا جاتا ہے۔ اس سبق میں آزادی کی جدوجہد کے 1919ع.ع. سے 1947ع.ع. کے درمیانی عرصے کا ذکر کیا گیا ہے۔

آزادی کی جدوجہد کے دوران، خواتین بھی بہت سرگرم تھیں اور آزادی کی جدوجہد میں شامل تھیں اور انہوں نے یہ بھی ظاہر کیا کہ آزادی میں ان کا کیا رول تھا۔ اس پس منظر میں کرناٹک کی خواتین کا کردار بھی منفرد ہے۔ انہوں نے چھوت چھات، ہندو مسلم ہم آہنگی کو قائم کیا۔

صلاحیتیں

1۔ 19ویں صدی میں قوم پرستی کی ترقی کا باعث بننے والے اہم عوامل کو جاننا۔

2۔ ترقی پسندوں، بنیاد پرستوں اور انقلابیوں کے فلسفیانہ موقف، پالیسیوں کو سمجھنا۔

3۔ انگریزوں نے ''پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو'' کی پالیسی کے ذریعے ہندوستان پر کس طرح حکومت کی ان عوامل کو جانیگے۔

© KSEEB NOT TO BE REPUBLISHED

4۔ گاندھی جی کی ابتدائی زندگی اور ان اہم عوامل کو جاننا جو عدم تشدد اور ستیہ گرہ کے اصولوں کی تعریف کرتے ہوئے ان پر فخر کرنا۔

5۔ گاندھی جی کا قائدانہ معیار، ہمت، سچائی، سادگی، انسانیت اور عاجزی کی تعریف کرنا۔

6۔ سبھاش چندر بوس اور ڈاکٹر امبیڈکر کے تعاون کو سراہنا۔

7۔ جدوجہد آزادی میں خواتین کے کردار کو جاننا۔

8۔ آزادی کے بعد کرناٹک کی ترقی میں خواتین کے کردار کو جاننا۔

قوم پرستی کی ترقی:

ہمارا ملک ہندوستان ایک کثیر جہتی یا کثیر الثقافتی ملک ہے۔ ہمارے ملک کا ایک طویل ثقافتی اور تاریخی ورثہ ہے۔ جو 19 ویں صدی کے آخر میں قوم پرستی کے فروغ کے لئے ایک فلسفیانہ بنیاد بنا۔ قوم پرستی ایک خاص جغرافیائی علاقہ کے لوگوں کے ذہنوں میں ''ہم سب ایک ہیں'' کے اتحاد کا احساس ہے۔ اس کے علاوہ وہ احترام کا اظہار کرتے ہیں اور اپنے علاقہ پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

1857ع.ع. میں ہندوستان کی پہلی جنگِ آزادی پورے ملک میں نہ ہو کر صرف چند حصّوں تک محدود رہی۔ مناسب تنظیم نہ ہونے کی وجہ سے جدوجہد ناکام ہو گئی۔ لیکن اس جدو جہد نے باشعور ہندوستانیوں میں منظم ہونے کی اہمیت کے بارے میں بیداری پیدا کی۔ اس طرح یہ ایک قومی جدوجہد میں پروان چڑھی۔ بہت سے عوامل نے قوم پرستی کے فروغ میں کردار ادا کیا ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ مغربی تعلیم اور جدید سائنس اور علم کا تعارف: انگریزی تعلیم حاصل کرنے والے ہندوستانیوں نے یورپی فلسفیانہ کتابوں کا مطالعہ کیا اور قوم پرست سیاسی نقطہ نظر کا احساس پیدا کر لیا۔ قومی سیاسی روح کو جنم دیا۔ یورپ میں پیدا ہونے والے آزادی، مساوات اور بھائی چارے کے تصورات نے انہیں سیاسی طور پر متاثر کیا۔ اس نے ان میں آزادی کی خواہش کو ابھارا۔ انہوں نے انگریزوں کے اس حساب کو غلط ثابت کیا کہ انگریزی سیکھنے والے ہندوستانی ان کا ساتھ دیں گے۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

2۔ یکساں نظام انتظامیہ: انگریزوں نے ہندوستان میں یکساں نظامِ انتظامیہ متعارف کرایا۔ اس کے نتیجے میں، ہندوستانی جو یکساں اصول وضوابط کے تابع تھے، ان میں ''ہم سب برابر ہیں'' کا احساس پیدا ہوا۔ اسی طرح وہ انگریزوں کی غیر انسانی پالیسیوں سے پریشان ہوئے اور ایک آواز ہو کر ان کی مخالفت کی۔ ان تجربات نے ہندوستانیوں کو یکجہتی محسوس کرنے اور قوم پرستی کا احساس پیدا کرنے میں مدد کی۔

3۔ معاشی استحصال: انگریزوں نے اپنی معاشی پالیسیوں کے ذریعے ہندوستانی تجارت، زراعت اور صنعتوں کو زوال کا باعث بنا۔ زمین کو قابل فروخت شے میں تبدیل کر دیا گیا۔ دادا بھائی نوروجی نے اپنی ''دولت کے بہاؤ کے نظریہ'' کے تحت انگریزوں کے ذریعہ ہندوستان کی دولت کی لوٹ مار کو بیان کیا۔

4۔ ورثے کا تعارف: سر ولیم جونس ایچ ٹی کولبروک، میکس مولر، کننگ ہام وغیرہ جیسے غیر ملکی اسکالرس نے اپنے مطالعہ کے ذریعہ ہندوستان کے تاریخی اور ثقافتی ورثے کا تعارف کرایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہندوستانی ورثہ یونانیوں اور رومیوں سے کم نہیں ہے۔ اس طرح قوم پرستی کی جڑیں ایک بار پھر بیداری کی صورت میں گہری ہو گئیں۔

5۔ سماجی مذہبی وہ اصلاحی تحریکیں: 19 ویں صدی کا ہندوستانی معاشرہ ایشور چندر ودیا ساگر، سوامی دیانند سرسوتی، سوامی ویویکانند جیسے مصلحین کے در میں ہندوستانی سماج محروم اور استحصال کا شکار تھا۔ انہوں نے اپنی قوم کو تعلیم کی اہمیت بتائی۔ دیانند ساگر نے اگر سوراجیہ اور سودیشی نظریہ کی بنیاد ڈالی تو ویویکانند نے سوئی ہوئی قوم کو جگانے کا کام کیا۔ اس طرح انہوں نے قوم پرستی کی نشوونما کو ایک نئی جہت دی اور تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کو فعال بنایا۔

6۔ ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی کے لئے تحریک: یہ واقعہ ہندوستانیوں میں سیاسی طور پر زیادہ منظم ہونے کے لئے راہ ہموار کی۔ اس کے علاوہ اس جدوجہد میں شہید ہوئے منگل پانڈے، لکشمی بائی اور حضرت محل جیسے رہنما اگلی نسل کے لیڈروں کے لئے حوصلہ افزائی کا ذریعہ بن گئے۔

7۔ نسلی امتیاز: انگریز خود کو ہندوستانیوں سے برتر سمجھتے تھے اور انہیں غیر مہذب سمجھتے تھے۔

NOT TO BE REPUBLISHED @KTRS

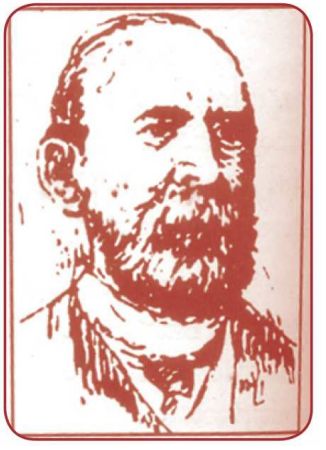
انتظامیہ میں اعلیٰ عہدے انگریزوں کے لئے مخصوص تھے۔ ہندوستان میں انگریزوں کی البرٹ ایکٹ (1884ع.ع.) کی مخالفت اس بیان کی گواہی دیتی ہے۔

اس سے ہندوستانیوں میں یہ احساس پیدا ہوا کہ ہم سب برابر ہیں، فطری طور پر ایک ہی پالیسی اور قواعد کے تابع ہیں۔ سب نے انگریزوں کے لائے ہوئے ''عوام مخالف قوانین'' کی مخالفت شروع کر دی۔ اوپر بیان کی گئی وجوہات نے ہندوستانیوں میں قومیت کا شعور پیدا کیا کہ ہم سب ایک ہیں۔

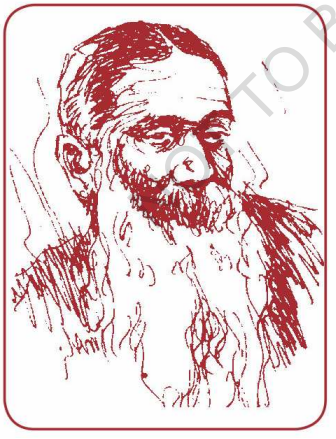
انڈین نیشنل کانگریس (1885ع.ع.)

انڈین نیشنل کانگریس ریٹائرڈ برطانوی سرکاری ملازم ایلن آکٹیوین ہیوم کے دماغ کی اُپج تھی۔ یہ ممبئی میں 1885ع.ع. میں قائم ہوا۔ اُمیش چندر بنرجی کانگریس کے پہلے صدر تھے۔ ممبئی میں منعقدہ کانگریس کے پہلے اجلاس میں 72 مندوبین نے شرکت کی۔ ان میں زیادہ تر وکلاء، صحافی اور معاشرے کے معزز طبقوں کے ارکان تھے۔ درحقیقت کانگریس قومی تحریک کو تحریک دینے والا پہلا سیاسی پلیٹ فارم تھا۔

@KPTB NOT TO BE REPUBLISHED



A.O.ہیوم
کانگریس کے بانی



اومیش چندر بنرجی
پہلے اجلاس کے صدر

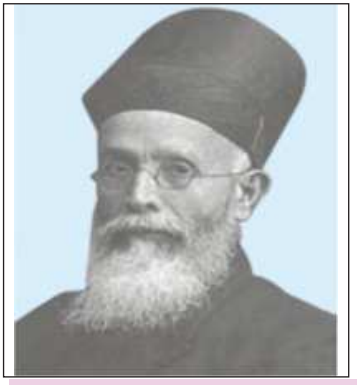
انڈین نیشنل کانگریس کے مقاصد:

- ملک کے مختلف حصّوں میں سیاسی کارکنوں کو اکھٹا کرنا اور ان کے درمیان دوستانہ تعلقات استوار کرنا۔
- قومی اتحاد کو فروغ دینا۔
- عوام کے مطالبات کو حکومت کے سامنے پیش کرنا اور رائے عامہ کو تشکیل دینا۔
- صوبائیت کو چھوڑ کر قوم پرستی کو فروغ دینا۔

اعتدال پسندوں کا دور (1885ع-1905ع):

انڈین نیشنل کانگریس کے ابتدائی رہنماؤں کو اعتدال پسند کہا جاتا تھا۔ 1885ع. سے 1905ع. کے درمیانی عرصہ کو اعتدال پسندوں کا دور کہا جاتا ہے۔ وہ آئین پر یقین رکھتے تھے۔ برطانوی حکومت کے وفادار انہوں نے دعا، توبہ اور احتجاج کی اخلاقیات کی پیروی کی۔ انہوں نے انگریزوں کو سیاسی، سماجی اور اقتصادی شعبوں میں اصلاحات نافذ کرنے پر آمادہ کرنے کی بھی کوشش کی۔ ممتاز آنجہانی رہنما دادا بھائی نوروجی، سریندر ناتھ بنرجی، گوپال کرشن گوکھلے، مہادیو گووندرانا ڈے اور دیگر تھے۔

اعتدال پسند لوگوں کی جدوجہد کے نتیجے میں ہندوستانی قانون ساز اسمبلیوں میں داخل ہونے میں کامیاب ہوئے۔ مزید یہ کہ یہ ان کی کوششیں تھیں جن سے پتہ چلا کہ ہندوستان کی غربت کی وجہ انگریز ہیں۔ ہندوستانیوں کے سیاسی اصولوں اور طریقوں کی تربیت حاصل کرنے کے ساتھ ہی، برطانیہ مخالف احتجاج پورے ملک میں پھیل گیا۔



دادا بھائی نوروجی



سریندر ناتھ بنرجی
ایک ممتاز آنجہانی رہنما



گوپال کرشن گوکھلے

NOT TO BE REPUBLISHED

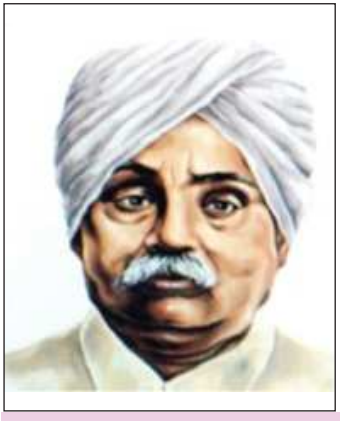
اعتدال پسندوں کے مطالبات

تقریر و اشاعت کی آزادی، عدلیہ کی انتظامیہ سے علیحدگی، فوجی اخراجات میں کمی، پرائمری، ہائی اسکول اور تکنکی تعلیم کا نفاذ، ہتھیاروں پر پابندی کے قانون کی منسوخی، بینکنگ، آبپاشی، طبی اور صحت کی سہولیات کی فراہمی، نمک پر ٹیکس کی مکمل منسوخی، انگلستان اور ہندوستان دونوں میں بیک وقت I.C.S امتحانات کا انعقاد، مرکزی اور صوبائی قانون سازی کے عمل میں ہندوستانیوں کو نمائندگی فراہم کرنا، اعلیٰ عہدوں پر ہندوستانیوں کی تقرری وغیرہ۔

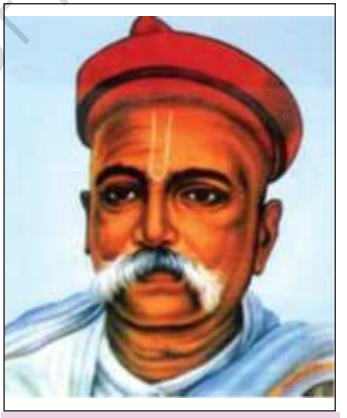
انتہا پسندوں کا دور (1905ع.ع-1919ع.ع.):

اعتدال پسند عام طور پر عوام تک پہنچ نہ پائے۔ انکی اپنائی گئی گزارش اور عاجزانہ حکمت کو بھیک کے اصول (پالیسی آف مینڈینسی) کہہ کر انتہا پسند مذاق اُڑاتے تھے۔ نوجوان طبقہ انکی حکمت عملی کی طرف راغب نہیں ہوا۔ انکے انتظامیہ کے طریقہ پر سوال اُٹھانے والے نئے رہنما کا ایک گروہ کانگریس میں اُبھرا۔ وہی عسکریت پسند کہلائے۔ لالا لجپت رائے، بال گنگا دھر تلک اور بپن چندر پال انتہا پسند گروہ کے قائدین تھے۔ جو ''لال، بال، پال'' کے نام سے مشہور ہوئے۔ 1905ع.ع-1919ع.ع. دور کو انتہا پسندوں کا سیاسی دور کہا گیا۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED



لالا لجپت رائے (لال)



بال گنگا دھر تلک (بال)



بپن چندر پال (پال)

انتہا پسندوں کے عروج کے اسباب

- ہندوستانیوں کو اعلیٰ عہدوں کے لئے تقرر کرنے میں نا قابل سمجھنا۔
- 1905ع.ع. میں لارڈ کرزن نے بنگال کو تقسیم کر کے فرقہ وارانہ سیاست کی کوشش کی۔
- 1905ع.ع. میں جاپان نے روس کو شکست دی تو یوروپیوں کو یہ اعتماد ہوا کہ ایشیائی انہیں شکست دے سکتے ہیں۔
- آئرلینڈ۔روس، چین، ترکی، مصر جیسے ممالک میں انقلابی تحریکوں نے ہندوستانیوں کو متاثر کیا۔



اروند گھوش

بال گنگا دھر تلک ایک بے مثال محب وطن تھے۔''سوراج میرا پیدائشی حق ہے اور میں اسکو حاصل کر کے ہی رہوں گا''۔ان کے اس نعرہ میں آزادی کا جوش تھا۔تلک نے گنیش اور شیواجی کے تہواروں کو لوگوں کو متحد کرنے کے مقصد سے متعارف کرایا۔انہوں نے''مراٹھا''(انگریزی) اور''کیسری''(مراٹھی) اخبارات شائع کر کے لوگوں کو سیاسی طور پر متاثر کیا۔بپن چندر پال نے'' نیو انڈیا'' اور اروند نے''وندے ماترم'' اخبارات شروع کئے۔لالہ لاجپت رائے''پنجاب کے شیر'' کے نام سے مشہور تھے،انہوں نے کہا،''ہم آزادی کو حق کے طور پر حاصل کرینگے نہ کے بھیک کے طور پر''۔بپن چندر پال نے بنگال میں''عوامی احتجاج'' منظم کیا۔ایک اور رہنما جس نے انتہا پسندی کی نمائندگی کی وہ اروند گھوش تھے۔غیر ملکی اشیاء کا بائیکاٹ کرنے اور ملکی اشیا کا استعمال کرنے کی ترغیب دلائی۔ انہوں نے قومی اسکول قائم کیا۔

بنگال کی تقسیم(1905ع.ع.):

انتہا پسندوں کی قومی جدوجہد کو تحریک دینے والا ایک بڑا واقعہ 1905ع.ع. کا بنگال کی تقسیم ہے۔

© KTRS NOT TO BE REPUBLISHED

بنگال میں قوم پرستی کی بڑھتی ہوئی لہر کو دیکھ کر انگریز گھبرا گئے۔ چنانچہ وائسرائے لارڈ کرزن نے بنگال کو ہندو اور مسلم کی فرقہ وارانہ تفریق کی بنیاد پر تقسیم کر کے قوم پرستی کی شدت کو دبانے کی کوشش کی۔ اس تقسیم کے خلاف 16/اکتوبر 1905ء کو پورے بنگال میں ''قومی یوم سوگ'' کے طور پر منایا گیا۔ رابندر ناتھ ٹیگور نے ''امر سونار بنگلہ'' بطور قومی ترانہ گایا تھا۔ ''وندے ماترم'' سب کا نعرہ تھا۔ ہندو مسلمانوں نے بنگال کے اتحاد کی نمائندگی کے لئے ایک دوسرے سے ''رکشا بندھن'' باندھا۔ عوام کے شدید احتجاج کے بعد انگریزوں کو 1911ء میں تقسیم بنگال کو منسوخ کرنا پڑا۔



لارڈ کرزن



بنکم چندر چٹرجی

@KTBS
NOT TO BE REPUBLISHED

مسلم لیگ کا قیام (1906ع.ع.):

انگریزوں نے ''پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو'' کی پالیسی کے ذریعے مسلمانوں کو قومی تحریک سے مسلسل دور کرنے کی کوشش کی۔ جب انڈین نیشنل کانگریس قائم ہوئی تو اپنے ذاتی مفادات کے تحفظ کے لئے انہوں نے مسلمانوں کو ایک الگ تنظیم بنانے کی ترغیب دی۔ 1906ع.ع. میں مسلمانوں کی ایک کمیٹی نے

ہندوستان کے انگریزی وائسرائے منٹو سے ملاقات کی۔ اس ملاقات سے حوصلہ پا کر نتیجہ میں ڈھاکہ (موجودہ بنگلہ دیش کا صدر مقام) 1906ع.ع. میں سر آغا خان نے ڈھاکہ کے نواب سلیم اللہ اور دیگر کے ساتھ مل کر انڈین مسلم لیگ کا قیام عمل میں لایا۔

سورت تقسیم (1907ع.ع.)

بنگال کی متنازعہ تقسیم کے پس منظر میں، انتہا پسندوں نے وسیع پیمانے پر احتجاجی مظاہرے کیے اور سودیشی اشیاء کا مطالبہ کیا۔ تاہم، اعتدال پسند احتجاج کو صرف بنگال تک محدود رکھنا چاہتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ برطانوی حکومت کے ساتھ براہ راست کوئی تنازعہ نہیں چاہتے تھے۔ اعتدال پسندوں اور انتہا پسندوں کے درمیان اختلاف رائے مزید شدید ہو گیا اور کانگریس میں سیاسی ٹوٹ پھوٹ کا سبب بنی۔ 1907ع.ع. میں سورت میں منعقدہ اجلاس میں کانگریس اعتدال پسندوں اور انتہا پسندوں کے درمیان تقسیم ہو گئی، بعد میں، ہندوستانی قومی تحریک نے بنیادی طور پر انتہا پسندوں کی قیادت میں 1919ع.ع. تک آگے بڑھی۔

1907ع.ع. کانگریس میں پڑی پھوٹ کے بعد حکومت نے عسکریت پسندوں کے خلاف سخت اقدامات اٹھائے۔ ان میں کئی رہنماؤں کو جیل بھیجا گیا۔ جب کہ بعض لوگوں کو سرحد پار کیا گیا۔ تلک کو کالے پانی کی سزا دیکر مانڈیلے (برما/میانمار) جیل خانے کو سرحد پار کیا گیا۔ اس کے نتیجے میں سیاسی سرگرمیاں عارضی طور پر سست ہو گئیں۔ جیل خانے میں رہ کر تلک نے ''گیتا راھیا'' کو لکھا۔

انتہا پسندوں کو سیاسی طور پر ناکام کرنے کی غرض سے انگریزوں نے اعتدال پسندوں اور مسلمانوں کو قانون ساز مجلس میں زیادہ نمائندگی دے کر خوش آمد کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلہ میں منٹو مارے ایکٹ کو 1909ع.ع. میں جاری کیا۔ اس قانون میں مسلمانوں کے لئے علیحدہ انتخابی حلقہ فراہم کیا گیا۔ اس درمیان اچانک پہلی جنگ عظیم (1914ع.ع.) کا آغاز ہوا۔ اس وجہ سے قومی تحریک کو ایک نیا جوش ملا۔ 1916ع.ع. میں لوک مانیہ تلک اور اینی بیسینٹ نے ''ہوم رول تحریک'' کا آغاز کیا۔

NOT TO BE REPUBLISHED ©KTBS

راولٹ ایکٹ (1919ع.ع.):

دسمبر 1917ع.ع. میں جسٹس راولٹ کی رہنمائی میں ایک کمیٹی بنائی گئی۔ اس کا مقصد ہندوستان میں انقلابی سرگرمیوں کو دبانا تھا۔ آخر کار راولٹ ایکٹ منظور ہوا۔ یہ فروری 1919ع.ع. میں نافذ ہوا۔ اس ایکٹ کے مطابق حکومت کسی بھی مشتبہ شخص کو بغیر کوئی وجہ بتائے گرفتار کر سکتی ہے۔ بغیر وارننگ کے کسی بھی علاقے کی تلاشی لی جا سکتی تھی۔ گرفتار شخص کو وکیل رکھنے کا بھی حق نہیں تھا۔ ہندوستانیوں نے اس کی سخت مخالفت کی۔ ملک بھر میں غصے کی لہر دوڑ گئی۔ گاندھی جی نے اس کے خلاف ستیہ گرہ شروع کی۔

جلیان والا باغ کا قتل عام (1919ع.ع.):

راولٹ ایکٹ کے خلاف گاندھی کے احتجاجات کی وجہ سے پنجاب کے بیشتر حصوں میں مظاہرے ہوئے۔ 13/اپریل 1919ع.ع. کو امرتسر، پنجاب میں سنہرا مندر سے تھوڑی ہی دوری پر جلیان والا باغ میں ایک میٹنگ کا اہتمام کیا گیا۔ جلسے میں اپنے رہنما ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور ڈاکٹر ست پال کی گرفتاری کے خلاف احتجاج کرنا تھا۔

@KPBS NOT TO BE REPUBLISHED



جلیان والا باغ قتل عام کا بھیانک منظر

جنرل ڈائر نے، جو امرتسر کے محافظ تھے، پارک کے واحد رخصتی دروازے کو بند کر کے اور احتجاج کرنے والے لوگوں کو سبق سکھانے کے لئے غیر مسلح ہجوم پر گولی چلانے کا حکم دیا۔ ہجوم اچانک خوف سے چیخ اٹھا۔ حکومتی رپورٹ کے مطابق صرف 379 افراد ہلاک ہوئے۔ لیکن درحقیقت اس رپورٹ سے کہیں زیادہ لوگ مارے گئے۔ آج بھی باغ میں گولیوں کے نشان دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس ظالمانہ فعل کی شدید مذمت کی گئی۔

انقلابی قوم پرستی:

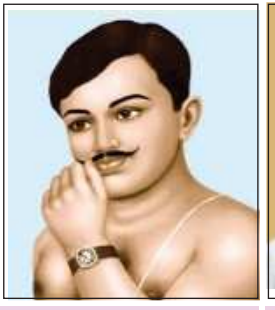
کچھ انتہا پسندوں نے مسلح انقلاب کا راستہ اختیار کیا۔ انہیں ''انقلابی قوم پرست'' کہا جاتا ہے۔ برطانوی حکام نے انہیں ''دہشت گرد'' قرار دیا۔ ان کا مشن ہندوستان کو جلد از جلد مکمل آزادی دلانا تھا۔ شدید حب الوطنی اور ایثار و قربانی انقلابی قوم پرستوں کے بنیادی اصول تھے۔

واسودیو بلونت فڈ کے انقلابیوں میں پہلے شخص تھے جنہوں نے خفیہ تنظیم بنائی۔ برادران دامودر اور بالاکرشن چاپیکر ان کی خفیہ تنظیم کے جانثار تھے۔ ان دونوں کو گرفتار کر کے پھانسی دے دی گئی۔

ہمارے ملک کے دیگر انقلابیوں میں ونائک دامودر ساورکر، خودی رام بوس، چندر شیکھر آزاد اور بھگت سنگھ شامل تھے۔ خودی رام ہندوستان کے پہلے شہید (1908ع.ع.) تھے جنہیں جدوجہد آزادی میں پھانسی دی گئی۔ اس وقت ان کی عمر صرف 19 سال تھی۔ ایسے نوجوان کی قربانی دیکھ کر ملک کے لوگ حیران رہ گئے۔



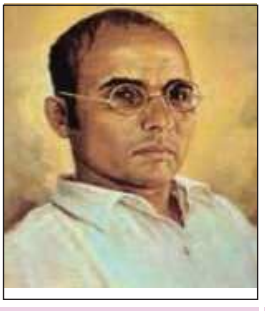
خودی رام بوس



چندر شیکھر آزاد



بھگت سنگھ



ونائک دامودر ساورکر

NOT TO BE REPUBLISHED © KTBS

ونائک دامودر ساورکر ایک اور انقلابی تھے۔ 1899ع.ع. میں انہوں نے ''مترا میلہ'' کے نام سے پہلی خفیہ تنظیم بنائی۔ بعد میں اسے ''ابھینو بھارت'' کہا گیا۔ برطانوی حکومت نے انہیں عمر قید کی سزا سنائی اور انڈمان جیل بھیج دیا گیا۔ ہندوستانی حکومت نے انڈمان جیل میں ان کی یادگار بنائی ہے جہاں انہیں وحشیانہ جسمانی اذیتیں دی گئیں۔

چندر شیکھر آزاد نے ''ہندوستان سوشلسٹ ریپبلکن ایسوسی ایشن'' میں شمولیت اختیار کی اور لاہور میں کاکوری سازش، قانون ساز اسمبلی بم دھماکے اور برطانوی افسر سینڈر کو گولی مارنے جیسے کئی معاملات میں ملوث رہے۔

سرگرمی: ''کاکوری سازش'' کیا ہے؟ استاد کی رہنمائی میں مواد جمع کریں۔

چندر شیکھر آزاد انگریز فوجیوں سے بچنے کے لئے اکیلے ہی ایک چھوٹی پستول سے لڑے۔ جب صرف ایک گولی رہ گئی تھی تو آزاد نے پستول کو اپنی کنپٹی پر نشانہ لگا کر اپنے آپ کو ہلاک کر دیا اور گرفتار نہ ہونے کا وعدہ پورا کیا۔ بھگت سنگھ، راجا گرو، سکھ دیو، بھگوتی چرن، ووہرا اور گیا پرساد جیسے کئی شہیدوں نے ہندوستان کو انگریزوں کی غلامی سے آزاد کرانے کے لئے اپنے آپ کو قربان کیا۔

بھگت سنگھ نے ہندوستان سوشلسٹ ریپبلکن ایسوسی ایشن میں شمولیت اختیار کی اور اس کے پرنسپل سیکرٹری بن گئے۔ 1929ع.ع. میں بھگت سنگھ، راج گرو اور سکھ دیو نے دہلی میں مرکزی قانون ساز اسمبلی پر بم پھینکے۔ تینوں کو لاہور سنٹرل جیل میں پھانسی دی گئی۔ بھگت سنگھ پہلے ہندوستانی تھے جنہوں نے ''انقلاب! زندہ باد!'' کا نعرہ دیا۔ بحرِ حال انقلابی عوام میں سیاسی بیداری لانے میں کامیاب رہے۔ ہندوستانی نوجوان ان سے متاثر تھے۔

یہاں تک کہ ہندوستانی جو بیرون ملک آباد ہوئے تھے انقلابی سرگرمیوں میں ملوث ہونے لگے۔ سوہن سنگھ بھکنا نے 1913ع.ع. میں سان فرانسسکو میں ''غدر'' تحریک شروع کی۔

کانگریس پارٹی جس کی بنیاد اعتدال پسندوں نے رکھی تھی، آہستہ آہستہ ایک عوامی تحریک بن گئی۔ یہ

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مختلف سیاسی پیش رفتوں سے متاثر تھا۔ انتہا پسندوں نے اسے جذباتی شدت دی۔ انگریزوں نے کانگریس سے نفرت کی اور اسے توڑنے کی کوشش کی۔ انہوں نے تنگ، فرقہ وارانہ اور سیاسی جوڑتوڑ کا سہارا لے کر قومی جدوجہد کے جوش کو کم کرنے کی کوشش کی۔ اس کی وجہ سے آزادی کی جدوجہد میں عارضی رکاوٹ پیدا ہوئی لیکن اسے مکمل طور پر روکا نہ جا سکا۔ 1919ع.ع. کے بعد کانگریس نے گاندھی جی کی قیادت میں ایک نیا موڑ اختیار کیا۔

گاندھی دور (1919ع.ع.-1947ع.ع.):

مہاتما گاندھی:

جدید دنیا کسی ہندوستانی کے بارے میں اتنا نہیں جانتی جتنا وہ موہن داس کرم چند گاندھی کے بارے میں جانتی ہے۔ عدم تشدد اور ستیہ گرہ کی پالیسی گاندھی جی کی جدوجہد کے ہتھیار تھے۔ انہوں نے تحریک آزادی کو عوامی تحریک کی شکل دی۔ سادگی، شائستگی اور سچائی ان کی کامیابی کے اُصول تھے۔ خواتین ساتھ ساتھ تمام سماجی طبقات کے تحریک آزادی میں حصہ لینے کی بنیادی وجہ یہی ہتھیار تھے۔

ابتدائی زندگی: گاندھی جی 2/ اکتوبر 1869ع.ع. کو پور بندر نامی مقام پر پیدا ہوئے تھے۔ کرم چند گاندھی اور پتلی بائی ان کے والدین تھے۔ ان کے والد پور بندر اور راجکوٹ کی شاہی ریاستوں میں دیوان (وزیر اعلیٰ) تھے۔

والدہ گہرا مذہبی عقیدہ رکھتی تھیں۔ گاندھی جی کی اخلاقی قدریں اور وابستگی ان کی والدہ نے پیدا کی تھیں۔

ہم مہاتما گاندھی جی کو پیار سے ''باپو'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ وہ ہندوستان کی قومی جدوجہد میں ایک عظیم رہنما تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو استحصال، اچھوت کے خاتمے اور ہندو مسلم ہم آہنگی کے لئے بھی پوری طرح وقف کر دیا۔ ان کی قیادت میں سیاسی جدوجہد کا یہ دور'' گاندھی دور (1919ء-1947ء ع ع) '' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

گاندھی جی کی زندگی کو متاثر کرنے والے اہم تصانیف یہ ہیں:

بھگوت گیتا، جان رسکن کی (Unto this Last)، لیو ٹالسٹائی کی (The Kingdom of God lies Within You) اور ڈرامہ ستیہ ہریش چندر۔

© KBSB NOT TO BE REPUBLISHED

گاندھی جنوبی افریقہ میں:

گاندھی جو ابتدائی تعلیم پور بندر میں ہوئی۔ وہ اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلینڈ چلے گئے۔ انہوں نے برطانیہ میں قانون میں گریجویشن کیا۔ 1891ع.ع. میں ہندوستان واپس آئے اور راجکوٹ اور ممبئی میں وکالت کی۔ ابتدائی طور پر وہ قانونی پیشے میں کامیاب نہیں تھے۔ کچھ عرصے کے بعد دادا عبداللہ کمپنی کی دعوت پر قانونی مشیر کی حیثیت سے جنوبی افریقہ چلے گئے۔ وہاں انہوں نے ستیہ گرہ اور عدم تشدد کے ہتھیاروں سے ہندوستانیوں کی ناانصافیوں اور استحصال کے خلاف جدوجہد کی۔ جنوبی افریقہ میں کیئے گیے ان تجربات اور انہیں حاصل ہونے والی کامیابی نے گاندھی جی کی شخصیت کو ایک خاص فروغ دیا۔ آج گاندھی جی کی جدوجہد کا طریقہ 'گاندھی گیری' کے نام سے مشہور ہے۔

جب گاندھی جی جنوبی افریقہ میں تھے تو وہ ہندوستانیوں کو نچلے طبقے میں رہتے ہوئے دیکھ کر حیران رہ گئے۔ انہوں نے ''سفید'' حکومت کی نسل پرستانہ پالیسیوں کی مخالفت کی۔ وہ ستیہ گرہ اور عدم تشدد کے طریقوں سے حکومت کے نسلی تعصب کو بدلنے میں کافی کامیاب رہے۔

ستیہ گرہ کا نظریہ سنسکرت کے دو الفاظ سے ماخوذ ہے: ''ستیہ'' کا مطلب حقیقت ہے اور ''گرہ'' کا مطلب طاقت ہے۔ اس کا مطلب ہے ''سچائی کے لئے ثابت قدم رہنا''۔

سرگرمی: ستیہ گرہ اور جنوبی افریقہ میں گاندھی جی کے ذریعہ کئے گئے عدم تشدد کے بارے میں مزید معلومات اکٹھا کریں۔

1915ع.ع. میں ہندوستان واپس آنے کے بعد، گاندھی جی نے احمد آباد میں سابرمتی آشرم (1916ع.ع.) قائم کیا۔ اپنے سیاسی گرو گوپال کرشن گوکھلے کی رہنمائی میں انہوں نے ہندوستان بھر کا سفر کیا اور لوگوں کی قابل رحم زندگی دیکھی۔ یہ انکا پہلا سماجی تجربہ تھا۔ اس طرح گاندھی جی نے ہندوستان میں حقیقی سماجی نوعیت کو سمجھنا شروع کیا۔

© KBSE NOT TO BE REPUBLISHED

ابتدائی سیاسی زندگی: ہندوستانی جدوجہد آزادی کی تاریخ میں 1919ع.ع. کو ایک اہم سنگ میل کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ یہ وہ سال تھا جب گاندھی جی نے ہندوستانی سیاسی میدان میں قدم رکھا۔ وہ اس حقیقت کے قائل تھے کہ انگریزوں کو جسمانی طاقت سے نہیں نکالا جا سکتا۔ اصولی طور پر وہ جسمانی طاقت کے استعمال کے خلاف تھے۔ 1919ع.ع. میں گاندھی جی نے رولٹ ایکٹ کی منظوری اور جلیان والا باغ کے قتل عام کے خلاف ایک تحریک کی قیادت کی۔ تحریک خلافت کی قیادت بھی کی۔ اس کا بنیادی مقصد ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان ہم آہنگی لانا تھا۔

تحریک خلافت کیا ہے؟

ترکی سلطنت خلیفہ کے ماتحت تھی۔ بہت سے مسلمانوں کا خیال تھا کہ خلیفہ تمام مسلمانوں کا رہنما ہے۔ پہلی جنگ عظیم میں ترکی برطانیہ کے خلاف کھڑا ہوا اور جنگ ہار گیا۔ عرب، اردن، عراق وغیرہ جو ترکی کا حصہ تھے آزاد ریاستیں بن گئیں۔ 1919ع.ع. میں کمال پاشا نامی لیڈر نے ترک خلیفہ کے محل کو گھیر لیا اور اقتدار میں آ گیا۔ اس کے جواب میں ہندوستانی مسلمانوں نے خلیفہ کے حق میں اور برطانیہ کے خلاف احتجاج کیا۔ اسے تحریک خلافت کہتے ہیں۔ گاندھی جی نے اس تحریک کی قیادت کی۔ محمد علی اور شوکت علی (علی برادران) اس تحریک کے اہم رہنما تھے۔

NOT TO BE REPUBLISHED © BISE OKARA

تحریکِ عدم تعاون (1920-22ع.ع.)

گاندھی جی کی قیادت میں عدم تعاون کی تحریک 1920ع.ع. میں شروع ہوئی۔ انہوں نے نہ صرف عوام کو حکومت کے ساتھ عدم تعاون کا مظاہرہ کرنے کا نعرہ دیا بلکہ انگریزوں کو مجبور کرنے پر زور دیا کہ وہ ہمیں سوراج دیں۔ اس تحریک کے نتیجے میں عدالتوں، تعلیمی اداروں، اسمبلی انتخابات اور برطانوی اشیا کا بائیکاٹ کیا گیا۔ اس کے علاوہ سرکاری پروگراموں کا بائیکاٹ کیا گیا اور حکومت کی طرف سے دیئے گئے اعزازات واپس کر دیے گئے۔ گاندھی جی نے جدوجہد آزادی کو اپنے عروج پر لے جانے کے لئے "مثبت تعمیری سرگرمیاں" وضع کیں۔ خاص کر کتائی، بُنائی، پروگرام کے ذریعہ چھوت چھات کو دور کرنے اور ہندو

مسلم اتحاد و ہم آہنگی کو فروغ دینے کی ضرورت پر زور دیا۔

اس عرصے کے دوران اہم رہنما جیسے .C.R داس، موتی لال نہرو، ولبھ بھائی پٹیل، سبھاش چندر بوس تحریک میں شامل ہوئے۔ سماج کے تمام طبقے ان کے عدم تشدد اور ستیہ گرہ جیسے طریقوں سے متوجہ و متاثر ہوئے اور تحریک میں شامل ہو گئے۔ اس تحریک میں طلباء، کسان اور خواتین بھی شامل تھیں۔ ہندوستانیوں کے لئے یہ ایک نیا تجربہ تھا۔ رابندر ناتھ ٹیگور نے اپنا ''نائٹ ہڈ'' اور گاندھی نے اپنا ''قیصر ہند'' خطاب برطانوی حکومت کو واپس کر دیا۔ اس دوران حکومت نے تحریک کو دبانے کے لئے جابرانہ اقدامات کئے۔ اس کے جواب میں اُتر پردیش کے چوری چورا علاقے میں ایک پر جوش ہجوم نے تھانے کو آگ لگائی (1922ع ع)۔ تھانے کے 22 پولیس اہلکاروں کو زندہ جلا دیا۔ گاندھی جی نے اس واقعہ کو سنجیدگی سے لیا۔ لوگوں کو ان کے عدم تشدد کے نظریہ کے خلاف کام کرتے دیکھ کر انہوں نے افسوس کا اظہار کیا اور عدم تعاون کی تحریک کو روک دیا۔

گاندھی جی کے تخلیقات اور اخبار

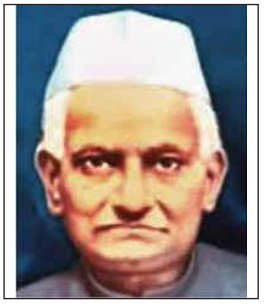
''سچائی کے ساتھ میرے تجربات''، ''ہند سوراج''، ''ساوتھ افریقہ میں ستیہ گرہ'' یہ گاندھی جی کی تخلیقات ہیں۔ ''ہریجن'' اور ''ینگ انڈیا'' وہ اخبار تھے جن کو گاندھی جی نے جاری کیا تھا۔

اگرچہ عدم تعاون کی تحریک سوراج قائم کرنے میں ناکام رہی، لیکن یہ ایک منفرد پہلی عوامی تحریک تھی۔ اس کے نتیجے میں قومی جذبات ہندوستان کے ہر کونے میں پہنچ گئے۔ گاندھی جی 1924ع.ع. سے 1929ع.ع. تک انہوں نے خود کو تعمیری پروگراموں جیسے کھادی کو مقبول بنانے اور ہریجن کی آزادی کے لئے وقف کر دیا۔ سوراج پارٹی کے رہنما جیسے C.R. داس اور موتی لال نہرو نے قومی جدوجہد کی سرگرمیاں جاری رکھیں۔

موتی لال نہرو رپورٹ (1927ع.ع.)

موتی لال نہرو جواہر لال نہرو کے والد تھے۔ انگریزوں نے ہندوستانی سیاسی رہنماؤں کو چیلنج کیا کہ

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED



موتی لال نہرو

وہ ایک ایسا آئین تیار کریں جو تمام طبقوں کے لئے قابل قبول ہو۔ آل انڈیا کانفرنس میں موتی لال نہرو کی صدارت میں ایک کمیٹی بنائی گئی۔ اس کمیٹی نے ایسا آئین کا مسودہ تیار کیا کہ انگریز دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اس نے صرف برطانوی حکمرانی کے تحت خودمختار حیثیت پر اتفاق کیا بلکہ بالآخر مکمل آزادی کے ہدف کا بھی اظہار کیا۔

سائمن کمیشن (1928ع.ع.)

تحریک عدم تعاون کی معطلی کی وجہ سے سیاسی جدوجہد وقتی طور پر اپنا جوش کھو بیٹھی۔ 1928ع.ع. میں برطانوی حکومت نے سائمن کمیشن کو ہندوستان کے مختلف صوبوں میں 1919ع.ع. کی اصلاحات کے نفاذ کے اثرات کا مطالعہ کرنے اور رپورٹ پیش کرنے کے لئے ہندوستان بھیجا تھا۔ کمیشن میں صرف برطانوی نمائندگی تھی اور کوئی ہندوستانی نمائندگی نہیں تھی۔



سائمن کے وفد کے بائیکاٹ کا منظر

ہندوستانیوں نے سائمن کمیشن کا بائیکاٹ کر کے ''سائمن واپس جاؤ'' کا نعرہ دیا۔ لاہور میں ہونے

NOT TO BE REPUBLISHED BY KTBS

والے عوامی مظاہرے نے پرتشدد رخ اختیار کر لیا۔ اس کے نتیجے میں ہونے والے لاٹھی چارج میں لالہ لجپت رائے زخمی ہو گئے اور انتقال کر گئے (1928ع.ع.)۔ ان کی قربانی سے لوگوں کا صبر ٹوٹ گیا۔

یہ وہی لالہ لجپت رائے ہیں جنہوں نے انگریزوں کو ہندوستان سے نکالے جانے کے متعلق پیشین گوئی کی تھی: ''میرے جسم پر برسائے گئے ڈنڈوں کے وار ایک دن انگریزوں کے تابوت پر کیل ثابت ہوں گے''۔

مکمل سوراج (مکمل آزادی) (1929ع.ع.)

انڈین نیشنل کانگریس کے اندر نوجوانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے، جواہر لال نہرو اور سبھاش چندر بوس نے برطانوی حکومتی دائرہ میں خود مختاری کی حیثیت کو قبول نہیں کیا جیسا کہ موتی لال نہرو کی رپورٹ میں تجویز کیا گیا تھا۔ اس کے نتیجے میں 1929ع.ع. میں لاہور میں منعقدہ کانگریس کے اجلاس میں ''مکمل آزادی'' (مکمل سوراج) کی قرارداد پیش کی گئی۔ اجلاس نے 26/جنوری 1930ع.ع. کو ''مکمل آزادی'' (مکمل سوراج) کے طور پر منانے کا فیصلہ کیا۔ جشن کے اس تاریخی دن کو یادگار بنانے کے لئے 26/جنوری 1950ع.ع. کو آزاد ہندوستان کا آئین منظور کیا گیا۔ تب سے اس دن کو ہر سال یوم جمہوریہ کے طور پر منایا جاتا ہے۔

سول نافرمانی کی تحریک:

سول نافرمانی کی تحریک 12/مارچ 1930ع.ع. کو گاندھی جی کے تاریخی ''ڈانڈی مارچ'' کے ساتھ شروع ہوئی تھی۔ منتخب 78 حامیوں کے ساتھ گاندھی جی نے سابرمتی آشرم سے ڈانڈی تک 375 کلومیٹر کا فاصلہ پیدل طئے کیا۔ ٹیکس قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے لوگوں کی طرف سے نمک کی پیداوار اس مارچ کا مقصد تھا۔

NOT TO BE REPUBLISHED ©KTRS



ڈانڈی مارچ کا منظر

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

لاقانونیت کی تحریک جلد ہی پورے ملک میں پھیل گئی۔ ہر جگہ لوگوں نے ہڑتال، غیر ملکی اشیاء کا بائیکاٹ، کھادی مہم، شراب کی دکانوں کے سامنے احتجاج، جنگل ستیہ گرہ، سیاہ بائیکاٹ وغیرہ میں حصّہ لیا۔ انکول نمک ستیہ گرہ نے ایک ریکارڈ بنایا اور پورے ہندوستان میں شہرت حاصل کی۔

اسی وقت، شمال مغربی ہندوستان میں، سرحدی گاندھی 'خان عبدالغفار خان' نے 'خدائی خدمتگار' (خدا کے بندے) کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ ناگالینڈ میں تیرہ سالہ ملکہ گیڈینلیو نے انگریزوں کے خلاف بغاوت کردی۔ اس طرح انگریز ہندوستانیوں کو کچھ سیاسی رعایتیں دینے کے لئے آگے آئے۔

گول میز کانفرنسیں (1930-32ع.ع.)

ڈانڈی یاترا کے بعد برطانوی حکومت نے لندن میں تین گول میز کانفرنسیں منعقد کیں۔ کانگریس اور گاندھی جی نے دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کی۔ لیکن یہ کانفرنسیں ہندوستانی سیاسی مسائل کا حل تلاش کرنے میں ناکام رہیں۔

برطانوی حکومت نے 1935ع.ع. میں ہندوستانیوں کو حکومت میں زیادہ سیاسی اور انتظامی شراکت

دینے کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ نافذ کیا گیا۔

ہندوستان چھوڑ دو تحریک (1942ع.ع.):

کرپس کے مشن کی ناکامی نے ہندوستانیوں کو مشتعل کر دیا۔ 8/ اگست 1942ع.ع. کو گاندھی جی نے ممبئی میں کانگریس کی میٹنگ بلائی۔ وہاں انہوں نے ''ہندوستان چھوڑ دو!'' کی قرارداد منظور کی۔ انہوں نے ہندوستانیوں سے 'کرو یا مرو' کا مطالبہ کیا۔ اگلے ہی دن گاندھی جی اور دوسرے لیڈروں کو گرفتار کر لیا گیا۔





بے شمار لوگ جنہوں نے ہندوستان چھوڑ و تحریک میں حصّہ لیا۔

گرفتاری کی خبر پھیلتے ہی ملک بھر میں سکولوں، ڈاک خانوں اور صنعتوں میں برطانوی حکومت کے خلاف احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ مختلف مقامات پر پولیس اسٹیشنوں، ڈاک خانوں، ریلوے اسٹیشنوں پر حملے کیے گئے۔ طلباء، مزدوروں اور کسانوں نے ''بغاوت'' کی حمایت کی۔

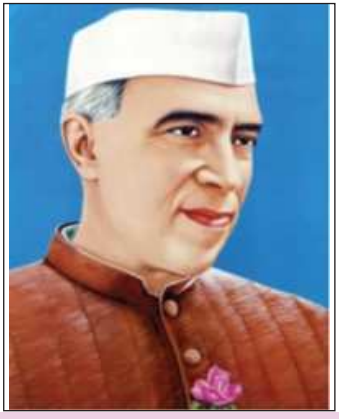
© TEXTBOOK BOARD NOT FOR SALE PUNJAB

اتر پردیش کے بلیا، بنگال کے تملوک، صوبہ ممبئی کے ستارا اور ہندوستان کے دیگر حصّوں میں انقلابیوں نے متوازی حکومتیں قائم کیں۔ دریں اثناء کرناٹک کے شیوا موگہ ضلع کے اسورو گاؤں نے خود کو آزاد قرار دیا۔

''ہندوستان چھوڑ دو تحریک'' بھی فوری سیاسی مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہی۔ لیکن یہ پیغام کہ ہندوستانی آزادی کے حصول کے لئے پرعزم رہنے کی بات واضح تھی۔ یہ گاندھیائی دور کی ایک بڑی عوامی تحریک تھی۔

گاندھی جی کے بارے میں آئنسٹائن کا خیال:

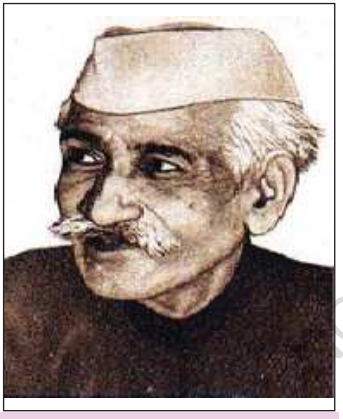
''آنے والی نسلوں کے لئے یہ یقین کرنا مشکل ہوگا کہ ایک انسان جو خون اور گوشت سے بنا ہو، اس زمین پر کبھی رہتا تھا۔''



جواہر لال نہرو



جئے پرکاش نارائن



آچاریہ نریندر دیو

1930ع.ع. کے دوران کانگریس کے اندر اور باہر سوشلسٹ سوچ کا آغاز ہوا۔ 1934ع.ع. کے کانگریس کنونشن کے دوران، کانگریس میں ایک سوشلسٹ گروپ نمایاں طور پر اُبھرا۔ سوشلسٹ زیادہ تر نوجوانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے تھوڑے ہی عرصے میں'' کانگریس سوشلسٹ پارٹی'' کی بنیاد

© TSTBS NOT TO BE REPUBLISHED

رکھی۔ اس کے جنرل سکریٹری جے پرکاش نارائن تھے۔آچاریہ نریندر دیو پارٹی کے ایک اور اہم رہنما ہیں۔ کانگریس کے سوشلسٹوں میں نمایاں رہنما جواہر لال نہرو اور سبھاش چندر بوس تھے۔ اگرچہ نہرو نے اپنی شناخت ایک ''سوشلسٹ'' کے طور پر کی ،لیکن وہ اصولی طور پر گاندھی جی کے ساتھ تھے۔

سوشلسٹوں نے کئی کسانوں اور مزدوروں کی تنظیمیں بنا کر ہندوستانی سماج کے کمزور طبقات کی بہتری کے لئے سخت محنت کی۔ جے پرکاش نارائن، رام منوہر لوہیا، اروناآصف علی جیسے سوشلسٹ لیڈروں نے ہندوستان چھوڑ دو تحریک میں اہم کردار ادا کیا اور مقبول لیڈر بن کر ابھرے۔

جئے پرکاش نارائن (جے۔پی۔)

جے پرکاش نارائن 1902ع۔ع۔میں بہار میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اپنی اعلیٰ تعلیم سات سال امریکہ کی مختلف یونیورسٹیوں میں حاصل کی۔ وہاں تعلیم حاصل کرتے ہوئے ان کا تعارف سوشلزم سے ہوا۔ ہندوستان واپس آنے کے بعد وہ جواہر لال نہرو کی رہنمائی میں کانگریس پارٹی میں شامل ہو گئے۔ انہوں نے 1934ع۔ع۔میں کانگریس سوشلسٹ پارٹی کی بنیاد رکھی۔ 1941ع۔ع۔میں گرفتار کئے گئے۔ جے پرکاش نارائن اگلے سال ہزاری باغ جیل سے فرار ہو گئے اور خفیہ جگہ چلے گئے ۔ خفیہ جگہ سے انہوں نے ہندوستان چھوڑ دو تحریک کی حمایت کی۔ اس کے بعد انہوں نے بھیس بدل کر ملک بھر کا سفر کیا۔لیکن ان کو پھر سے 1944ع۔ع۔ میں گرفتار کر کے لاہور کے قلعے میں قید کر دیا گیا۔ وہ بعد میں وہاں سے رہا کر دئے گئے۔

آزادی کے بعد وہ ونوبا بھاوے کی ''بھودان تحریک'' میں شامل تھے۔1970ع۔ع۔کی دہائی میں ہندوستان سیاسی، اقتصادی اور سماجی طور پر یہ ایک عظیم تبدیلی سے گزرا۔ 1975ع۔ع۔ میں نافذ کئے گئے ایمرجنسی نے ہندوستان کا سیاسی نقشہ بدل دیا۔ بدعنوانی اس وقت کا ایک بڑا مسئلہ تھا۔ 1974ع۔ع۔میں فعال جئے پرکاش نارائن نے ، جو سیاست میں داخل ہوئے تھے، ایک ''مکمل انقلاب'' تحریک شروع کی۔ان کی تحریک کے نتیجے میں جنتا پارٹی 1977ع۔ع۔میں اقتدار میں آئی۔ جنتا پارٹی اندرونی

© KTRS NOT TO BE REPUBLISHED

کشمکش کی وجہ سے دو حصّوں میں بٹ گئی تو مایوس ہو گئے۔ آخر 1979ع.ع. میں وفات پائی۔ لوگ انہیں پیار سے ''لوک نائک'' کہتے تھے۔

قبائلی اور کسان تحریکیں:

قبائلی اصل میں کسان تھے۔ چونکہ انہوں نے زراعت کے میدان میں مسلسل نقصان اٹھایا اور اپنی تحریکیں منظم کیں، اس لئے ان کی لڑائی کو کسانوں کی تحریک کا ایک لازمی حصّہ سمجھا جاتا ہے۔ انگریزوں کے دورِ حکومت میں کسانوں کو بہت نقصان پہنچا۔ ان کا استحصال حکومت، جاگیردار، دلال، مقامی تاجر اور اہلکاروں نے کیا۔ ان کی قابل رحم حالت نے انہیں زمینداروں اور حکومت کے خلاف بغاوت پر اُکسایا۔

ہندوستان کے قبائلی سب سے پہلے برطانوی راج کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور بہادری سے لڑے۔ برطانوی حکام ہی قبائلیوں کی زیادہ تر جدوجہد میں ان کے دشمن نہیں تھے بلکہ مقامی زمیندار، کاشتکار، ٹھیکیدار، عیسائی مشنری وغیرہ بھی ان کے دشمن تھے، وہ تمام طبقات جو باہر سے اپنے علاقوں میں جا کر ان کا استحصال کرتے تھے۔ خوفناک خونریزی قبائلی بغاوتوں کی نمایاں خصوصیت تھی۔ باغی قبائلی گروہوں میں نمایاں کولا، سنتالا، منڈا اور ناگا قبائلی طبقات تھے جن کی جدوجہد کی قیادت ان تحریکوں کی ایک مخصوص خصوصیت تھی۔

19 ویں صدی میں کسانوں نے اپنی ناراضگی کا اظہار احتجاج اور بغاوتوں کی صورت میں کیا۔ 20 ویں صدی میں سیاسی قوتوں کی حمایت سے، انہوں نے بالآخر قومی تحریک کے ساتھ اپنی طاقت میں اضافہ کیا۔

کسانوں کی کچھ بڑی بغاوتیں چمپارن، کھیڑا (کیرہ)، باردولی، بنگال بلیو پلانٹرز کی جدوجہد اور ماپلائی کی بغاوتیں تھیں۔ اب آیئے منتخب تین بغاوتوں کے بارے میں جانیں۔

چمپارن، کھیڑا اور ماپلائی بغاوت:

چمپارن: چمپارن (بہار) کے کسانوں نے نیل کی فصل اُگانے والوں کے خلاف ناراضگی اور احتجاج کی ایک طویل تاریخ ہے۔ پودے لگانے والے کسانوں کو نیل اُگانے پر مجبور کر رہے تھے۔ گاندھی جی اس

©KRSS NOT TO BE REPUBLISHED

کے خلاف چمپارن میں 1917ع.ع. میں ستیہ گرہ شروع کیا۔ آخر کار کسانوں کا مسئلہ حل ہوگیا۔ اس تحریک کے ذریعے بابو راجندر پرساد ایک اہم رہنما بن کر اُبھرے۔

کھیڑا کسانوں کی جدوجہد: کھیڑا ریاست گجرات کا ایک اہم ضلع ہے۔ 1918ع.ع. کے دوران فصلیں ناکام ہوگئیں تو کسانوں کو مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس پس منظر میں کسانوں نے حکومت کو محصول کی ادائیگی سے رعایت دینے کی درخواست پیش کی۔ حکومت نے نہ صرف ان کی درخواست مسترد کردی بلکہ محصولات کی وصولی پر بھی اصرار کیا۔ نتیجتاً کھیڑا میں کسانوں کی جدوجہد شروع ہوگئی۔ گاندھی جی نے اس جدوجہد میں اپنا بھرپور ساتھ دیا۔ اس کے علاوہ کسانوں سے کہا گیا کہ وہ محصول ادا نہ کریں۔ آخر کار حکومت نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا اور کہا کہ جو کسان محصول ادا کرنے کی حیثیت رکھتے ہیں وہ محصول جمع کر سکتے ہیں۔ اس سے اتفاق کرتے ہوئے گاندھی جی نے تحریک چھوڑنے پر رضامندی ظاہر کی۔ سردار ولبھ بھائی پٹیل وہ رہنما تھے جو اس جدوجہد کے ذریعے سیاسی طور پر پروان چڑھے۔

ماپلائی بغاوت: کسان تحریکوں میں، مالابار میں ماپلائی بغاوت (1921ع.ع.) مشہور ہے۔ ملبار خطے کے مسلمانوں کو میپلاس (موپلاس) کہا جاتا تھا۔ وہ بنیادی طور پر زراعت کے ساتھ ساتھ چائے اور کافی کے باغات میں مزدوری کرتے تھے۔ بہت سے لوگ جو زراعت سے وابستہ تھے کرایہ دار تھے۔ بغاوت کی سب سے بڑی وجہ کرایہ میں متواتر اضافہ تھا۔ 19 ویں صدی میں اسے کئی مزاحمتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن تحریک خلافت نے ماپلائی میں نیا جوش پیدا کیا۔ مقامی ماپلائی رہنماؤں نے تحریک کی قیادت کی۔ انہوں نے زمینداروں کے خلاف پرتشدد جدوجہد کی اور ان کی املاک کو تباہ کر دیا۔ تشدد کو روکنے کے لئے انگریزوں نے جنوبی مالابار میں مارشل لا لگا دیا۔ اس تحریک نے جلد ہی فرقہ وارانہ شکل اختیار کر لی۔ اور آہستہ آہستہ اس تحریک نے اپنی گرمی کھو دی۔

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

تحریکِ آزادی کے خواتین مجاہدین

رانی ابکا دیوی:



رانی ابکا دیوی

''رانی ابکا دیوی'' ایک اور خاتون ہیں جو گاندھی سے پہلے آزادی کی جدوجہد میں کتّور رانی چنما اور کیلدی چنما کی صف میں کھڑی ہیں۔ ان کا تعلق چوٹا خاندان سے تھا۔ ان کے چچا ''تیرو ملارایا'' نے ابکا دیوی کو فنونِ جنگ کی تربیت دی اور اُلال کی ملکہ کے طور پر اقتدار میں لایا۔ ابکا کی شادی منگلور کے ''بھنگا'' علاقے کے بادشاہ لکشمپا سے ہوئی تھی۔ لیکن ان کی ازدواجی زندگی زیادہ دن نہ چل سکی۔ چنانچہ وہ اُلال کی طرف لوٹ آئی۔ پرتگالی ان کو محصول دینے پر مجبور کیا تو انکار کر دیا۔ اس کے نتیجے میں 1555 ع.ع. میں پرتگالیوں نے رانی ابکا دیوی کے خلاف جنگ کا اعلان کیا۔ اس جنگ میں ابکا کو فتح نصیب ہوئی۔ پھر 1568 ع.ع. میں پرتگالی وائسرائے ''انتونیو مورہا'' کی کمان میں اُلالہ میں داخل ہوئے۔ ملکہ فرار ہوگئی اور 200 سپاہیوں کے ساتھ پرتگالی فوج پر حملہ کر دیا۔ اس جنگ میں جنرل ''Pexetto'' مارا گیا۔ پرتگالی فوجی قید کئے گئے۔ اس کے نتیجے میں ہونے والی ایک اور لڑائی میں، پرتگالی ایڈمرل ''مسکرینیس'' کو الال کے سپاہیوں نے مار ڈالا۔ رانی ابکا نے پرتگالیوں سے منگلور کا قلعہ چھوڑنے کا مطالبہ کیا۔ لیکن پرتگالیوں نے بہت زیادہ دولت کی طرف راغب ہو کر بار بار جنگ جاری رکھی۔ 1570 ع.ع. میں اس نے بیجاپور کے سلطان اور کالی کٹ کے زمورین کے ساتھ ایک اتحاد پر دستخط کیے۔ ''کلٹیپو کر مارکا کر'' جو زمورین بادشاہ کا ایک سپہ سالار تھا، جس نے ابکا دیوی کی طرف سے جنگ کر کے منگلور کے قلعے پر قبضہ کر لیا اور واپسی کے دوران انگریزوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ ابکا دیوی کے شوہر لکشمپا کے تعاوُن سے پرتگالیوں نے ابکا دیوی کو ایک جنگ میں شکست دے کر قید کر دیا۔ ابکا کی موت جیل میں ہوئی۔

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

رانی ابکا کی یاد میں ''ویرارانی ابکانہ اتسو'' منگلور کے قریب الال میں منایا جاتا ہے۔ ویر رانی ابکا ایوارڈ ان خواتین کو دیا جاتا ہے جنہوں نے مہم جوئی کے طور پر کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ 15/جنوری 2003ع.ع. کو ہندوستانی محکمۂ ڈاک نے رانی ابکا کی تصویر کے ساتھ پوسٹل اسٹامپ بھی جاری کیا۔

بلاری سدّما (1903ع.ع.-1981ع.ع.)

وہ آج کے ہاویری ضلع کے ڈنڈاسی گاؤں کے ایک روایتی گھرانے میں 1903ع.ع. میں پیدا ہوئیں۔ والد ''کوٹے بساتپا'' اگرچہ پیشہ کے اعتبار سے ایک تاجر تھے لیکن تحریک آزادی کے لئے ان کا جنون تھا۔ والد سدما کے لئے روزنامے (روزانہ کے اخبارات) اور رسائل کو منگواتے جس کی وجہ سے سدما قوم پرستانہ نظریات کو پڑھتی اور سمجھتی تھیں۔ اگرچہ ان کی شادی بیلاری مروگپا سے ہوئی تھی لیکن بطور ایک جنگجو آزادی، وہ آزادی کی جدوجہد میں پوری طرح شامل ہوگئیں۔ 1930ع.ع. کی دہائی میں سابقہ میسور ریاست میں آزادی کی جدوجہد جاری تھی۔ پھر ایس۔ نجلنگپا، ٹی۔ سدالنگایا، سردار ویرانا گوڑا جیسے آزادی پسند جنگجو سب سے آگے تھے۔ بیلاری سدما نے 1938ع.ع. میں شیوپور کانگریس کے اجلاس میں شرکت کی۔ انہوں نے 13/اپریل 1938ع.ع. کو پرچم لہرایا اور ہتھیار ڈال دئے۔ اسے ایک ماہ قید میں رکھا گیا۔ وہ ریاست میں پرچم کشائی کا پروگرام انجام دینے والی پہلی خاتون بن گئیں۔ ریاست کے اخبارات نے جدوجہد آزادی کے تئیں سدما کے عزم کی تعریف کی۔ جیل سے رہائی کے بعد، سدما نے آزادی کی جدوجہد کو بھرپور طریقے سے جاری رکھا۔ پھر 1939ء ع ع میں انہوں نے چترد رگہ جنگلات ستیہ گرہ میں حصّہ لیا۔ 29/ستمبر 1939ع.ع. سے 8/ستمبر 1940ع.ع. تک داونگیرے تعلقہ کے آنا گوڈو اور مایا کونڈا جنگلاتی علاقوں میں درختوں کو کاٹنے کی تحریک میں حصّہ لینے پر قید کی گئیں۔ پھر 1942ع.ع. کی ہندوستان چھوڑدو تحریک میں حصّہ لیا۔ ہندوستان کو آزادی ملنے کے باوجود میسور ریاست کو یونین آف انڈیا میں شامل کرنے کے فیصلے کا اعلان نہیں کیا گیا۔ 1947ع.ع. میں ارمنے ستیہ گرہ یا میسور چلو ستیہ گرہ شروع ہوا۔ بیلاری سدما نے اس تحریک میں حصّہ لیا۔ اس جدوجہد کے بعد ریاست میسور کو یونین آف انڈیا میں

© KTRS NOT TO BE REPUBLISHED

شامل کرلیا گیا۔اس کے ساتھ اکتوبر 1947ع.ع. میں کے سی ریڈی کی قیادت میں ایک نئی حکومت وجود میں آئی۔آزادی کے بعد داونگیرے تعلقہ کے رکن قانون ساز اسمبلی (ایم ایل اے) کے طور پر خدمات انجام دیں۔دیہی غریب خواتین کی صحت کے تحفظ کے لئے انہوں نے ماترومندر قائم کیا اور ان کے لئے ایک نئی روشنی بن گئیں۔اس خدمت کے لئے ریاستی حکومت نے انہیں تانبے کے تمغے سے نوازا۔اس طرح بیلاری سدمانے میسور کی آزادی کی جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا اور خواتین کی عزت کو بلند کیا۔

کملادیوی چٹوپادھیائے (1903-1988ع.ع.)



کملادیوی چٹوپادھیائے

کملادیوی چٹوپادھیائے 3/اپریل 1903ع.ع.کو منگلور کے ایک امیر گھرانے میں پیدا ہوئیں۔والد دھریشورانت رائے، ماں گریجا بائی تھیں۔وہ برطانوی نوآبادیاتی نظام میں ایک اعلیٰ عہدے دار تھے۔ کملادیوی کی تعلیم ایک کیتھولک کانونٹ اور سینٹ میری اسکول میں ہوئی تھی۔ان کی شادی 14 سال کی عمر میں ہوئی اور کچھ ہی عرصہ بعد بیوہ ہوگئی۔ اعلیٰ عہدیدار ہونے کی وجہ سے والد کا تبادلہ مدراس ہوا۔انہوں نے مدراس میں اپنی تعلیم جاری رکھی بعد میں انہوں نے مشہور برطانوی لندن اسکول آف اکنامکس سے ڈگری حاصل کی اور ہندوستان واپس آکر سماجی اصلاح میں مصروف ہوگئے۔اس موقع پر ان کی ملاقات ہریندرناتھ چٹوپادھیائے سے ہوئی جو شاعر، ادیب اور اداکار تھے۔کملادیوی نے بعد میں ان کے ساتھ دوبارہ شادی کرلی اور چٹوپادھیائے بن گئیں۔

کملادیوی کرناٹک کی ایک ہمہ گیر صلاحیت خاتون ہیں جو قومی سیاست میں پہچانی جاتی ہیں۔ وہ گاندھی جی اور سروجنی نائیڈو سے متاثر تھے اور عدم تعاون کی تحریک میں حصہ لیا۔ انہوں نے پورے کرناٹک کا سفر کیا اور نوجوانوں کو تحریک آزادی میں حصہ لینے کی ترغیب دی۔1929ع.ع. میں انہوں نے الہ آباد شہر میں قومی پرچم اٹھائے مارچ کیا اور انگریزوں کے ظلم کی مذمت کرتے ہوئے نعرے لگائے۔

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

12 / مارچ 1930 ع۔ع۔ کو گاندھی جی نے لاہور کانگریس اجلاس کی قرارداد کے مطابق اپنے 78 پیروکاروں کے ساتھ سابرمتی آشرم سے نمک کی ستیہ گرہ شروع کی۔ 5 / مئی کو ڈانڈی پہنچے اور 6 / مئی کو نمک تیار کر کے برطانوی نمک کے قوانین کی خلاف ورزی کی۔ اس موقع پر انہوں نے ملک کے عوام کو نمک ستیہ گرہ میں شرکت کی دعوت دی۔ کملا دیوی نے گاندھی جی سے ملاقات کی اور خواتین کو نمک کی ستیہ گرہ میں حصّہ لینے کی اجازت حاصل کی۔ کملا دیوی اونتی بائی گوکھلے نے خواتین کے پہلے گروپ کے طور پر نمک کے قانون کو ختم کرنے کی تحریک میں حصّہ لیا۔

''گاندھی نمک خریدو، اس کی قیمت تمہیں چھ ماہ کی قید ہوگی'' کہہ کر انہوں نے نمک بیچا اور یرواڈا جیل میں دستگیری کے طور پر اپنی سزا کاٹ دی۔ اپنی سزا پوری کرنے اور جیل سے رہا ہونے کے بعد، اس نے بمبئی کے گابا کاپور میں سودیشی اشیاء بھی فروخت کیں۔ قومی سطح پر، اس نے کانگریس سیوادل کی خواتین کی ٹیم کی ذمہ داری سنبھالی اور ملک بھر میں سفر کرنے والی خواتین رضا کاروں کو منظم کیا۔ بمبئی اور بوریولی میں خواتین کے رضا کارانہ تربیتی کیمپ کھولے گئے۔ سیوادل کی ان منظم سرگرمیوں کی وجہ سے برطانوی حکومت نے سیوادل کو ختم کر دیا اور کملا دیوی کو گرفتار کر کے آرتھر روڈ جیل میں بند کر دیا۔ یہاں ان کی ملاقات میرا بہن سے ہوئی۔ بعد میں ویلور جیل منتقل کر دیا گیا۔

کانگریس پارٹی میں کئی اندرونی گروہ تھے۔ نظریاتی طور پر سوشلزم سے متاثر ہو کر نہرو، رام منوہر لوہیا، آچاریہ نریندر دیوا وغیرہ نے کانگریس پارٹی میں'' کانگریس سوشلسٹ پارٹی'' کے نام سے ایک اندرونی گروہ کی تشکیل دیا۔ کملا دیوی چٹوپادھیائے نے 1934 ع۔ع۔ میں اس جماعت کی رکنیت حاصل کی۔ وہ سوشلزم کے اصولوں کو فروغ دینے کے لئے کرناٹک آئے اور لوگوں میں بیداری پیدا کرنے کے لئے عوامی لیکچر دئے۔ جس کی وجہ سے انہیں بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کملا دیوی نہ صرف آزادی کی جنگجو تھیں بلکہ وہ ایک سماجی مصلح، حقوق نسواں مفکر، مصنفہ اور فلمی اداکار بھی تھیں۔ انہیں مختلف شعبوں میں ان کی خدمات کے اعتراف میں 1955 ع۔ع۔ میں پدم بھوشن، سے نوازا گیا ہے۔ 1962 ع۔ع۔ واٹمول فاؤنڈیشن

© KTRS NOT TO BE REPUBLISHED

ایوارڈ، 1966ع.ع. میں انہیں رامون میگسیسے انٹرنیشنل ایوارڈ، شانتی بھارت ڈیسیٹکوٹم ایوارڈ، سینٹرل اکیڈمی ایوارڈ سے نوازا گیا اور انہیں 1987ع. ع. میں پدم وبھوشن ایوارڈ سے نوازا گیا۔ کملا دیوی چٹوپادھیائے جو کہ ایسی ہمہ گیر صلاحیتوں کی مالک تھیں، وہ کرناٹک کا فخر تھیں۔ انہوں نے 1988ع. ع. میں وفات پائی۔

یشودھارماداسپا(1905-1980ع.ع.):

یشودھارما کی پیدائش 28/مئی 1905ع.ع. کو بنگلور میں ہوئی تھی۔ والد رامیا اور والدہ ریوما اصلاح پسند شخصیات تھیں۔ بنگلور میں اپنی ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد، انہوں نے کوین میری کالج، مدراس میں داخلہ لیا اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم مکمل کی۔ بنگلور واپس آنے کے بعد، راؤ صاحب چنیا کے تیسرے بیٹے، داسپا سے انہوں نے 1926ع.ع. میں شادی کی اور ازدواجی زندگی کا آغاز کیا۔ داسپا اور یشودھارما داسپا سماجی کارکن تھے۔ وہ گاندھی جی کے زیر اثر نیشنل کانگریس کے سرگرم کارکن بن گئے۔ وردھ سیواگرام میں کچھ عرصہ خدمات انجام دینے کے بعد یہ جوڑا واپس آ گیا۔ وہ میسور ریاست کی آزادی کی تحریک میں مسلسل شامل رہے اور آزادی کے بعد میسور کے ہند یونین سے الحاق کا مشاہدہ کیا۔

ان کے شوہر ایچ۔سی۔ داسپا اگرچہ پرجا سمیوکت پارٹی کے امیدوار تھے، لیکن یشودھارما کانگریس کی رکن رہیں۔ یشودھارما، جو ایک سماجی کارکن کے طور پر جدوجہد آزادی کا حصّہ تھیں۔ 1938ع.ع. کے شیوپور جھنڈا ستیہ گرہ میں حصّہ لیا۔ 1942ء ع.ع. کی ہندوستان چھوڑو تحریک کے دوران یشودھارما داسپا کا گھر جدوجہد آزادی کی حمایت کرنے والی زیر زمین سرگرمیوں کا مرکز تھا۔ تحریک کے بارے میں مضامین خفیہ طور پر'' جوالے'' اخبار میں چھپائے اور شائع کئے گئے۔

میسور ریاست میں عوامی حکومت کے قیام کے لئے یشودھارما داسپا نے 1947ع.ع. میں ''میسور چلو تحریک'' میں لوگوں کو منظم کرنے میں مدد کی۔ میسور محل کے سامنے تحریکیں اور ہڑتالیں ہوئیں۔ اس تحریک کی شدت کو بھانپتے ہوئے مہاراجہ نے اقتدار عوام کے حوالے کر دیا۔ آزاد ریاست میں ایم ایل اے اور لوک سبھا کے ممبر کی حیثیت سے ایس۔ نجلنگپا کی کابینہ میں سماجی بہبود کے وزیر کے طور پر خدمات انجام دینے

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

والی ہمہ گیر شخصیت یشودھار مادا سپانے کینسر کی وجہ سے 1980ع.ع. میں وفات پائی۔

اُمابائی کنداپور (1892ع.ع-1992ع.ع.):



اُمابائی کنداپور

اُمابائی کنداپور کرناٹک کے اُڈپی ضلع کے کنداپور میں 1892ع.ع. میں پیدا ہوئیں۔ والد گولیکرے کرشنارایا، ماں تنگابائی نے 13 سال کی عمر میں آزادی پسند سنجیو راؤ سے شادی کی۔ اپنے شوہر کی حوصلہ افزائی سے 1921ع.ع. کے بعد جدوجہد آزادی میں حصّہ لیا۔ انہوں نے کھادی پوشاک پہن کر کانگریس کی سرگرمیوں کی ذمہ داری سنبھالی۔ بدقسمتی سے 1923ع.ع. میں اپنے شوہر کو کھونے کے بعد، اُمابائی ہبلی میں آباد ہوگئیں۔

وہ تلک گاندھی اور ہرڈیکر کے قوم پرستانہ نظریات سے متاثر ہوئیں اور سودیشی فلسفے کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے مراٹھی زبان میں ایک ڈرامہ ''سودیشی ورتا'' لکھا۔ انہوں نے ممبئی میں ''سارسوت ساہتیکا سماج'' اور ''بھگنی منڈلی'' اور ''تلک اسکول'' کا چارج سنبھالا۔ انہوں نے خواتین میں سودیشی، کھادی کے فروغ، قومی تعلیم کے بارے میں بیداری پیدا کی۔ تلک کے زمانے میں آزادی کی جدوجہد میں حصّہ لینے والوں نے گاندھی جی کی قیادت میں جدوجہد میں بھی حصّہ لیا۔ 1923ء ع.ع. میں این۔ ایس۔ ہرڈیکر کے ذریعہ قائم کردہ سیوادل خواتین کے گروپ کی قیادت سنبھالتے ہوئے انہوں نے 1924ء ع.ع. کے بیلگام کانگریس اجلاس میں اہم کردار ادا کیا۔ نمک کی ستیہ گرہ میں حصّہ لیا۔ اس وجہ سے وہ چار ماہ تک ہنڈلگا اور یرواڈا جیلوں میں نظر بند رہیں۔ جیل سے رہا ہونے کے بعد، انہوں نے انکولہ، شرسی، سدا پور جیسے مقامات پر منعقد ستیہ گرہوں میں حصّہ لیا اور سزا کا سامنا کیا۔ کنداپور کی اُمابائی بہت سی بے گھر عورتوں کی پناہ گاہ بن گئیں۔ بیماری کی وجہ سے اگرچہ انہوں نے 1942ع.ع. کی ہندوستان چھوڑ دو تحریک میں حصّہ نہیں لیا تھا، لیکن انہوں نے تحریک میں حصّہ لینے والے روپوش کارکنوں کو پناہ دے کر تحریک کی حمایت کی۔ گاندھی جی کے مشورے کے مطابق کستوری بانے فنڈ کا چارج سنبھال لیا اور سماجی اصلاح کا کام جاری رکھا۔ ایسی بے لوث شخصیت کے ساتھ اُمابائی کنداپور جنہوں نے ہندوستان کی جدوجہد آزادی کے لئے خود کو وقف کر دیا، 1992ع.ع. میں وفات پائی۔

NOT TO BE REPUBLISHED

آزادی کی طرف

مہاتما گاندھی کی قیادت میں عوامی تحریکوں اور دوسری جنگ عظیم کی وجہ سے پیدا ہونے والی صورتحال کے باعث انگریز جلد از جلد ہندوستانی مسئلے کا حل تلاش کرنے کے خواہش مند تھے۔ اس کے ساتھ ہی جنگ عظیم کے نتیجے میں انگریزوں کی معاشی اور فوجی طاقت کمزور پڑ گئی۔

دوسری جنگ عظیم (1945ع.ع.) کے اختتام پر اقتدار میں آنے والی لیبر پارٹی ہندوستان کے ساتھ سیاسی معاہدہ کرنا چاہتی تھی۔ اس آخری مرحلے پر ہندوستان کے مستقبل کے حوالے سے اہم فیصلے مولانا ابوالکلام آزاد، جواہر لال نہرو اور ولبھ بھائی پٹیل نے لئے۔

برطانوی حکومت ہندوستان کو اقتدار منتقل کرنے کے طریقے تلاش کرے۔ 1946ع.ع. میں کابینہ نے ایک وفد ہندوستان بھیجا۔ لیکن جناح کی قیادت میں مسلم لیگ نے پاکستان کے نام سے ایک علیحدہ مسلم دیش کا مطالبہ کیا۔ اس طرح ہندوستان کی تقسیم ناگزیر ہوگئی۔ 3/ جون 1947ع.ع. کو ہندوستان کے آخری اور 34ویں وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ہندوستان کی تقسیم اور اقتدار ہندوستانیوں کے حوالے کرنے کا تاریخی فیصلہ کیا۔

@KEBS PUBLISHED
NOT TO BE REPUBLISHED



مولانا ابوالکلام آزاد



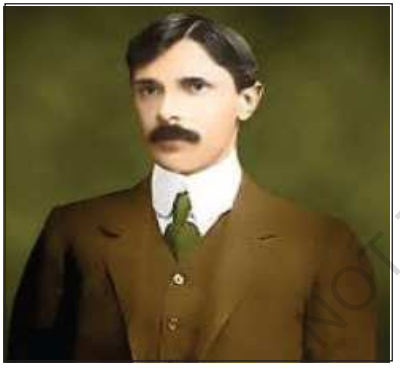
ولبھ بھائی پٹیل



لارڈ ماؤنٹ بیٹن

پاکستان 14 / اگست 1947ع.ع. کو ہندوستان سے الگ ہوا۔ ہندوستان 15 / اگست 1947ع.ع. کو آزاد ہوا۔ جواہر لال نہرو آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم بنے۔ انگریز جو شروع میں تجارتی ارادوں کے ساتھ آئے تھے، تقریباً دو صدیوں تک ہندوستان کو معاشی اور سیاسی طور پر کمزور کیا۔ آخر کار ہندوستانیوں کی طرف سے کی گئی جدوجہد کی وجہ سے سامراجیوں کو ہندوستان چھوڑ کر جانا پڑا۔ 15 / اگست عہدِ عام (ع.ع.)

ہندوستانیوں کے لئے ایک یادگار دن بن گیا کیونکہ اس نے ایک طویل آزادی کی جدوجہد کا خاتمہ کر دیا۔ وہ دن ہندوستان کے کروڑوں لوگوں کے دلوں میں ہمیشہ کے لئے نقش ہے۔ ہر سال یہ دن جدوجہد آزادی کی امنگوں کو یاد کرنے کا دن ہے۔



محمد علی جناح

محمد علی جناح (1876ع.ع-1948ع.ع.) اور مسلم لیگ:

جناح نے آزادی سے قبل ہندوستان کی سیاسی پیش رفت میں فیصلہ کن کردار ادا کیا۔ وہ پیشے کے اعتبار سے وکیل اور آزاد خیال قوم پرست تھے۔ ابتداء میں ان کا مسلم لیگ سے کوئی تعلق نہیں تھا اور وہ اُصولی طور پر اس کے مخالف تھے۔ ان دنوں انہیں ہندو مسلم اتحاد کا سفیر سمجھا جاتا تھا۔ 1913ع.ع. میں مسلم لیگ کے رکن بن کر وہ ہندوستانی مسلم کمیونٹی کے رہنما بن گئے۔

1929ع.ع. میں جناح نے 14 نکاتی مطالبات نہرو رپورٹ کے جواب میں پیش کئے۔ اسے دہلی اعلامیہ کہتے ہیں۔ ان عوامل نے فرقہ وارانہ سیاست کو ہوا دی۔ یہ چار عناصر ہیں جو 1928ع.ع. میں انہیں جناح کی تیار کردہ 14 نکاتی دستاویز کے حصّہ کے طور پر شامل کیا گیا۔ یہ 14 نکاتی دستاویز مسلمانوں کے لئے فرقہ وارانہ سیاست

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

کا نظریاتی رہنما تھا۔ جناح 1936ع.ع. کے بعد ''دودیش'' نظریہ کے داعی بن گئے۔ 1940ع.ع. میں مسلم لیگ کا لاہور اجلاس ہوا۔ اس پس منظر میں اس کے بعد جو سیاسی پیش رفت ہوئی وہ تقسیم ہند اور پاکستان کے عروج کا باعث بنی۔

لیگ کا لاہور اجلاس ہوا۔ اس پس منظر میں اس کے بعد جو سیاسی پیش رفت ہوئی وہ تقسیم ہند اور پاکستان کے عروج کا باعث بنی۔

چودھری رحمت علی اور ان کے تین دوست 1933ع.ع. میں مارے گئے جنہوں نے ایک علیحدہ مسلم ریاست کے قیام کی تجویز پیش کی تھی۔ پنجاب، افغان، کشمیر، سندھ اور بلوچستان کو ان کے ناموں کے پہلے انگریزی حروف کا استعمال کرتے ہوئے ''پاکستان'' کہا جاتا ہے۔ PAKISTAN نام کے آخری تین حروف صوبہ بلوچستان کی علامت ہیں۔

سبھاش چندر بوس اور انڈین نیشنل آرمی

سبھاش چندر بوس کا کردار آزادی کی جدوجہد میں بہت اہم ہے۔ وہ کلکتہ یونیورسٹی کے سب سے ذہین طالب علم تھے۔ لندن میں ہوئے I.C.S امتحانات میں انہوں نے چوتھا رینک حاصل کیا۔ ''دیش بندھو'' چترنجن داس کی شخصیت سے متاثر ہوکر سیاست میں داخل ہوئے۔ وہ خاص طور پر سوامی وویکانند کی زندگی اور تحریروں سے متاثر تھے۔



سبھاش چندر بوس

سبھاش کو گاندھی جی کے متعلق بہت احترام تھا۔ لیکن انہوں نے گاندھی جی کی سیاست پر تنقید کی۔ آخر کار ان کا گاندھی جی سے فلسفیانہ اختلاف ہوا۔ 1939ع.ع. میں انہوں نے کانگریس صدر کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا اور پارٹی چھوڑ دی۔ بعد میں انہوں نے ''فارورڈ بلاک'' کے نام سے ایک نئی پارٹی قائم کی۔

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

اس وقت دوسری جنگ عظیم (1939-1945ع.ع.) زوروں پر تھی۔ انگریزوں نے بوس کے انقلابی فیصلوں کا بغور مطالعہ کیا اور اسے خطرناک سمجھا اور نظر بند کر دیا۔ لیکن بوس خفیہ طور پر گرفتاری سے بچ گئے اور پشاور اور کابل (افغانستان) کے راستے ماسکو کا مشکل سفر کیا۔ وہاں سے ہوائی جہاز کے ذریعے جرمنی کے شہر برلن گئے۔ جرمنی کے صدر ہٹلر سے معاہدہ کیا۔ ان کا عظیم منصوبہ انگریزوں کو ہندوستان سے نکال باہر کرنا تھا۔ (برطانوی اس وقت جرمنی کے خلاف دوسری جنگ عظیم میں مصروف تھے)۔

اسی دوران جاپان، برطانیہ کے خلاف دوسری جنگ عظیم میں داخل ہو گیا۔ جنگ کے دوران برطانوی خدمات میں تقریباً 40,000 ہندوستانی فوجی جاپانی جنگی قیدی تھے۔ انہیں موہن سنگھ کی کمان میں انڈین نیشنل آرمی (I.N.A) یا آزاد ہند فوج کے طور پر منظم کیا گیا۔ کانگریس نے اپنے فوجی یونٹوں کا نام مہاتما گاندھی، جواہر لعل نہرو اور مولانا آزاد کے نام پر رکھا، حالانکہ وہ ان سے نظریاتی اختلافات رکھتے تھے۔ یہ حقیقت سبھاش چندر بوس کی شخصیت اور ہندوستانی جدوجہد آزادی کے وقار کا آئینہ دار ہے۔ 1943ع.ع. میں سبھاش چندر سنگاپور آئے اور I.N.A. کی قیادت سنبھالی۔ سبھاش کو ''نیتا جی'' کہا جاتا تھا۔ جلد ہی نیتا جی نے سنگاپور میں ''آزاد ہندوستان کی عارضی حکومت'' قائم کی۔ جرمنی، اٹلی اور جاپان نے اسے تسلیم کیا ہے۔ ''چلو دہلی'' کے نعرے کے ساتھ نیتا جی کی قیادت میں I.N.A. نے برما کی طرف سے ہندوستانی علاقے (اب منی پور) میں تقریباً 150 میل آگے بڑھا۔ وہاں ہندوستانی سرزمین پر ہندوستان کا ترنگا جھنڈا لہرایا گیا۔ لیکن کچھ ہی عرصے میں برطانوی فوج نے برما/میانمار کے دارالحکومت رنگون پر قبضہ کر لیا اور I.N.A. کو ایک دھچکا لگا۔ I.N.A. کے سپاہیوں کو غیر مسلح کر کے قیدی بنا لیا گیا۔ جاپان کے دشمن کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے بعد (1945ع.ع.) میں کہا جاتا ہے کہ نیتا جی ٹوکیو جاتے ہوئے ہوائی جہاز کے حادثے میں ہلاک ہو گئے۔

یہ سچ ہے کہ I.N.A. اپنے فوری اہداف حاصل کرنے میں ناکام رہی۔ لیکن جدوجہد آزادی میں اس کا ایک اہم مقام ہے۔ ''اگر تم خون دو گے تو میں تمہیں آزادی دوں گا''، نیتا جی نے دلیری سے پکارا۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

I.N.A. نیتا جی کی بے پناہ صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ان بحرانی دنوں میں کولکتہ سے ماسکو اور جرمنی سے جاپان تک ان کے سفر ایسے ایڈونچر کے لمحات تھے جو پہلے کبھی نہیں دیکھے گئے تھے۔ ہندوستانی تاریخ میں سبھاش کا واحد مقصد انگریزوں کی مدد سے ہندوستان کو آزاد کرانا تھا، انہوں نے ہندوستان کے لوگوں کے لئے جرأت، مہم جوئی اور عظیم حب الوطنی کا روشن ورثہ چھوڑا ہے۔

اگرچہ کہ I.N.A. اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں ناکام رہی لیکن تاریخ میں اس کا اہم مقام ہے۔ ان کی جدوجہد نے انہیں ہندوستان کی تاریخ میں ایک منفرد مقام دلایا ہے۔

امبیڈکر اور ان کی اصلاحات:



ڈاکٹر بی۔آر۔امبیڈکر

ڈاکٹر بی آر امبیڈکر (1891-1956ع.ع.) ایک ایسے عظیم رہنما جنہوں نے دلتوں اور دیگر مظلوم پسماندہ طبقات کی فلاح و بہبودی کے لئے مسلسل محنت کی۔ وہ 14/اپریل 1891ع.ع کو مدھیہ پردیش کے اندور ضلع کے ماہو گاؤں میں رام جی مالوجی سکپال اور بھیما بائی سکپال کے ہاں پیدا ہوئے۔ وہ بہت باصلاحیت تھے اور مسلسل مطالعہ کے ذریعہ خصوصی خود ساختہ شخصیت تھے۔ لندن اسکول آف اکنامکس، کولمبیا یونیورسٹی (USA) سے پی ایچ ڈی، ایل ایل ڈی ڈگریاں حاصل کیں۔ بار ایٹ لاء (Bar At Law)) بھی حاصل کیا۔ یہ وہ تعلیمی ڈگریاں ہیں جو انہوں نے حاصل کیں جو ان کی فکری صلاحیت کے بارے میں بولتی ہیں۔ آئینی ذرائع سے سماجی تبدیلی کے حصول کے لئے ان کا عزم اور سرگرمی ان کی خاص خوبیاں ہیں۔

ان کا ماننا تھا کہ آئینی راستہ ہی سماجی عدم مساوات کو ختم کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ نیز ان کا یہ موقف تھا کہ دلتوں اور مظلوموں کی نجات اسی وقت ممکن ہوگی جب انہیں سیاسی نمائندگی ملے گی۔ اس کے لئے انھوں

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

نے چھوت چھات کے خلاف کئی جدوجہد کئے۔ان میں انہوں نے مہاڈ ستیہ گرہ، ناسک میں کلارام مندر میں داخلے جیسی کامیاب جدوجہد میں حصّہ لیا۔اس طرح انہوں نے دلتوں میں بیداری اور خوداعتمادی پیدا کی۔ وہ ''موکانائک'' اور ''بہشکرت بھارت'' اخبار کے مدیر کے طور پر دلت، استحصال زدہ اور اچھوتوں کی آواز بنے۔انہوں نے ''بہشکرت ہتا کارینی سبھا'' کے نام سے ایک تنظیم بھی قائم کی۔

بعد میں انہوں نے آزاد ہندوستان کے آئین سازی کمیٹی کے چیئرمین کے طور پر آئین کا مسودہ تیار کرنے کی قیادت کی ذمہ داری سنبھالی۔وہ آئین کے معمار کے طور پر مشہور ہوئے۔

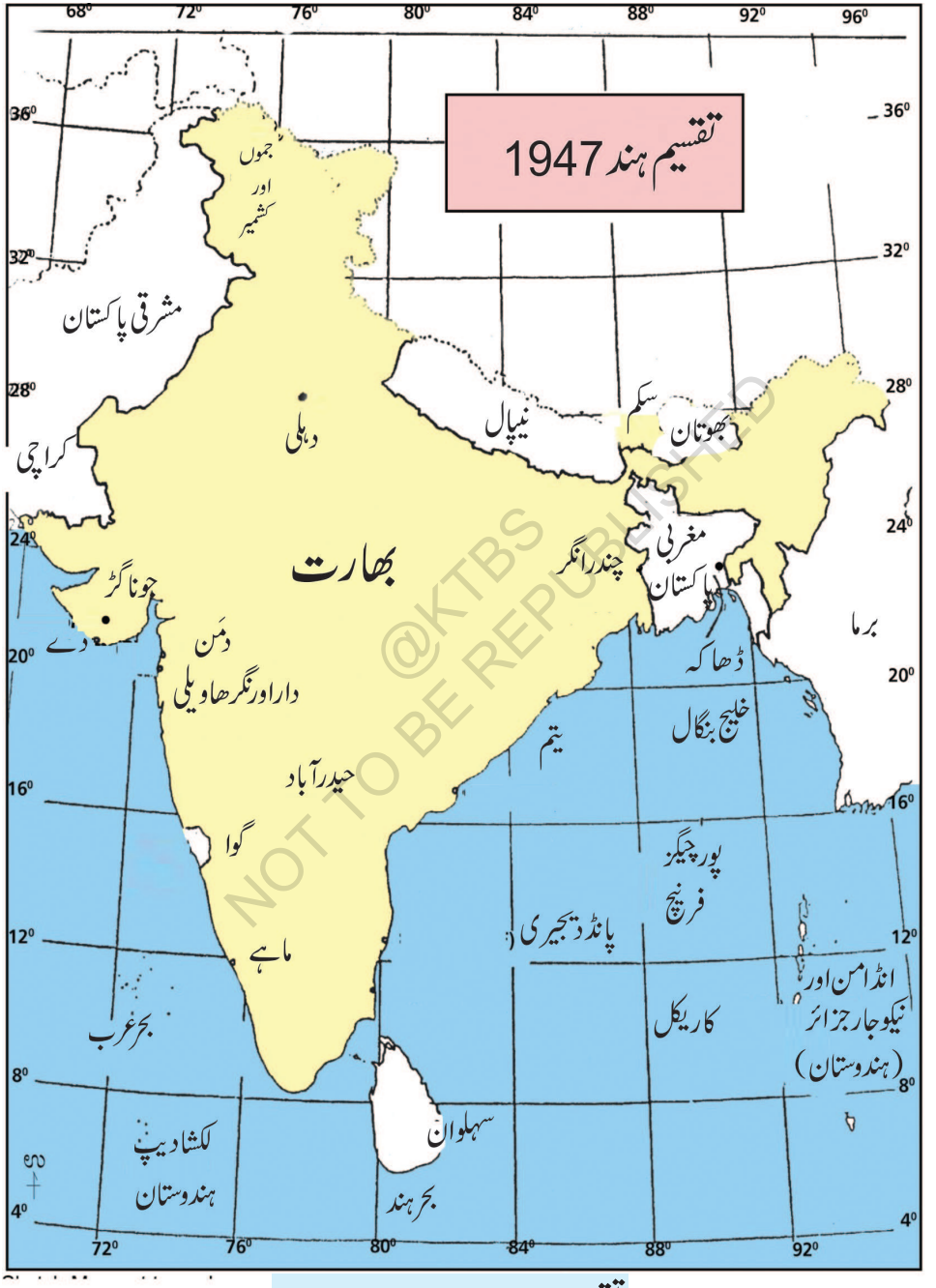
امبیڈکر نے ہندوستانی قوم پرستی کے ایک قدرے مختلف تصور کی نمائندگی کی۔سیاسی آزادی جہاں گاندھی جی کے لئے پہلی ترجیح تھی، وہیں سماجی آزادی امبیڈکر کے لئے پہلی ترجیح تھی۔اس کے لئے یہ ضروری تھا کہ سماجی طور پر مظلوم سیاسی طور پر جمہوری نظام میں اٹھے۔اس طرح وہ لاکھوں بے آواز ہندوستانیوں کے نمائندہ تھے۔چوں کہ وہ اچھوت ذات سے تعلق رکھتے تھے،اس لئے انہوں نے ہر قسم کی ذلت اور سماجی بے راہ روی کا سامنا کیا۔ان کا موقف تھا کہ دلتوں اور مظلوموں کی نجات اسی وقت ہوگی جب انہیں سیاسی نمائندگی ملے گی۔

سرگرمی: ڈاکٹر بی آر امبیڈکر کے لکھے ہوئے تصانیف کی فہرست بنائیں اور ان کے تیار کردہ ''ہندو کوڈ بل'' کے بارے میں معلومات جمع کریں۔

ڈاکٹر بی آر امبیڈکر نے لندن میں منعقدہ تینوں گول میز کانفرنسوں میں دلت طبقات کے نمائندہ کے طور پر شرکت کی۔ انگریزوں کے ذریعہ جاری کردہ ''فرقہ وارانہ فیصلہ'' (کمیونل ایوارڈ) (1932ع.ع.) نے دلت طبقے کے لئے ایک علیحدہ حلقہ فراہم کیا۔اس فیصلے کی مخالفت کرتے ہوئے، گاندھی جی نے یروڈا (پونے) جیل میں بھوک ہڑتال شروع کی۔ یہ مسئلہ بالآخر گاندھی جی اور ڈاکٹر امبیڈکر کے درمیان پونے معاہدہ (1932ع.ع.) کے ذریعہ اختتام پر پہنچا۔آگے چل کر وہ آزاد ہندوستان کے پہلے دستور ساز مسودہ کمیٹی کے صدر بنے اور دستور کی تشکیل کی ذمہ داریاں انجام دیں۔اس لئے معمار دستور کے نام سے مشہور ہوئے۔آزاد ہند کے پہلے وزیر قانون بنے۔ 6/ دسمبر 1956ع.ع. کو وفات پائی۔اس سے چند ماہ قبل

NOT TO BE REPUBLISHED @KTBS

انہوں نے بدھ مذہب اختیار کیا تھا۔ انہیں 1990ع.ع. میں بعد از مرگ بھارت رتن سے نوازا گیا۔



تقسیم ہند 1947 عہدِ عام (ع.ع.)

اہم سال عہدِ عام (ع.ع.):

ہندوستانی قومی کانگریس کی ابتداء	1885ء
اعتدال پسندوں کا دور	1885ء-1905ء
انتہا/عسکریت پسندوں کا دور	1905ء-1919ء
بنگال کی تقسیم	1905ء
مسلم لیگ کا قیام	1906ء
سورت کی پھوٹ	1907ء
جلیاں والا باغ کا سانحہ	1919ء
گاندھی جی کی پیدائش	2/اکتوبر 1869ء
تحریکِ عدم تعاون	1920ء-1922ء
چوری چورا حادثہ	1922ء
مکمل سوراجیہ کا نعرہ	1929ء
مکمل یومِ سوراجیہ	26/جنوری 1930ء
نمک کی ستیہ گرہ	اپریل 1930ء
دوسری جنگِ عظیم	1939ء -1945ء
ہندوستان چھوڑ دو تحریک	1942ء
ہندوستانیوں کو اقتدار	3/جون 1947ء
پاکستان کی آزادی	14/اگست 1947ء
ہندوستان کی آزادی	15/اگست 1947ء

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مشقیں

I. مناسب الفاظ سے خالی جگہ پُر کریں۔

1۔ 1938ع.ع. میں یشودھار مانے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں شرکت کی۔

2۔ سودیشی ورتہ ڈرامہ کے مصنف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہیں۔

3۔ گاندھی جی کے سیاسی گرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہیں۔

4۔ چوری چورا کا واقعہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں پیش آیا۔

5۔ ''مکمل سوراجیہ'' کی قرارداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں منظور کی گئی۔

6۔ آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تھے۔

7۔ انڈین نیشنل کانگریس کی بنیاد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں رکھی۔

8۔ ہوم رول تحریک کی شرعات کرنے والے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تھے۔

9۔ انڈین نیشنل آرمی (INA) کی قیادت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نے کی تھی۔

10۔ آئین ساز اسمبلی کے صدر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تھے۔

II. ایک لفظ یا جملے میں جواب دیں۔

11۔ ''سوراج میرا پیدائشی حق ہے، میں اس کو حاصل کر کے ہی رہوں گا'' یہ قول کس نے کہا؟

12۔ جدوجہد آزادی میں گاندھی دور کب شروع ہوا؟

13۔ ''فارورڈ بلاک'' کس نے شروع کیا؟

14۔ ''تم مجھے خون دو گے تو میں تمہیں آزادی دوں گا'' کا نعرہ کس نے دیا؟

@KTES NOT TO BE REPUBLISHED

15۔ آئین کی مسودہ سازی کمیٹی کے چیئرمین کون تھے؟

16۔ ہندوستان کے مرد آہن کے نام سے کون جانے جاتے ہیں؟

III. دو تین جملوں میں جواب دیں۔

17۔ اُلال کے دفاع میں پرتگالیوں کے خلاف رانی ابکا دیوی کی جدوجہد کی وضاحت کریں۔

18۔ ''ہمہ گیر مہارت رکھنے والی کملا دیوی چٹوپادھیائے کرناٹک کا فخر ہیں'' کا جواز پیش کریں۔

19۔ جدوجہد آزادی میں اُما دیوی کنداپور کے دین کی فہرست بنائیں۔

20۔ انڈین نیشنل کانگریس کے کوئی دو مقاصد لکھیں۔

21۔ ''لال، بال اور پال'' کے نام سے مشہور قومی رہنما کون تھے؟

22۔ جلیان والا باغ کا قتل عام کب ہوا؟ اس واقعہ کا ذمہ دار برطانوی پولیس افسر کون ہے؟

23۔ گاندھی جی کی ڈانڈی یاترا کی کیا اہمیت ہے؟

24۔ ہندوستان چھوڑ دو تحریک کے بارے میں لکھیں۔

25۔ اہم قبائلی اور کسان تحریکوں کے نام بتائیں۔

IV. دو تین جملوں میں جواب دیں۔

26۔ ہندوستانی قوم پرستی کے فروغ کے ذمہ دار عوامل۔

27۔ راولٹ ایکٹ۔

28۔ سبھاش چندر بوس۔

29۔ ڈاکٹر بی آر امبیڈکر۔

سرگرمیوں کے جدول کو اندراج کریں۔

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سرگرمیاں:



- دادا بھائی نوروجی اور بال گنگا دھر تلک کی سوانح عمری پڑھیں۔
- معلومات کے ساتھ انقلابیوں کے تصاویر جمع کریں اور البم بنائیں۔
- درج ذیل انقلابیوں کی سوانح عمری پڑھیں۔ ایک مضمون لکھیں اور اسے اسکول کے بلیٹن بورڈ پر شائع کریں۔

واسودیو بلونت پھڈکے، خودی رام بوس، چندر شیکھر آزاد، بھگت سنگھ، میڈم کاما۔

- آزادی کی جدوجہد میں گاندھی جی کے کردار پر بحث کا اہتمام کریں۔
- ہندوستان کے صدر اور نائب صدر کے نام جمع کریں۔
- ان خواتین کی سوانح عمری پڑھیں جنہوں نے جدوجہد آزادی میں اہم کردار ادا کیا۔
- آزادی کے بعد کرناٹک کی ترقی میں خواتین کے کردار پر تقریری مقابلہ کا انعقاد کریں۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

•••

Y3D7U3

سبق: 18

متحدہ کرناٹک اور سرحدی مسائل

UNIFICATION OF KARNATAKA AND BORDER DISPUTES

سبق کا تعارف:

ریاستِ کرناٹک کی تاریخ دو ہزار سال سے زیادہ پرانی ہے۔ کنڑ یگا تاریخی طور پر مختلف سیاسی نظاموں میں زندگی گذار رہے تھے۔ وجے نگر سلطنت کے زوال کے بعد، کنڑ ابولنے والے علاقوں کو مرہٹہ، پیشواؤں، پالیگاروں، انگریزوں، سلطانوں، نوابوں وغیرہ کی حکمرانی میں 20 انتظامی اکائیوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس وجہ سے کنڑ یگا اپنی ہی سرزمین میں خود کو الگ تھلگ محسوس کر رہی تھے۔ انگریزوں نے زبان اور ثقافت کو مدنظر نہ رکھتے ہوئے صرف ٹیکس اکٹھا کرنے کی سہولت کے لئے علاقوں کو تقسیم کیا تھا۔ اس سبق میں اتحادِ کرناٹک کی تحریک کے مراحل کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اتحاد سے پیدا ہونے والے سرحدی تنازعات بھی بیان کئے گئے ہیں۔

صلاحیتیں:

1۔ اتحاد کرناٹک کے پس منظر اور تحریک کے اہم مراحل کو جاننا۔

2۔ ان رہنماؤں کے بارے میں جاننا جنہوں نے اتحاد کی تحریک کی تشکیل کی۔

3۔ 1956ع.ع. کے بعد پیدا ہونے والے سرحدی تنازعات کو سمجھنا اور ان کا حل تجویز کرنا۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

1. اتحاد کا تاریخی پس منظر:

''کوی راج مارگ'' میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کنڑ اکا علاقہ کاویری سے گوداوری تک تھا۔ بہت سے کنڑ اشاہی خاندانوں نے اس علاقے پر حکومت کی۔ لیکن وجے نگر سلطنت کے زوال کے بعد، کنڑ اعلاقوں میں سیاسی تبدیلیاں آئیں۔ سیاسی طور پر، اعلیٰ طاقتوں نے کنڑ اا اور کنڑ یگاؤں کو ثانوی بنا دیا۔ ٹیپو کی موت کے بعد، انگریزوں نے کنڑ ابولنے والے علاقوں کو مختلف لسانی پس منظر کی سیاسی طاقتوں کو منتقل کر دیا۔ کنڑ یگاؤں کو مراٹھوں، نظاموں وغیرہ کی حکمرانی میں اجنبیت کے احساس کے ساتھ زندگی گزارنے کی ضرورت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس طرح کے منفی حالات سے نکل کر، کنڑ یگاؤں نے ایک ریاست کی تعمیر کی اور

ایک انتظامیہ کے تحت رہنے کے لئے جدوجہد کی۔ اسے انضمام کی تحریک کہتے ہیں۔

ممبئی کرناٹک کے لوگوں نے ہی اتحاد کا ابتدائی قدم اٹھایا۔ 1890ع.ع. میں آر.ایچ. دیش پانڈے کی صدارت میں شروع ہونے والی ''کرناٹک ودیا ورد ھک سنگھ'' نے اتحاد کے خیال کو ادارہ جاتی شکل دی۔ وینکٹ رنگو کٹی جیسے حضرات نے اتحاد کے ابتدائی مراحل میں اپنی خدمات انجام دیں۔

سرگرمی:۔ ڈپٹی چن بسپا کے بارے میں معلومات جمع کریں جنہوں نے ممبئی کرناٹک کے علاقے میں کنڑا اسکولوں کو شروع کرنے کے لئے سخت محنت کی۔

کنڑا ساہتیہ پریشد 1915ع.ع. میں شروع ہوئی اور کرناٹک سبھا (1916ع.ع.) نے اس تحریک کو جاری رکھا۔

1924ع.ع. میں بیلگام کانگریس کے اجلاس میں ''ہوئیلا گوڑا نارائن راؤ'' نے استقبالیہ گیت ''اُدیاواگلی نمّا چلوا کنڑانا ڈو'' گا کر انضمام کی تحریک کو شروع کر دیا۔ اس کانفرنس کے صدر گاندھی جی تھے۔ گاندھی جی نے اتحادی تحریک کی حمایت کی۔ اتحاد کی تحریک آزادی کی تحریک کی تکمیل کے طور پر تیار ہوئی۔

سرگرمی: 1۔ ان ادیبوں کے ناموں کی فہرست بنائیں جنہوں نے انضمام کے لئے کام کیا۔

2۔ بی.ایم.شری کے بارے میں مزید معلومات اکٹھا کریں۔

NOT TO BE REPUBLISHED @KSEEB

کرناٹک کے 20 انتظامی علاقے:

1 مدراس کرناٹک	:	بیلاری، جنوبی کنڑا، نیلگیری اضلاع اور دیگر تعلقہ جات (برطانوی راج)
2 ممبئی کرناٹک	:	اترا کنڑا، دھارواڑ، وجئے پور اور بیلگام اضلاع اور تین دیگر تعلقہ جات (برطانوی راج) چیف کمشنر ایڈمنسٹریشن۔ (برطانوی راج)
3 کوڈگو	:	چیف کمشنر ایڈمنسٹریشن۔ (برطانوی راج)

4 چھاونی کرناٹک (Cantonment)	:	بیلگام اور بنگلور ملٹری اسٹیشن۔ (برطانوی راج)
5 میسور	:	میسور، منڈیا، ہاسن، شیموگہ، چکمگلور، چترُدُرگہ، ٹمکور، کولار اور بنگلور (میسور ریاست)
6 حیدرآباد ریاست	:	کلبرگی، بیدر اور رائچور اضلاع۔ (ریاست حیدرآباد)
7 تا 20	:	14 چھوٹی ریاستیں، کل 20 انتظامی یونٹس۔

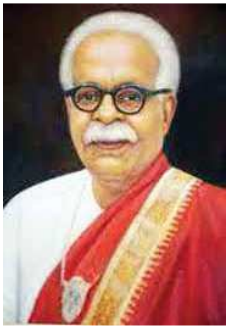
اتحادی تحریک میں اخبارات اور ادب کا کردار:

روزنامہ اور ہفتہ وار اخبارات اور ادبی کاموں نے اتحاد کی تحریک کو متاثر کیا۔ ممبئی کرناٹک، ریاست میسور اور ساحلی کرناٹک میں بہت سے اخبارات شائع ہوئے۔

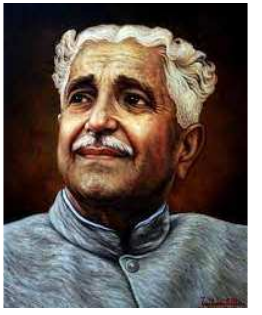
مشہور اخبارات

''ممبئی کرناٹک''، ''وجیا''، ''راج ہنس''، ''کنڑا کیسری''، ''کرناٹک وی بھوا''، ''کرناٹک وارتا''
''میسور صوبہ''، ''سوریودیا پرکاشیکا''، ''ہتابودھینی''، ''ورتا نتا چنتامنی''، ''میسور ہیرالڈ''

ریاست کرناٹک، کنڑا زبان اور کنڑا ثقافت کی ترقی کے لئے جدوجہد کرنے والے سب سے نمایاں شخص ''آلورو وینکٹ راؤ'' تھے۔ کرناٹک کی افسوسناک حالت کو دیکھ کر انہوں نے کہا تھا۔ ''کرناٹک کہاں



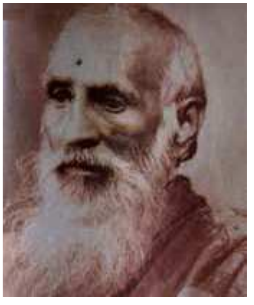
قومی شاعر'' گووِندپئی''



قومی شاعر'' کوویمپو''



ہوئیلا گوڑانارائن راؤ



آلورو وینکٹ راؤ
''کرناٹک کے کلا پروہیتا''

© KSEEB NOT TO BE REPUBLISHED

ہے؟ چاروں طرف بکھرے ہوئے کنڑ اعلاقوں کو کون متحد کرے گا؟ کس کو اپنی ریاست پر اتنا فخر ہے؟''

کنڑ اناڈو گانوں کی شان کو کنڑ یگاؤں تک پہنچانا وینکٹ راؤ کا مقصد تھا۔ اس کے لئے انہوں نے ''کرناٹکا داگتاوائیبھاوا'' نامی کتاب لکھی اور اسے اپنے خرچ پر شائع کیا۔ یہ ایک بہت ہی متاثر کن کتاب تھی۔ حیدرآباد کے کنڑ یگاؤں نے وینکٹ راؤ کو (1941ع.ع.) میں ''کرناٹکا کلا پُروہیتا'' کے خطاب سے نوازا۔ ممبئی کرناٹک میں کنڑ یگاؤں میں بیداری پیدا کرنے میں اعتدال پسند شاعر نے بڑا کردار ادا کیا۔ انہوں نے ساہتیہ سمّیلن کے اخراجات کے لئے ''بیڈلو کنڑا داسیّا بندھ نیڑتّا تڑاماڑدلے'' گیت گا کر رقم اکٹھی کی۔ کوویمپو کے ''جیاہے کرناٹک ماتے'' اور ''نی میچوانیلہ ادے کرناٹک '' نے لاکھوں کنڑ یگاؤں کے دلوں کو چھو لیا۔ ہوئیلا گوڑا نارائن راؤ کا گانا ''اُدیاواگلی نمّا چلوا کنڑا ناڈو'' بہت مقبول ہوا۔ کنڑا کے پہلے'' قومی شاعر'' منجیشور گووِندپئی نے کاسرگوڈ کو کرناٹک میں ضم کرنے کے لئے آخری دم تک جدوجہد کی۔

آزادی کے بعد اتحاد کی تحریک:

ملک کی آزادی کے بعد ہی نصف صدی سے زیادہ کا اتحاد کا خواب پورا ہوا، وہ بھی تین مرحلوں میں چلا۔

پہلا مرحلہ (1947ع.ع-48ع.ع.)

1947 ع.ع. سے پہلے ہمارے ملک میں دو طرح کی ریاستیں تھیں: برطانوی حکومت والے ہندوستانی صوبے اور 562 شاہی سلطنتیں۔ دستور ساز اسمبلی نے زبان کی بنیاد پر ہندوستان کو تقسیم کرنے کے بجائے ہندوستان کو چار قسم کے انتظامی اکائیوں میں تقسیم کیا۔ وہ اے، بی، سی اور ڈی اکائیاں تھے۔ اس کے مطابق کرناٹک کے بیس انتظامی صوبوں کو پانچ ڈویژنوں میں دوبارہ منظم کیا گیا۔ یہ پانچ ڈویژن ممبئی، مدراس، میسور، حیدرآباد اور کورگ تھے۔ یہ کرناٹک کے اتحاد کا پہلا مرحلہ تھا۔

دوسرا مرحلہ (1953ع.ع.)

لوک سبھا کے پہلے عام انتخابات 1951ع.ع- 52ع.ع. میں ہوئے تھے۔ انتخابات کے بعد (1952ع.ع.) میں ''اکھنڈ کرناٹک راجیہ نرمان پریشد'' کے نام سے ایک پارٹی پرتشدد تحریک کے جذبہ

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

کے ساتھ اُبھری۔ اتحاد کے لئے اس پارٹی کے ستیہ گرہ کرنے والے تقریباً 5000 لوگوں کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔ اس وقت کے وزیر اعلیٰ کینگل ہنومنتیا نے اتحاد کی حمایت کی تھی۔ انہوں نے اتحاد کے سلسلے میں ریاست کا سفر کیا۔

1952ع.ع. میں ایک آندھرا رہنما، پوٹی سریرامولو، نے آندھرا صوبے کے انضمام کا مطالبہ کیا اور 58 دن تک بھوک ہڑتال کی اور بعد میں ان کی موت ہوگئی۔ آندھرا میں بڑے پیمانے پر فسادات ہوئے۔ سری رامولو کی موت کے بعد، وزیر اعظم نہرو نے اعلان کیا کہ مرکزی حکومت نے آندھرا ریاست بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے مطابق آندھرا ریاست 1953ع.ع. میں قائم ہوئی۔

جب آندھرا پردیش کی ریاست بنی تو بلاری ضلع کے سات تعلقوں کو میسور صوبے میں ملا دیا گیا۔ یہ اتحاد کا دوسرا مرحلہ تھا۔

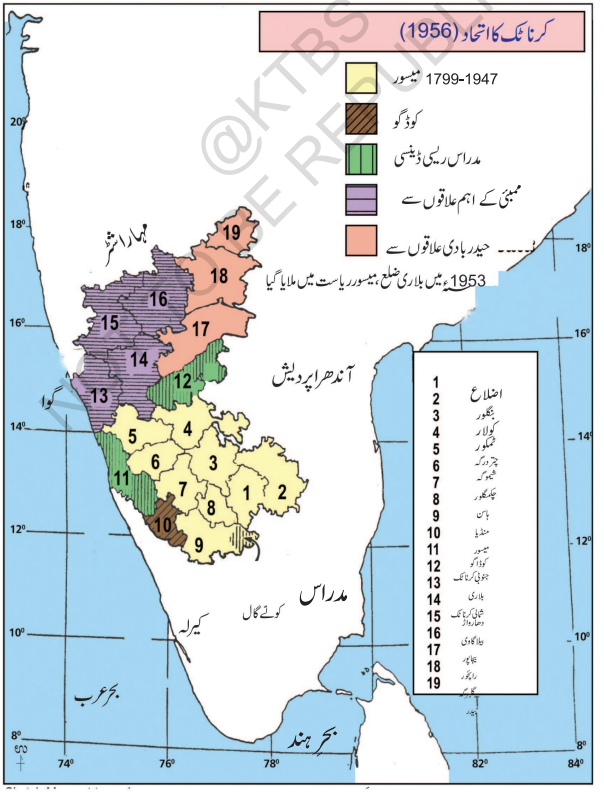
آخری مرحلہ (1956ع.ع.)

آندھرا پردیش کی تشکیل کے بعد زبانوں کی بنیاد پر ہندوستان کی تنظیم نو کا مطالبہ کیا گیا۔۔ مرکزی حکومت نے رپورٹ دینے کے لیے ریاستوں کی دوبارہ تشکیل نو (اسٹیٹ ری آرگنائزیشن کمیٹی) کے نام سے ایک کمیٹی مقرر کی۔ کمیٹی کے صدر ایس فضل علی تھے اور کمیٹی کو فضل علی کمیشن کہا جاتا تھا۔ اس کمیشن کے دیگر ارکان ایچ. این. کنجرو اور کے. ایم. پانیکر تھے۔ اس کمیٹی نے 1955ع.ع میں اپنی رپورٹ دی تھی۔ اس کے مطابق ریاستوں کی تنظیم نو کی بنیاد انتظامیہ کی زبان اور سہولت پر تھی۔ ریاست کی تمام جماعتوں نے کمیٹی کی رپورٹ کو قبول کیا اور اس کا احترام کیا۔ لیکن کنڑیگاؤں نے ریاست کیرالہ میں کاسرگوڈ کو شامل کرنے اور بیلاری ضلع کے بارے میں تجاویز کے خلاف پرزور احتجاج کیا۔ میسور اسمبلی نے فیصلہ کیا کہ بیلاری کو میسور سے الگ نہیں کیا جانا چاہئے اور نئی ریاست کو ''میسور ریاست'' کہا جانا چاہئے۔ (فضل علی کمیشن نے بیلاری ضلع کا بیشتر حصّہ آندھرا پردیش کو واپس کرنے کی سفارش کی تھی)۔ ریاست میسور 1/نومبر 1956ع.ع. کو ''عظیم میسور ریاست'' کے نام سے وجود میں آئی کیونکہ مرکزی حکومت نے ریاستوں کی ازسرِ نو تقسیم کرنے والے کمیشن کی رپورٹ کو قبول کیا۔

NOT TO BE REPUBLISHED

متحدہ ریاست میسور مندرجہ ذیل اضلاع پر مشتمل تھی۔

1	پرانے صوبے میسور کے نو اضلاع	میسور، منڈیا، بنگلور، کولار، ہاسن، ٹمکور، چکمگلورو، شیموگا اور چترد رگہ۔
2	صوبہ بمبئی سے	بیلگام، دھارواڑ، بیجاپور (وجئے پور) اور اترا کنڑ۔
3	صوبہ حیدرآباد سے	گلبرگہ (کلبرگی)، رائچور اور بیدر
4	صوبہ مدراس سے	دکشن کنڑ ضلع، کولے گالا (تعلق)، بیلاری (1953ع.ع. میں بیلاری کا اضافہ جب آندھرا پردیش کی تشکیل ہوئی)
5	ریاست	کوڑگو



متحد کرناٹک کا خاکہ

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

کرناٹک کا اتحاد (1956ع.ع.)

سرگرمی: کرناٹک اکتیس اضلاع کے ناموں کی فہرست بنائیں۔

میسور ریاست کے سابق وزیر اعلیٰ کینگل ہنومنتیا نے ریاست کے لوگوں کو متحد کرنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد 1956ع.ع. میں میسور ریاست کے طور پر اُبھری۔ نجلنگپا پہلے وزیر اعلیٰ بنے۔ یکم نومبر 1973 ع.ع. کو اس وقت کے وزیرِ اعلیٰ ڈی۔ دیوراج ارس نے عظیم میسور ریاست کا نام ''کرناٹک'' رکھا۔



کینگل ہنومنتیا
وزیر اعلیٰ



ایس نجلنگپا
ریاستِ میسور کے پہلے وزیر اعلیٰ



ڈی۔ دیوراج ارس
وزیر اعلیٰ

@KTBS REPUBLISHED NOT TO BE

سرحدی تنازعات:

چونکہ ریاستوں کی تشکیل زبانوں کی بنیاد پر کی گئی تھی، قومی نقطہ نظر کے ساتھ، کچھ سرحدی علاقوں کے کنڑیگاؤں کو ناانصافی کا سامنا کرنا پڑا۔ اگرچہ لسانی طور پر وہ اکثریت میں تھے، چونکہ ان کا علاقہ کسی دوسری زبان کی ریاست کے ساتھ ملا دیا گیا تھا، وہ وہاں اقلیت بن گئے۔ اس طرح آج بھی کرناٹک حکومت اور کنڑا علاقوں کو کرناٹک میں واپس ملنے کی امید کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ بنیادی طور پر ان مسائل پر مہاراشٹرا، کیرالہ، آندھرا پردیش اور تمل ناڈو کے ساتھ اکثر تنازعات ہوتے رہے ہیں۔ تاہم ان معاملات کو طئے کرنے کا اختیار مرکزی حکومت کے پاس ہے۔

سرگرمی: کنڑا سے لگاؤ بڑھانے والی نظموں کو جمع کریں۔

1۔ کرناٹک اور مہاراشٹر کے درمیان تنازعہ: کنڑ یگاؤں کی اکثریت والے کچھ علاقے آج بھی گویا مہاراشٹر میں ہیں۔ اکل کوٹ، جنوبی سولاپور اور جت تعلقہ ان میں اہم ہیں۔ لیکن اہم تنازعہ بیلگام شہر کا ہے۔ مہاراشٹر حکومت بیلگام پر اس میں شامل ہونے کے لئے مسلسل دباؤ ڈال رہی ہے۔

کرناٹک حکومت اور کنڑ حامی تنظیموں نے مہاراشٹر کے مطالبہ سے مسلسل انکار کیا ہے۔ مہاراشٹر اتحاد کمیٹی بیلگام اور دیگر علاقوں کو مہاراشٹر میں شامل کرنے کی وکالت جاری رکھے ہوئے ہے۔

1966ع.ع. میں مرکزی حکومت نے مہر چند مہاجن کی سربراہی میں مہاراشٹرا اور کرناٹک کے درمیان سرحدی حصّوں کا مطالعہ کرنے اور سفارش کرنے کے لئے ایک رکنی کمیٹی مقرر کی۔ مہاجن رپورٹ میں بیلگام کو کرناٹک کا حصّہ بنانے کی سفارش کی گئی تھی۔ کرناٹک کے لئے مہاجن رپورٹ کی سفارش حتمی ہے۔ حکومت کرناٹک نے بیلگام میں سنہری عمارت (سورنا سودا) تعمیر کی ہے اور سال میں ایک بار قانون ساز اسمبلی کی کارروائی کا انعقاد کر رہی ہے۔ بیلگام کرناٹک کا اٹوٹ حصّہ ہے۔

2۔ کرناٹک اور کیرلا کے درمیان تنازعہ: یہاں کا بڑا تنازعہ کاسرگوڈ علاقے سے متعلق ہے۔ تاریخی طور پر کاسرگوڈ علاقہ کنڑ خاندانوں سے تعلق رکھتا تھا۔ کیلدی سلطنت کے حکمران شیوا پا نائکا نے اس علاقے پر اختیار حاصل کر لیا تھا۔ دستاویز کے مطابق بیکل قلعہ اکیری شہزادوں نے بنایا تھا۔ اس طرح، کاسرگوڈ، جو ثقافتی طور پر کنڑ قوم سے وابستہ ہے، آج ایک نازک صورتحال میں ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ریاست تشکیلی کمیشن نے اپنی رپورٹ (1955ع.ع.) میں کاسرگوڈ کے کیرالہ کے ساتھ انضمام کی سفارش کی تھی۔ اس کے خلاف ''کرناٹک سمیتی'' جیسی جدوجہد کرنے والی تنظیمیں بنائی گئیں۔ مختلف طبقوں جیسے طلباء، خواتین، سرکاری ملازمین وغیرہ نے کرناٹک میں شامل ہونے کے لئے کاسرگوڈ کی لڑائی لڑی۔ آج بھی کاسرگوڈ کی جدوجہد کی مشعل جل رہی ہے۔ کیارا کننا رائے اور ان کے ساتھیوں نے کرناٹک میں شامل ہونے کے لئے کاسرگوڈ کی جدوجہد کو فلسفیانہ اور اخلاقی حمایت دے کر اس جدوجہد کو زندہ رکھا ہے۔

@KTRS NOT TO BE REPUBLISHED

مشقیں

I. خالی جگہوں کو مناسب لفظ سے پُر کریں۔

1۔ کرناٹک ودیاوردھک سنگھ کے پہلے صدر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھے۔

2۔ ''کرناٹک کے کلا پروہتیا''۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہلاتے ہیں۔

3۔ کنڑا کے پہلے قومی شاعر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

4۔ متحدہ کرناٹک کے پہلے وزیر اعلیٰ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھے۔

II. ایک لفظ یا جملے میں جواب دیں۔

5۔ ریاست حیدرآباد کے کنڑ اضلاع کے نام بتائیں؟

6۔ کرناٹک کے اتحاد میں تعاون کرنے والی دو تنظیموں کے نام بتائیں؟

III. دو یا تین جملوں میں جواب دیں۔

7۔ فضل علی کمیشن کی کن سفارشات پر کنڑیگاؤں نے احتجاج کیا؟

8۔ کرناٹک کے اتحاد کے لئے جدوجہد کرنے والے حضرات کی فہرست بنائیں۔

IV. ایک نوٹ لکھیں۔

9۔ آلوروونکٹ راؤ، 10۔ فضل علی کمیشن

V. بحث کریں۔

11۔ مہاراشٹرا، کیرلا، اور کرناٹک کے درمیانی سرحدی تنازعات کا حل تجویز کریں (استاد کی مدد حاصل کریں)۔



سرگرمی

- ہندوستان کے نقشے پر متحدہ کرناٹک (1956ع.ع.) کی حدود کو نشان زد کریں۔
- ''ادے واگلی نما چیلوا کنڑانا ڈو'' اور گووندا پائی کے ''کنڑیگرا تائی'' گانوں کو گروپ میں گائیں۔

☆☆☆

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

Z7Q3Z4

سبق:19 کرناٹک۔سماج کے حامی تحریکیں

PRO-SOCIAL MOVEMENTS OF KARNATAKA

سبق کا تعارف:

جب حکام معاشرے یا ماحولیات کے لئے نقصان دہ فیصلوں، پروگراموں یا منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے آگے آتے ہیں تو لوگوں کو ان کے خلاف احتجاج کا حق حاصل ہے۔ کرناٹک میں جب بھی ایسے مواقع آئے ہیں، باشعور شہریوں نے ان کے خلاف تحریکیں چلائی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کمزور، دبے ہوئے اور پسماندہ طبقات نے اپنی معاشی، سماجی اور ثقافتی ترقی کے لئے جدوجہد کی ہے۔ اس سبق میں کرناٹک کے ماہرین ماحولیات، خواتین، کسانوں، دلتوں اور کنڑ حامی تنظیموں کی طرف سے چلائی گئی تحریکوں کو بیان کیا گیا ہے۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

صلاحیتیں:

1۔ ماحولیاتی تحریک کو کچھ مثالوں کے ذریعہ جاننا۔

2۔ خواتین کو بااختیار بنانے کے لئے حکومت کی طرف سے اٹھائے گئے اقدامات کو سراہنا۔

3۔ کسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے جدوجہد کو سمجھنا۔

4۔ دلتوں کی جدوجہد کو سمجھنا۔

5۔ کنڑ ازبان کے تحفظ کے لئے شروع ہونے والی تحریکوں کے بارے میں جاننا اور ان میں دلچسپی پیدا کرنا۔

ماحولیاتی تحریک:

جانوروں، پرندوں، پودوں اور انسانوں سمیت تمام جانداروں کو زندہ رہنے کے لئے مٹی، چٹان، پانی، ہوا، روشنی کی ضرورت ہوتی ہے جو ہماری زمین کا حصہ ہیں۔ فطرت میں قدرتی توازن موجود ہے۔ جیسے جیسے

انسان مہذب ہوتا جاتا ہے، وہ ماحول کو اپنی بے شمار خواہشات پر قربان کر دیتا ہے۔ اس نے فطرت کو تخلیق کا عجوبہ سمجھے بغیر اسے اپنے استعمال کے لئے خام مال سمجھنے سے یہ حال ہو گیا ہے کہ گھر میں نظر آنے والی چڑیوں کو دیکھنے کے لئے شہر سے باہر جانا پڑتا ہے۔

زمین پر پائے جانے والے جاندار اور غیر جاندار عناصرِ ہی ماحول ہیں۔

صنعتی انقلاب، تجارتی انقلابات نے ماحول کو بری طرح تباہ کیا ہے۔ بڑے صنعت کار ماحولیات کی دولت پر کنٹرول حاصل کرنے کی مسلسل کوشش کر رہے ہیں۔ اس سے کئی نئے مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ عوام کئی صحت کے سنگین مسائل کا شکار ہیں۔ قدرتی وسائل کی مکمل تباہی کے باعث شہریوں کی بڑی تعداد کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ لوگوں میں ایک نئی بیداری پیدا کرنے کے لئے 20ویں صدی کے آخر میں ماحولیاتی آگاہی کی تحریکیں شروع ہوئیں۔ 1970 کی دہائی میں ماحولیاتی تحریک عالمی سطح پر شروع ہوئی اور کرناٹک تک پہنچی۔

جیسا کہ گاندھی جی نے کہا ''زمین سب کی ضروریات پوری کرتی ہے۔ ان کے لالچ کو نہیں۔''

جیسے ہی مغربی گھاٹ کے علاقے میں کان کنی شروع ہوئی، ماحولیاتی تحفظ کی تحریک ناگزیر ہو گئی۔ ''سہیادری اینٹی مائننگ فورم'' (سہیادرکان کنی مخالف فورم) شروع کیا گیا اور کدرمکھ اور دیگر علاقوں کی کان کنی کی مخالفت کی۔ مرکزی حکومت نے خود لوہے کی کان کنی کی کمپنی شروع کی تھی۔ اس کان کنی کی وجہ سے دریائے بھدرا کا منبع آلودہ ہو گیا تھا۔ اس جدوجہد کی وجہ سے حکومت پر شدید دباؤ تھا اور آہستہ آہستہ حکومت نے ماحولیات کے تحفظ کے لئے اقدامات شروع کر دئے۔

سالومرداتمکا:۔



سالومرادا تمکا: ایک عمر رسیدہ خاتون جو آج بھی جدوجہد کر رہی ہے۔ ''سالومرادا تمکا'' 284 درختوں کی ماں ہیں۔ اگرچہ وہ پڑھی لکھی نہیں ہیں لیکن ان کی بے لوث زندگی نے انہیں ماحولیاتی تحفظ کا سبق سکھایا۔ 2019ع.ع. میں انہیں پدم شری سے نوازا گیا جو ملک کا چوتھا سب سے بڑا شہری اعزاز ہے۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سہیادری سلسلہ کی اہم ندی ''تنگا'' آلودہ ہورہی ہے۔اس کو دیکھتے ہوئے ''Save Tunga Source'' ''تنگا کی بنیاد کو بچاؤ'' تحریک اس وقت شروع کی گئی جب یہ دیکھا گیا کہ سہیادری پہاڑی سلسلے کے جنگلاتی علاقے آہستہ آہستہ ختم ہونے لگے ہیں۔درختوں کو بچانے اوران کی افزائش کے ارادے اور مقصد سے تباہی کوروکنے کے لئے ہندوستان کے مختلف مقامات پر ''چپکو'' اور ''اپیکو'' جیسی تحریکات شروع ہوگئیں۔چپکوتحریک کوشروع کرنے والے سندرلال بہوگنا نے اپنی پوری زندگی لگادی تھی اس بات کو کبھی نہیں بھولنا چاہے۔

سرگرمی: ''اپیکو'' تحریک کے مقاصد کی فہرست بنائیں۔

محکمہ جنگلات نے اکاشیا(یوکلپٹس)اور ببول جیسے درآمدی پودے لگانا شروع کردیئے۔ اس منصوبے کوسماجی جنگلات کہا جاتا ہے۔ ماہرین ماحولیات نے اکاشیا کے پودے لگانے پر اعتراض کیا کہ اس سے زیر زمین پانی کی سطح کم ہوجائے گی۔

داونگیرے ضلع میں ہری ہرا پوالی فائبر صنعت کے خلاف جدوجہد جاری تھی جو دریائے تنگا بھدرا کو آلودہ کرکے اپنا خام مال دریا میں چھوڑتی ہے۔ دیگر تحریکوں میں کاروار میں سی برڈ شپ یارڈ کے خلاف جدوجہد، ساحل پر کوزنٹرکس ناگارجنا پاور پروجیکٹ کے خلاف جدوجہد شامل ہیں۔ جھیلوں کو بچانے کی جدوجہد، بھدرا بالائی منصوبہ کے خلاف جدوجہد، کبن پارک کو بچانے کی جدوجہد، کارگل سیڈز کے خلاف جدوجہد، صنعتی شہروں کے خلاف جدوجہد وغیرہ۔

ابھی حال ہی میں کرناٹک میں کان کنی مخالف تحریکوں نے قومی اور بین الاقوامی سرخیوں میں جگہ بنائی ہے۔ یہ تحریکیں بیلاری، ٹمکور، چترد رگا، چکمگلورو، اترا کنڑ، داونگیرے جنوبی بنگلور ضلع (رام نگرا) وغیرہ جیسے اضلاع میں کانوں کی دولت کی لوٹ مار کے خلاف شروع ہوئیں۔ بھارت کی سپریم کورٹ ماحولیاتی تحفظ کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے فیصلے دے رہی ہے۔

مفاد عامہ کی عرضی پر غور کرتے ہوئے غیر قانونی کان کنی پر کرناٹک لوک آیوکت کے ذریعہ کی گئی تفصیلی تحقیقات اور طویل رپورٹیں قابل ذکر ہیں۔ ان سب کے نتیجے میں فطرت کا استحصال کم ہورہا ہے۔ بہت سی

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

جدوجہد آج بھی جاری ہے۔ مصنوعی کیمیائی کھاد سے تباہ شدہ زمین کے متبادل کے طور پر قدرتی نامیاتی کاشتکاری کے طریقوں کو اپنانے کی جدوجہد ایک انقلاب کی شکل اختیار کر رہی ہے۔ یہ ایک راحت ہے۔ کرناٹک میں نامیاتی کاشتکاری کے لئے ''نامیاتی کاشتکاری مشن'' قائم کیا گیا۔ اور نامیاتی کاشتکاری کی حوصلہ افزائی کا باعث بنتا ہے۔ بہت سے کسان نامیاتی کاشتکاری سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں کرناٹک پورے ملک میں سب سے آگے ہے۔ پھر بھی، اسے ایک طویل سفر طے کرنا ہے۔

خواتین کی تحریکات : خواتین کی تحریک نے خاص طور پر خواتین کی تعلیم پر زور دیا۔ کرناٹک میں سری رنگماّ اور رکمنماّ بی۔ اے۔ آنرز کی ڈگری حاصل کرنے والی اوّلین خواتین تھیں۔ اندرا بنگلورو کی پہلی خاتون میئر تھیں۔ اس کے باوجود خواتین کو بااختیار بنانا ایک دور کا خواب تھا۔ عورتوں کو جائیداد میں ان کا حصہ نہیں ملتا۔ مختلف مذاہب کی خواتین کو طرح طرح کے استحصال کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

سرگرمی: مختلف شعبوں میں کامیابیاں حاصل کرنے والی خواتین کے ناموں کی فہرست بنائیں۔

بہت سی خواتین نے خاندانی حدود سے نکل کر آزادی کی جدوجہد میں حصّہ لیا۔ کملا دیوی چٹوپادھیائے، سروجنی نائیڈو، ارونا آصف علی، ڈاکٹر متولکشمی ریڈی اور دیگر یہاں یاد کرنے کے قابل ہیں۔



ارونا آصف علی



کملا دیوی چٹوپادھیائے

1975ع۔ع۔ کو خواتین کے عالمی سال کے طور پر منایا گیا۔ کرناٹک حکومت نے خواتین کی بہبود کے مختلف پروگراموں کو اپنایا۔ رفتہ رفتہ خواتین کی تنظیمیں فعال ہوتی گئیں۔ بائیں بازو کی تنظیموں نے محنت کش

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

خواتین کو متحد کرنا شروع کیا۔ خواتین کی تنظیموں نے جہیز، ہراسانی کی مخالفت کی اور گھریلو تشدد کی مخالفت کی۔ خواتین کے حقوق پر زور دینے کے لئے قانونی ذرائع کو مضبوط کرنے کے لئے بھی دباؤ تھا۔ یہ تنظیمیں انتخابات میں خواتین کو 33 فیصد نشستیں محفوظ کر کے قانون ساز اسمبلیوں میں فیصلہ کن کردار ادا کرنے کے لئے لڑ رہی ہیں۔

ان تمام جدوجہد کے نتیجے میں حکومت نے بہت سے اصلاحاتی اقدامات نافذ کیے ہیں۔ کرناٹک پہلی ریاست ہے جس نے بلدیاتی اداروں میں خواتین کے لئے 50 فیصد نشستیں ریزرو کرنے کا حکم پاس کیا۔ سرکاری بھرتیوں میں خواتین کو 33 فیصد ریزرویشن دے کر کسی حد تک خواتین کو انصاف فراہم کیا گیا ہے۔ حکومت نے لڑکیوں اور خواتین کی بہبود کے لئے خواتین کمیشن قائم کیا ہے۔ یہ خواتین کے استحصال کے خلاف آواز اٹھا کر انہیں انصاف دلانے کی کوشش کر رہی ہے۔

کسانوں کی تحریک:

کسانوں کو شروع سے ہی ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی کہا جاتا رہا ہے۔ لیکن انہیں مضبوط ہونے کے لئے ضروری تقاضے فراہم نہیں کئے جاتے۔ آج بھی ہمارے کسانوں کا یہ حال ہے کہ وہ حکومت کی مدد کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ صنعت کار اپنی پیدا کردہ اشیا کی قیمت خود طئے کرتے ہیں۔ لیکن آج تک کسان اپنی پیداوار کی قیمت کا تعین کرنے کے مرحلے تک نہیں بڑھ پائے ہیں۔ وہ ہمیشہ بارش کے رحم و کرم پر رہتے ہیں۔ کسانوں نے اس وقت جدوجہد کی راہیں روند دیں جب ان کی حفاظت کرنے والی حکومتیں مشکل وقت میں ان کی مدد کو نہیں آئیں۔ ان جدوجہد میں کئی کسان اپنی جانیں گنوا چکے ہیں۔ اگرچہ کسان صدیوں سے جدوجہد کر رہے ہیں لیکن ان کا بہتر زندگی کا خواب ابھی بہت دور ہے۔

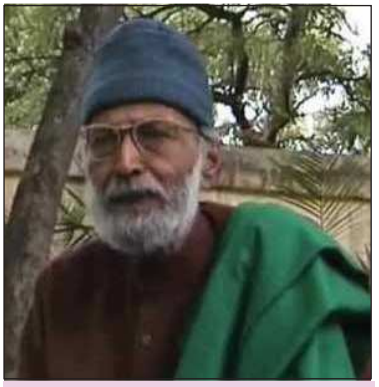
کسانوں کی جدوجہد بنیادی طور پر جاگیرداروں کے خلاف تھی۔ کسانوں کی پہلی جدوجہد جسے ہم آزادی کے بعد کرناٹک میں دیکھتے ہیں 1951ع.ع. میں شیموگہ ضلع کے کاگوڈی میں ہوا تھا۔ کسانوں نے رعیتی زمین کی پیمائش کرنے والے کولگاؤں کے خلاف جدوجہد شروع کی۔ آہستہ آہستہ کسانوں نے کسانوں کے استحصال کے بڑے مسائل جیسے قرض کی وصولی کولاگا سسٹم، حصّہ داروں کو ہراساں کرنے کے خلاف

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

جدوجہد جاری رکھی۔ سوشلسٹ پارٹی کے شانتویری گوپالا گوڑا اس جدوجہد میں سب سے آگے تھے۔ ڈاکٹر رام منوہر لوہیا نے دورہ کیا اور اس جدوجہد کو نئی توانائی بخشی۔

سرگرمی: این۔ ڈی سوزا کا ناول ''کولگ'' پڑھیں اور کسانوں کی حالت زار پر ایک مضمون لکھیں۔

1950ع.ع. کی دہائی میں سوشلسٹوں نے اترا کنڑا ضلع میں کسانوں کی جدوجہد کی۔ 1972ع. ع. میں کولار میں زمین پر قبضے کی تحریک چلی تھی۔ 1980ع.ع. میں ملّا پربھاندی کے کنارے کے کسانوں نے کپاس کی فصل تباہ ہونے پر احتجاج کیا۔ چند کسان پولیس کی گولیوں شکار ہو گئے۔ کسانوں نے حکومت کے خلاف عدم تعاون کی تحریک جاری رکھی۔ اس موقع پر بیس سے زائد کسانوں نے نول گندہ، نرگندہ اور ساودتی میں اپنی جان دے دی۔



یم.ڈی. ننجنڈا سوامی

اس پس منظر میں کسانوں نے اپنی تنظیمیں بنائیں۔ کرناٹکا راجیہ کسان سنگھ کا شیموگہ ضلع میں آغاز کیا اور مقامی مسائل کو اُٹھایا۔ اس نے دور رس نتائج پیدا کئے بغیر غیر ملکی کمپنیوں کی آمد کی مزاحمت کی۔ کرناٹکا راجیہ کسان سنگھ، کسان سبھا، دلت سنگھرش سمیتی، رعیت کولی کارمک سنگھ وغیرہ جیسی تنظیمیں کسانوں کے مسائل کے لئے جدوجہد کی آواز ہیں۔ کسانوں کی جدوجہد کے قائدین میں ایم.ڈی. ننجنڈا سوامی، سندریش، پوتننیا، کدیدالوشامنا وغیرہ نمایاں ہیں۔

سرگرمی: ''باگور مور تحریک'' کے بارے میں مزید معلومات اکٹھا کریں۔

دلت تحریک:

مشہور ماہر نفسیات R.D. لیانگ نے ایک حیرت انگیز کہاوت درج کی ہے: ''آپ دوسروں کے تجربہ کو سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن آپ خود اس تجربے کا تجربہ نہیں کر سکتے''۔ یہ لفظی طور پر دلت اور خواتین کے

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مقامات (اڈوں) پر لاگو ہوتا ہے۔ ذات پات کے نظام میں دلتوں کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ وہ شودر طبقہ کے نچلے درجہ کے شودر تھے۔ یہ ایک اچھوت ذات میں پیدا ہونے کی واحد وجہ ہے جس کی سماجی طور پر کوئی جگہ نہیں ہے۔ معاشرے سماج کے مرکزی دھارے سے باہر ہو گئے۔ پوری تاریخ میں ہم اس کے خلاف کئی جدوجہد دیکھتے ہیں۔ لیکن نوآبادیاتی دور میں دلتوں سے جڑے مسائل پر قومی سطح پر بحث ہوتی رہی۔ گاندھی جی اور امبیڈکر کے درمیان 1930ع.ع. کی دہائی کے مباحث اس کی بہترین مثال ہیں۔ گویا دونوں کا ہدف ایک ہی تھا لیکن جو راستے اختیار کیے گئے وہ الگ الگ تھے۔

سوامی وویکانند کے میسور کے دورے کے بعد، ان کے مشورے پر، میسور کے اس وقت کے مہاراجہ، دسویں چامراج وڈیئر نے دلت برادری کے اہم سوالات کو سنجیدگی سے لیا اور دلتوں کے لئے الگ اسکول کھولے۔

1936ع.ع. میں جنوبی ہندوستان کے ممتاز دلت رہنماؤں میں سے ایک M.C. راجا کی موجودگی میں دلت سماج کے لوگ میسور کے محل میں داخل ہوئے۔

ماضی میں زیادہ تر غیر دلت، دلتوں کی طرف سے لڑتے تھے۔ اب دلت خود اپنے مسائل کی نمائندگی کرنے لگے ہیں۔ اس کے لئے حوصلہ افزائی کا باعث ڈاکٹر بی آر امبیڈکر کا نظریاتی موقف تھا۔ تعلیم، تنظیم اور جدوجہد دلت تحریکوں کے بیج منتر بن گئے۔ دلتوں کے مسائل کے منظم حل کے لئے سیاسی ارتقاء کا پرعزم ہوش آیا۔

دلت طبقوں میں، امبیڈکر نہ صرف ان کی عزت نفس کی علامت تھے، بلکہ وہ ''دلت سوریہ (دلتوں کا سورج)'' کے نام سے بھی مشہور ہوئے۔ یہ تمام پیش رفت کرناٹک میں گونج اُٹھی۔

بیسویں صدی میں اٹھنے والی غیر برہمن تحریکوں میں دلت زیادہ شامل نہیں تھے۔ اس پر سوال کرتے ہوئے 1970ع.ع. کی دہائی میں ''دلت تحریک'' اُبھری اور ایک فیصلہ کن قوت بن گئی۔ ''حیدرآباد-کرناٹک'' (جواب کلیان-کرناٹک کے نام سے جانا جاتا ہے) کے علاقہ میں بی.شیام سُندر نے 1970ع.ع. میں ''بھیم سینا'' تنظیم کی بنیاد رکھی۔ ''بسوالنگپا بوسا'' نے 1973ع.ع. میں دلت تحریک کو ایک نیا موڑ دیا۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

وزیر بسوالنگپا نے میسور میں ایک پروگرام میں کہا کہ کنڑا ساہتیہ بوسا ساہتیہ ہے۔ اس کے خلاف پورے کرناٹک میں جدوجہد ہوئی۔ آخر کار بسوالنگپا نے وزیر کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ یہ معاملہ آہستہ آہستہ دلت شعور کی نمایاں ترقی کا باعث بنا۔

اس کے بعد 1976ع.ع. میں بھدراوتی میں ''دلت مصنفین اور فنکاروں کی تنظیم'' کا قیام عمل میں آیا۔ کرناٹک میں دلت تحریک کی شروعات اس یونین کے آغاز میں دیکھی جاسکتی ہے۔ بعد میں اس کی سرپرستی میں کرناٹک دلت سنگھرش سمیتی کا قیام عمل میں آیا۔ پروفیسر کرشنپا اس کے ریاستی کوآرڈینیٹر بن گئے۔ اس طرح D.S.S. تنظیمی شکل اختیار کرلی۔

رفتہ رفتہ دلت سنگھرش سمیتی نے اپنا دائرہ وسیع کیا۔ اس کی شاخیں مزدور، خواتین، سرکاری ملازمین، طلبہ اور مصنفین اور فنکاروں کی یونین تھیں۔ دلتوں نے، جو روایتی طور پر بے زمین تھے، زمین حاصل کرنے کے لئے جدوجہد شروع کی۔ تعلیمی ترقی کے ذریعے طاقت کے مراکز تک رسائی حاصل کرنا دلت تحریک کا ایک اور مقصد تھا۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ دلت تحریکوں میں دراڑیں پڑنے لگیں۔ مختلف ناموں سے نئی تنظیمیں وجود میں آئیں۔

سرگرمی: دیوانور مہادیوا اور ڈاکٹر سدّ النگیا Siddalingaiah کے کاموں کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں۔

دیونور مہادیو جیسے مصنفین اور ڈاکٹر سدالنگیا نے ادب کے ذریعے دلتوں کی اندرونی دنیا کو غیر دلتوں کے لئے کھول دیا۔ دیگر دلت مصنفین عالمگیریت کے تناظر میں ان طبقات کو درپیش چیلنجوں سے پردہ اٹھا رہے ہیں۔ آج، دلت معاشرے کے تمام حالات میں فیصلہ کن کردار ادا کرنے کے قابل نظر آتے ہیں۔ لیکن ابھی بہت طویل سفر طے کرنا ہے۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

کنڑا بچاؤ تحریک یا تحفظ کرناٹک تحریک:

اتحاد تحریک نے کنڑیگاوں میں خود اعتمادی اور قربت پیدا کی۔ ادبی تخلیق کے ذریعے کنڑ ادیبوں نے لوگوں کے کنڑ جذبے کو زندہ رکھا۔ ثقافتی اور کنڑ حامی تنظیموں نے اس سلسلے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ 1960 ع ع کی دہائی کے بعد، جب بنگلور میں غیر ملکی زبان بولنے والوں کا شور بڑھ گیا۔ چدانند مورتی، راما مورتی، واٹل ناگراج وغیرہ اور کرناٹک یواجنا سبھا، کنڑ جاگریتا پریشد، کنڑ شکتی کیندر جیسی تنظیمیں کنڑا، کنڑیگاؤں اور کرناٹک تک پہنچنے میں کامیاب ہوئیں۔ اس کے علاوہ کئی کنڑا حامی تنظیمیں آج کنڑا زمین، پانی اور زبان کے تحفظ کے لئے سرگرم ہیں۔

گوکاک تحریک:

ایک لحاظ سے 1980 ع.ع. کی دہائی کنڑ زبان کے وجود کے لئے جدوجہد کا دور تھا۔ 1982 ع.ع. میں گوکاک رپورٹ کے نفاذ کے لئے فیصلہ کن تاریخی جدوجہد کا آغاز ہوا۔ پوری کنڑ برادری نے اس جدوجہد کو بے مثال طریقہ سے لڑا۔ کرناٹک میں لسانی اقلیتیں کنڑ کو لازمی طور پر نہ سیکھنے اور اپنی مادری زبان میں تعلیم حاصل کرنے کے جال میں پھنس گئیں۔ اس وقت کے وزیرِ اعلیٰ آر. گنڈوراؤ جب اُڈپی گئے تو وہاں کے مٹھوں کے رہنماؤں نے مطالبہ کیا کہ سنسکرت کو اہمیت دی جائے۔ نتیجتاً میڈیم آف ایجوکیشن کے سوال کو ایک طرف رکھ کر تعلیم میں زبانوں کے مقام کے تعین کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ ڈاکٹر ونائک کرشنا گوکاک کی صدارت میں زبان کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس کمیٹی نے سفارش کی کہ کنڑ زبان کو پہلی ترجیح دی جائے اور اسے لازمی بنایا جائے۔ اس کمیٹی نے سہ لسانی فارمولے کے لئے 350 نمبر مقرر کئے تھے۔ رپورٹ میں سفارش کی گئی ہے کہ سہ زبانی امتحان میں کنڑ کو 150 نمبروں کے ساتھ پہلی زبان ہونا چاہیئے۔

گوکاک رپورٹ کو اس وقت کی حکومت نے قبول نہیں کیا تھا۔ ڈاکٹر راجکمار کی قیادت میں کرناٹک بھر میں زبردست تحریک چلی تھی۔ تجربہ کار مصنفین جیسے پاٹل پٹپا وغیرہ نے اس جدوجہد کی حمایت کی۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED



ڈاکٹر راج کمار



ونائک کرشنا گوکاک

گوکاک تحریک کے بنیادی نعرے ''نام کرناٹک ہے تو سانسیں بھی کرناٹک کی ہونی چاہیئے۔''، ''چاہے جو ہو جائے کنڑا نہ مٹنے پائے''، ''گوکاک رپورٹ کو نافذ کرو'' اور ''کرناٹک میں کنڑا کی جان بھرو'' وغیرہ تھے۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مشقیں

I. مناسب الفاظ سے خالی جگہ پُر کریں۔

1۔ سندر لال بہوگنا کی شروع کی گئی تحریک ---------- تھی۔

2۔ بین الاقوامی یومِ خواتین کا آغاز ---------- ع.ع. میں ہوا۔

3۔ ''دلتوں کا سورج'' کے لقب سے ---------- کو نوازا گیا۔

4۔ زبانی کمیٹی ---------- کی صدارت میں تشکیل پائی۔

II. ایک لفظ یا ایک جملے میں جواب دیجیے۔

5۔ ''تنگا نصب کو بچاؤ'' تحریک کی شروعات کیوں ہوئی؟

6۔ اپیکو تحریک سے کیا مراد ہے؟

7۔ معاشرتی جنگلات کسے کہا جاتا ہے؟

8۔ کرناٹک کی پہلی خاتون بی۔اے۔آنرز گریجویٹ کون ہے؟

III. دو یا تین جملوں میں جواب دیجیے۔

9۔ قدیم تالابوں کو کیوں بچانا چاہیے؟

10۔ اہم ماحولیاتی تحریکوں کی فہرست بنائیے؟

11۔ دلت تحریکیں کیوں شروع ہوئیں؟

12۔ دلت تحریک کے اہم وظیفے کون سے ہیں؟

IV. بحث کیجئے۔

13۔ دلت تحریکوں کے کارنامے کیا ہیں؟

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سرگرمیاں:



- اپنے علاقے میں دلتوں کے گھروں کا دورہ کریں اور ان کی معاشی، سماجی اور ثقافتی حیثیت کے بارے میں جانیں۔
- گوکاک رپورٹ کی سفارشوں سے متعلق مزید معلومات اکٹھا کریں۔

☆☆☆

U9F6M4

سبق:20

کرناٹک۔معاشی اور سماجی تبدیلی

KARNATAKA-ECONOMIC AND SOCIAL TRANSFORMATION

سبق کا تعارف:۔

اس سبق میں آزادی کے بعد کرناٹک میں ہوئی سماجی اور اقتصادی ترقی کے اہم نکات کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چند طبقات ترقی کا کثیر حصّہ حاصل کئے ہیں تو بقیہ مختلف وجوہات کی بنا پر ترقی سے بہت دور ہیں جس کا نتیجہ ہے عدم مساوات۔ اس پر قابو پانے کے لئے دستور کی توقعات کے حدود میں حکومت نے اراضی اصلاحات کمیشن برائے پسماندہ طبقات کی نامزدگی وغیرہ پروگراموں کو قائم کیا ہے۔

صلاحیتیں:

1۔ آزادی کی بعد کرناٹک میں سماجی اور اقتصادی شعبہ جات میں انجام دئے گئے کارناموں کی جانکاری حاصل کرنا۔

2۔ اراضی اصلاحات قانون کا مقصد اور اثرات کو جاننا۔

3۔ پسماندہ کمیشن کی خدمات کو سراہنا۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

لینڈ ریفارمس (اصلاحات اراضی)

زمین کی کاشت میں موجود مسائل پر قابو پانے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کو اراضی اصلاحات کہا جاتا ہے۔ زمین انسان کی زندگی کا ایک اٹوٹ حصّہ ہے۔ انسان اپنی زندگی سنوارنے کے لئے زمین پر منحصر ہے لیکن زمین تمام طبقات کے لئے یکساں تقسیم نہیں ہوئی ہے۔ زمین پر ملکیت کو لے کر موجود عدم مساوات کو دور کرنے کے لئے اراضی اصلاحات کو لاگو کیا گیا۔

پہلے یہ صرف زمین مالکان کے حق میں ہی قوانین تھے۔ زمین پر کاشت کرنے والوں کے حق میں کوئی قوانین نہیں تھے۔ جس کی وجہ سے دولت کا انجماد اور تقسیم میں عدم مساوات پائے جاتے تھے۔ 1970ع.ع. کے دہے میں اراضی اصلاحات کے ذریعے یکساں سماج کی تعمیر کا بیڑا اُٹھایا گیا۔ مزدور کسان اور دلت تحریکوں کی وجہ سے زمین کی تقسیم کا معاملہ اُٹھا، بے زمین نچلی ذاتوں کے لئے زمین فراہم کرنے کے حق میں جدوجہد شروع ہوئی۔ اس وجہ سے اراضی اصلاحات ہوئے جس کے اہم نکات درجِ ذیل ہیں۔

1: زمینداری نظام کا خاتمہ:

زمین پر مالکان کی گرفت کو کم کرنا ہی اس اقدام کا اہم مقصد ہے۔ 1955ع.ع. میں ہندوستان کے سابق نائب صدر بی۔ ڈی جتّی کی قیادت میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے اراضی اصلاحات کے لئے چند سفارشات پیش کئے۔ کمیٹی نے ہر ایک خاندان کے لئے زمین کا نشانہ مقرر کیا۔ جس کے تحت ہر ایک خاندان کو 116 ایکڑ خشکی 27 ایکڑ آبپاشی زمین کا اہل قرار دیا۔ یہ سفارشات کے حق میں نہیں تھے۔ 1957ع.ع. میں جاری کردہ ان سفارشات کے تحت نظام میں مؤثر تبدیلی ممکن نہیں ہوئی۔ 1974ع.ع. کے اراضی اصلاحات قوانین نے اس نظام کے خاتمے میں اہم کردار نبھایا۔

فی ایکٹر 100 سینٹس یا 40 گنٹے۔

2: گینی نظام (کرایہ داری) میں سدھار

ہندوستان میں کرایہ داری زمین پر کاشت کرنے والے کئی مسائل کا سامنا کر رہے تھے۔ ان مسائل کے حل کے لئے 1974ع.ع. میں وزیر اعلی ڈی دیوراج ارس نے ''کاشتکار زمین کا مالک'' نامی انقلابی قانون کرناٹک میں جاری کیا جس کی وجہ سے صدیوں سے کاشت کر رہے اکثر بے زمین کسان زمیندار بن گئے۔

1974ع.ع. اراضی اصلاحات (ترمیمی ایکٹ) کے اہم نکات۔

1۔ ہر قسم کے کرایہ داری کو رد کر دیا گیا۔

NOT TO BE REPUBLISHED © KSEEB

2۔ کسان جس زمین پر کاشت کرتا تھا اس پر حق جمانے کا موقع فراہم کیا گیا۔

3۔ کرایہ داری کی تمام زمین حکومت کے قبضے میں چلی گئی اور زمین پر حق حاصل کرنے اور معاوضہ کے خواہشمند عدالت (ٹریبیونل) کے ذریعے عرضی دائر کر سکتے تھے۔

4۔ ٹریبونل کا فیصلہ حتمی تھا۔ اس فیصلے کے خلاف عدالت عالیہ میں ہی عرضی دائر کی جا سکتی تھی۔

3: ملکیت اراضی کی حد بندی:

1957ع.ع. کے بعد ہوئی اہم کوششیں 1970ع.ع. کی دہائیوں میں عمل میں آئیں۔ ایک خاندان کے لئے زیادہ سے زیادہ زمین کی حد اس وقت کی حکومت نے طے کی۔

1974ع.ع. میں زمین کی زیادہ سے زیادہ حد اس طرح مقرر کی گئی۔ پانی کی سہولت کے بغیر خشک زمین ہو تو اس کی حد فی کنبہ 54 ایکڑ پانی کی سہولت ہو اور دو سے زیادہ فصلیں اگائی جائیں تو فی کنبہ 10 تا 18 ایکڑ۔ اگر ایک فصل والی زمین ہو تو فی کنبہ زیادہ سے زیادہ 127 ایکڑ مقرر کیا گیا تھا۔ 1977ع.ع. میں انعام منسوخ قانون جاری کیا گیا۔

انعام منسوخ قانون کے متعلق مزید جانکاری اکٹھا کریں۔

4: معاشی اراضی (کاشتکاری) کی تخلیق

جس کاشت سے کاشتکاری کی اخراجات کے علاوہ اپنے خاندان کو سکون کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا موقع فراہم ہو ایسی زمین کو ''معاشی اراضی'' قرار دیا گیا۔ اس کی وجہ سے کئی کاشتکاروں کی زندگی میں سدھار آیا۔

5: امدادی کاشت کا فروغ:

کسان اپنی جانب سے امدادی اداروں کو قائم کر کے اپنی تمام کاشت کی ذمہ داری دیگر کسانوں کو سونپ کر متحدہ طور پر کاشت کاری کرتے ہیں۔ فصل ہاتھ لگنے پر زمین کی مستقل ترقی کے لئے درکار سرمایہ کو

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

علیحدہ کر کے بقیہ حصّہ آپس میں بانٹ لیتے ہیں اسکو ’امدادی کاشتکاری نظام‘‘ کہتے ہیں۔

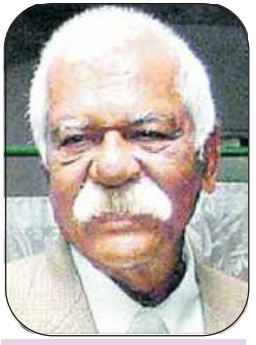
اراضی اصلاحات کے ذریعہ بے زمین افراد کو زمین کے مالکانہ حقوق بے حد قلیل تناسب کے تحت حاصل ہوئے۔ مالکوں کے حقوق کا تحفظ کیا گیا۔ امدادی کاشتکاری نظام سے کسانوں کو تھوڑا بہت فائدہ حاصل ہوا، لیکن اس نظام کو حسبِ توقع کامیابی نہیں ملی۔

پسماندہ طبقات کی کمیشن:

ہندوستانی سماجی نظام عدم مساوات کا شکار ہے۔ منتخب ذات پات نظام کی وجہ سے کئی ذاتیں پسماندہ ہیں۔ انگریزوں کے ہندوستان میں آنے کے بعد سماجی تحریکوں کا آغاز ہوا۔

انگریزوں کے دور اقتدار میں بلا لحاظ تمام مذہبی طبقات انگریزی زبان سیکھنے کے قابل ہوئے۔ انگریزی زبان سیکھنے والوں کو برطانوی حکومت میں نئے مواقع حاصل ہوئے۔ غیر برہمن تعلیمی شعبہ میں جب داخل ہوئے تو وہ بیدار ہوئے۔ اکثریت میں ہونے کے باوجود ان طبقات کو سرکاری ملازمتوں میں مناسب نمائندگی نہیں ملی تھی۔ اسی وجہ سے میسور حکومت میں ساہوکار چنیّا، ایم بسویا وغیرہ کی قیادت میں غیر برہمن تحریک کا آغاز کیا گیا۔

ہندوستان میں پہلی مرتبہ کرشنا راجہ وڈیئر چہارم کے دور میں کمیشن برائے پسماندہ طبقات، جسٹس لیسلی سی ملر کی صدارت میں 1918ع.ع. میں قائم کیا گیا۔ جس میں یہ کہا گیا کہ ایک ذات میں اگر 5 فیصد سے زائد افراد انگریزی سے واقف ہیں تو وہ ذات ترقی یافتہ ہے۔ 1921ع.ع. میں ریاست میسور میں پہلا ریزرویشن حکم نامہ جاری کیا گیا۔



یل۔ جی۔ ہاؤنور

وزیر اعلی ڈی۔ دیوراج ارس نے 1975ع.ع. میں ایل. جی. ہاؤنور کی قیادت میں پہلا کمیشن برائے پسماندہ طبقات کا قیام عمل میں لایا۔ 1975ع.ع. کے ایس ایس ایل سی امتحانات میں کامیاب مختلف ذاتوں کے طلباء کا فیصد پسماندگی کی نشاندہیکر نے بطور ضابطہ لیا گیا۔ ہاؤنور رپورٹ کی بناء پر 1977ع.ع. میں سرکاری احکامات جاری کئے گئے جو انقلابی تھے۔ پسماندہ طبقات کو اقتصادی اور سیاسی طور

NOT TO BE REPUBLISHED @KTBS

پر بااختیار بنانے میں ان احکامات نے اہم رول ادا کیا۔ان احکامات کے خلاف سپریم کورٹ میں عرضی دائر کی گئی۔حکومت کرناٹک نے سپریم کورٹ کو یقین دلایا کہ رپورٹ کی خامیوں کو دور کیا جائے گا۔جس کے بعد 1983ع.ع. میں ٹی.وینکٹپا سوامی کمیشن نامزد کیا گیا۔سیاسی دباؤ کی وجہ سے حکومت نے وینکٹپا سوامی رپورٹ کو نامنظور کر دیا۔وزیر اعلی رام کرشنا ہیگڈے کے دور اقتدار میں جسٹس او. چنپّا ریڈی کی قیادت میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اور اس کی رپورٹ بھی سیاسی دباؤ کی وجہ سے جاری نہیں کی گئی۔

اب تک جاری پسماندہ طبقات کے سلسلہ میں تمام ریزرویشن کے احکامات سودے بازی کے تحت ہوئے ہیں۔کوئی بھی حقیقی سفارشات کی بنا پر نہیں کئے گئے ہیں۔

پنچایت راج نظام:

آسان زبان میں اگر کہا جائے تو پنچایت راج کا مطلب انتظامیہ کی لامرکزیت ہے۔مقامی لوگوں کو انتظامیہ میں حصّہ لینے اور فیصلے لینے کا حق دینا ہی اس نظام کا مقصد ہے۔ہندوستان کو مقامی خودمختار حکومت کی پہچان تھی۔پھر بھی آزادی کے بعد ہی اس کو دستوری شکل دینے کا کام عمل میں آیا۔مرکزی حکومت نے 1955ع.ع. میں بلونت رائے مہتا کی صدارت میں ایک کمیٹی قائم کی۔اس کمیٹی نے تین مرحلوں والے مقامیا نتظامیہ کے طریقہ کی سفارش کی۔

اس ترقیکے پس منظر میں اس وقت کی ریاستی حکومت نے جمہوری لامرکزیت کے مقصد کے تحت 1959ع.ع. میں میسور گرام پنچایت فرمان (آرڈیننس) جاری کیا۔اپنی طرف سے کرناٹک میں جمہوری اداروں کے لئے مضبوط بنیاد عطا کی۔نئے قانون کے مطابق انتظامیہ کے تین مرحلے درج ذیل ہیں۔



عبدل نذیر صاحب

- گرام پنچایت

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

- تعلقہ پنچایت
- ضلع پنچایت

کرناٹک میں 1983ع.ع. میں وجود پانے والی عوامی حکومت نے پنچایت راج نظام میں انقلابی تبدیلیاں لائیں۔اس کے معمار اُس وقت کے وزیر برائے محکمۂ پنچایت راج شری نذیر صاحب ہیں۔ پنچایت راج نظام نے دلتوں ،عورتوں اور پسماندہ طبقات کو خودمختار حکومت میں حصّہ لینے کے لئے بہت سارے مواقع فراہم کئے ہیں۔اس نئے نظام نے رفتہ رفتہ کرناٹک کے سماجی اور سیاسی نقشہ کو ہی بدل ڈالا۔

سرگرمی:۔آپ کے گاؤں کے گرام پنچایت کی تشکیل اور کارگزاریوں کے تعلق میں معلومات حاصل کرو۔

نئے الفاظ

گینی:۔زمین مالکان اور کاشتکاروں کے درمیان ہوئے معاہدہ کے مطابق پیداوار میں حاصل کیا جانے والا حصّہ۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مشقیں

I: خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کریں۔

1۔ بی ڈی جتّی ہندوستان کے ---------- تھے۔

2۔ 1974ع.ع. میں کرناٹک ریاست کے وزیر اعلیٰ ---------- تھے۔

3۔ 1975ع.ع. میں قائم شدہ پسماندہ طبقات کمیشن کے صدر ---------- تھے۔

4۔ کرناٹک پیچانت راج کے معمار ---------- تھے

II: دو یا تین جملوں میں جواب دیجئے۔

5۔ اراضی اصلاحات کے معنی کیا ہیں؟

6۔ اہم اراضی اصلاحات کون کونسے ہیں؟

7۔ معاشی اراضی سے کیا مراد ہے؟

8۔ ایک کنبہ کے لئے زیادہ سے زیادہ زمین کی ملکیت اراضی کی حد بندی حکومت کرناٹک نے کس لئے مقرر کی ہے؟

9۔ امدادی کاشتکاری نظام کیا ہے؟

10۔ ایل جی ہاؤنور کمیشن نے پسماندگی کی پہچان کسی طرح کی؟

11۔ پنچایت راج نظام کیوں اہمیت رکھتا ہے؟

12۔ کرناٹک کی تاریخ میں دلت تحریک کی اہمیت کے بارے میں لکھیں۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED



سرگرمیاں:

- اساتذہ کی مدد سے مدرسہ میں گرام پنچایت کی نمونتاً مجلس کا انعقاد کریں۔
- آپ کے گاؤں کی گرام پنچایت کی تشکیل اور کارگزاریوں کے متعلق معلومات حاصل کریں۔

***

D2S5E2

سبق:21

مختلف میدانوں میں ترقی

PROGRESS IN DIFFERENT FIELDS

سبق کا تعارف:

سماجی اور اقتصادی ترقی کے عمل میں مواصلات کا کردار بہت بڑا ہے۔ زراعت، انفارمیشن ٹیکنالوجی اور بائیوٹیکنالوجی میں انقلابات نے کرناٹک کی ترقی میں فیصلہ کن کردار ادا کیا۔ موجودہ سبق میں ان سب کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔

صلاحیتیں:۔

1۔ طلباء ریاست کے سماجی اور اقتصادی ترقی کے عمل میں ذرائع ابلاغ کے کردار کو سمجھیں گے۔

2۔ سیاسی، سماجی اور اقتصادی شعبوں میں ہوئی تبدیلیوں اور اس کے نتیجے میں رونما ہوئیں انفارمیشن ٹیکنالوجی اور بائیوٹیکنالوجی میں انقلاب کے بارے میں معلومات اکھٹا کریں گے۔

3۔ زراعت، صنعت اور بنیادی سہولیات میں رونما ترقی کو سراہیں گے۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

ذرائع ابلاغ:

خبریں یا معلومات ایک شخص سے دوسرے شخص تک یا ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنے کا عمل مواصلاتی عمل یعنی کمیونیکیشن سسٹم کہلاتا ہے۔ ہمارے آباواجداد نے مختلف قسم کے مواصلات استعمال کئے ہیں مثلاً: دورِ قدیم میں کبوتر، اُونٹ اور دیگر ذرائع ابلاغ کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔

جدید دور میں مواصلاتی نظام میں انقلابی تبدیلیاں آئی ہیں۔ یہ انقلاب ہندوستان کے لئے مغربی ممالک کی جانب سے میراث ثابت ہوا۔ ڈاک اور ٹیلی گراف کا نظام سب سے زیادہ استعمال ہوتا تھا اور 20

ویں صدی کے آخر تک ابلاغ کے اہم ذرائع کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔آج ریڈیو، ٹیلی ویژن، موبائل اور انٹرنیٹ جیسے ابلاغی ذرائع معاشرے کے ہر طبقہ تک پہنچ چکے ہیں۔ان کے بنا عوام کو زندگی گزارنا بہت مشکل ہوگیا ہے۔

مواصلاتی ابلاغی ذرائع کو تین عنوانات کے تحت درجہ بندی کیا گیا ہے۔

- طباعتی ذرائع ابلاغ Print media
- برقیاتی ذرائع ابلاغ Electronic media
- تفریحی ذرائع ابلاغ Entertainment media

1. طباعتی ذرائع ابلاغ (Print Media):

آج انگریزی اور دیگر علاقائی زبانوں میں بے شمار اخبارات شائع ہو رہے ہیں۔اخبارات کو اس دن کی تاریخ کا ریکارڈ کہا جاتا ہے۔اخبارات تمام جگہوں پر پہنچتے ہیں خواہ وہ شہر ہو یا دیہات ہو اس لئے یہ ایک بہت ہی طاقتور ذرائع ابلاغ ہے۔

سرگرمی: کرناٹک میں شائع ہونے والے کنڑا، انگریزی اخبارات اور ہفتہ وار رسالوں کی فہرست بنائیں۔

کنڑا زبان میں شائع ہونے والا پہلا اخبار ''منگلورو سماچار'' تھا۔اخبارات مختلف قسم کے ہوتے ہیں جیسے روزانہ، ہفتہ وار، پندرہ روزہ، ماہانہ، ششماہی اور سالانہ۔

2. برقیاتی ذرائع ابلاغ (الیکٹرانک میڈیا):

20 ویں صدی کے آخری حصّہ میں الیکٹرانک انقلاب شروع ہوا۔ٹیلی ویژن لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گیا ہے۔یہ ابلاغ ضروری خبریں دینے کے ساتھ ساتھ بے پناہ تفریح اور لطف فراہم کرتا ہے۔

الیکٹرانک شعبوں میں سخت مقابلے ہموار ہونے کی وجہ سے مختلف نجی تنظیموں کو، کسانوں کو، کارکنوں کو، سرمایہ کاروں، مختلف قسم کے صارفین، طلباء اور دیگر طبقوں کے لوگوں کو معلومات فراہم کرنے کے لئے آگے

@KSEEB NOT TO BE REPUBLISHED

آنے پر مجبور کیا ہے۔

کوئی بھی واقعہ کہیں بھی رونما ہو، ٹیلی ویژن لمحوں میں ہر منظر ہماری آنکھوں کے سامنے لے آتا ہے۔ یہ زلزلے، سیلاب، حادثات وغیرہ جیسی آفات کے بارے میں خبریں شائع کرنے کے ساتھ ساتھ موسم کی خرابی کے بارے میں ہر وقت خبر دینے میں مددگار ثابت ہے۔ جس سے ہمیں بُرے نتائج کو کم کرنے میں مدد ملتی ہے ۔ ٹیلی ویژن کے علاوہ دیگر با اثر الیکٹرانک مواصلات ہیں۔ ریڈیو، موبائل اور انٹرنیٹ یہ بہت سے لوگوں کی زندگی کا لازمی حصّہ بن چکے ہیں۔ انٹرنیٹ کا زیادہ استعمال شہروں میں کیا جاتا ہے۔

موبائل ایک طاقتور موصل ہے جو پڑھے لکھے اور ناخواندہ دونوں تک پہنچا ہے۔ اسطرح ریڈیو آج بھی ایک اہم مواصلاتی ذریعہ ہے۔ یہ ایک سمعی آلہ ہے جو معلومات اور لطف اندوزی دونوں دیتا ہے۔

انٹرنیٹ نے پوری دنیا کو ایک دوسرے کے بہت قریب کر دیا ہے۔ دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک چند سیکنڈ میں خبر رسائی کا یہ سب سے طاقتور ذریعہ ہے۔ آج کل بہت سی تحریکوں کو انٹرنیٹ پر دستیاب فیس بک، ٹوئیٹر اور دیگر کے ذریعے سہولت فراہم کی جارہی ہے۔ اس طرح بجلی کے استعمال سے برقی ذرائع ابلاغ یعنی الیکٹرانک میڈیا ہمارے معاشرے کی تبدیلیوں میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے۔

3. تفریحی ذرائع ابلاغ (Entertainment Media)

تفریحی شعبہ جات میں فلمیں اہم ذریعہ ہیں۔ ڈرامے کا فلمی ذرائع سے بہت گہرا تعلق ہے۔

فلم ایک بصری ذریعہ ہے اور ایک بہت زبردست قوت ہے جو تمام طبقوں کے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ ہم بنیادی طور پر کمرشل فلمیں دیکھتے ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ متوازی سینما بھی ہیں جنہیں آرٹ سینما بھی کہا جاتا ہے۔ متوازی سینما میں عام طور پر ایک مخصوص موضوع کو نئے طریقے سے دیکھا جاتا ہے۔ اور اس کا مقصد معاشرے میں موجود توہمات کو دور کرنا ہوتا ہے۔

آج کل ملک کی ترقی میں مواصلاتی ذرائع ابلاغ کا بنیادی کردار ہے۔ یہ ملک کے اتحاد سالمیت اور خود

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مختاری کو برقرار رکھنے میں معاون ہے۔اس کے علاوہ مواصلاتی ذرائع ابلاغ تجارت اور تجارتی شعبوں کی ترقی میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ بڑی کمپنیاں اپنی اجارہ داری کے لئے دوسروں سے مقابلہ کررہی ہیں۔

اطلاعاتی تکنیک میں انقلاب(Revolution in Informaion technology):

موجودہ دور کو اطلاعات یا معلومات کا دور کہا جاتا ہے۔ٹیکنالوجی کی مدد سے معلومات کی تخلیق اور پھیلاؤ کو اطلاعاتی تکنیک یعنی انفارمیشن ٹیکنالوجی کہتے ہیں۔



آئی۔ٹی۔پارک بنگلور

موجودہ دور کو اطلاعات یا معلومات کا دور کہا جاتا ہے۔ٹیکنالوجی کی مدد سے معلومات کی تخلیق اور پھیلاؤ کو اطلاعاتی تکنیک یعنی انفارمیشن ٹیکنالوجی کہتے ہیں۔

کمپیوٹر سافٹ ویر اور ٹیلی گرافک کمیونیکیشن نے 1990ع.ع. کی دہائی میں بڑا انقلاب برپا کیا ۔ معلومات کو ایک مصنوعاتی چیز سمجھا گیا۔سافٹ ویر کی تیاری میں بنگلور و میں موجود بڑی کمپنیوں، انفوسس اور وِپرو کا تعاون بہت زیادہ ہے۔بنگلور کو بھارت کا سائبر سٹی یا سلیکون سٹی کہا جاتا ہے۔

کرناٹک حکومت نے 1997ع.ع. میں اطلاعات کے حوالے سے ایک نیا منصوبہ تیار کیا۔اس عمل کا مقصد اطلاعاتی تکنیک کی مدد سے صنعت، زراعت، تجارت، معاشیات، تعلیم، صحت، کنڑا زبان کی ترقی، انتظامیہ اور دیگر انفارمیشن ٹیکنالوجی جیسے شعبوں کو ایک نئی شکل دینا ہے۔اس انقلاب نے روزگار کے بہت زیادہ مواقع پیدا کئے۔اس سلسلے میں انٹرنیٹ ٹیکنالوجی نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

ایک اور اہم ترقی سائبر پارک پراجیکٹ جو 2000ع.ع. میں مرکزی حکومت اور حکومت کرناٹک نے مشترکہ طور پر شروع کی تھی۔یوواڈاٹ کام کو سات مراکز میں کامیابی کے ساتھ نافذ کیا گیا۔کنڑا زبان کی ترقی کے لئے کی بورڈ (Key Board) سافٹ ویر کو فعال کرنے کے لئے مخصوص علامتیں ایجاد کی گئیں۔

NOT TO BE SOLD PUBLISHER

اطلاعاتی تکنیک کی مدد سے مختلف طبقوں کے لوگوں کو سماجی طور پر بااختیار بنانے کا تصور کیا گیا ہے۔ آج ہم پوری دنیا میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کا ناگزیر استعمال دیکھتے ہیں۔

سرگرمی: کرناٹک میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کی اہم تنظیموں کی فہرست بنائیں۔

حیاتی ٹیکنالوجی میں انقلاب (Revolution in Bio technology):

بیسیوں صدی کے آخر میں اطلاعاتی ٹیکنالوجی اور حیاتیاتی ٹیکنالوجی کے شعبوں میں جو تبدیلیاں آئی ہیں وہ بہت ہی انقلابی ہیں۔ حیاتیاتی سائنس اور دیگر خالص سائنس کی عملی شکل کو بائیوٹیکنالوجی یعنی حیاتیاتی تکنیک کہا جاتا ہے۔ آسان الفاظ میں جانداروں کی خصوصیات کو مفید مصنوعات حاصل کرنے کے لئے استعمال کرنے کے عمل کو بائیوٹیکنالوجی کہتے ہیں۔



بائیوکان کمپنی

حالیہ دہائیوں میں کرناٹک بائیوٹیکنالوجی کا بڑا مرکز بن گیا ہے۔ قدیم زمانے سے حیاتیاتی تکنیک اطلاقی شکل میں استعمال ہوتی رہی ہے تاہم یہ سائنس کی ایک علیحدہ شاخ کے طور پر صرف 20 ویں صدی میں پروان چڑھی۔ حیاتیاتی تکنیک مختلف شاخوں میں ترقی کر رہی ہے۔ یہ شاخیں پلانٹ ٹیکنالوجی، DNA، فنگر پرنٹ ٹیکنالوجی، ٹشو کلچر، کلوننگ وغیرہ ہیں۔ 1997ع.ع. میں Willmut نامی سائنسدان نے دنیا کی پہلی کلون شدہ بھیڑ (ڈولی) بنائی۔ بعد میں اور بھی کئی کلون بنائے گئے۔

آج کل ایندھن کی کمی ایک سنگین مسئلہ ہے۔ عوام ایندھن کی آسمان کو چھوتی قیمت برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ اس لئے متبادل بائیوگیس پیدا کرنے کے لئے تحقیقی کوششیں کی جارہی ہیں۔

زراعت میں بائیوٹیکنالوجی کو شامل کرنے کی کوششیں تیز رفتاری سے کی جارہی ہیں۔ کرناٹک میں یہ

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

تمام کوششیں جاری ہیں۔ بنگلور اور دھارواڑ کی زرعی یونیورسٹیوں میں بائیوٹیکنالوجیکل پارکس (باغیچے) قائم کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ساحلی علاقوں میں سمندری وسائل کا استعمال کرنے کے لئے کاروار میں ایک حیاتیاتی مرکز قائم کیا گیا ہے۔ دھارواڑ میں ایک زرعی بائیوٹیکنالوجی تنظیم قائم کی گئی ہے۔ بائیوکان جیسی بڑی کمپنیاں نجی شعبے میں سرگرم ہیں۔ یہ پیش رفت معاشی، سماجی اور سیاسی نظاموں پر دیرپا اثرات مرتب کرتی ہے۔

سرگرمی: ایندھن کے بحران کے بارے میں معلومات اکٹھا کریں۔

کرناٹک میں زراعت کی ترقی:۔

زمین قدرتی وسائل جیسے مٹی، پانی، معدنیات، جنگلات، جوہری اور توانائی کے ذرائع پر مشتمل ہے۔ جب ان کا مناسب استعمال کیا جائے تو ترقی حاصل کرنا ممکن ہے۔ ہندوستان میں زیادہ تر خاندان اپنی روزی کے لئے زراعت پر انحصار کرتے ہیں۔ کرناٹک اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

کاشتکاری ہمیں زندگی کو برقرار رکھنے والے اناج فراہم کرتی ہے۔ یہ صنعتوں کو خام مال بھی فراہم کرتی ہے۔ یہ روزگار پیدا کرتی ہے۔ صنعتی مصنوعات کے لئے ایک بازار تخلیق کر کے انفرادی آمدنی اور قومی آمدنی میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ زراعت زرمبادلہ میں حصّہ لے کر تجارت کی ترقی کے قابل بناتی ہے۔ اسطرح ان تمام نظریات سے دیکھا جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ زراعت ہندوستانی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔

کرناٹک کا کل رقبہ تقریباً 1,91,791 ربع کلومیٹر ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے کرناٹک ہندوستان کی ساتویں بڑی ریاست ہے۔

زمین کو مختلف مقاصد کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ کرناٹک میں تقریباً 190.50 (19 ملین) لاکھ ہیکٹر اراضی ہے۔ تاہم اس میں سے صرف 11 ملین ہیکٹر زمین ہی کاشت کے لئے موزوں ہے۔ زمین کا کل 58% حصّہ کاشت کے قابل ہے۔ غیر زرعی اراضی 13.23% اور 16.1% جنگلات ہیں۔

سرگرمی: کرناٹک میں 19% زمین بنجر ہے۔ اس زمین کا استعمال کرنے کے طریقوں پر مباحثہ کریں۔

NOT TO BE REPUBLISHED © KTBS

زراعت میں ترقی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات:

1۔آبپاشی کا نظام:

حکومت نے کرناٹک میں زرعی پیداوار کی ترقی کو قابل بنانے کے لئے آبپاشی کے بہت سے منصوبے شروع کئے ہیں۔اہم منصوبوں میں تنگا بھدرا منصوبہ، بالائی کرشنا کنارے منصوبہ، بھدرا، گھٹا پربھا، ہیماوتی، ہارنگی، وانی ولاس، کارنجہ، بنیٹور، ہپارگی اور دیگر منصوبے ہیں۔تاہم دستیاب پانی کے سائنسی استعمال کے لئے مزید بہت سی اصلاحات کی ضرورت ہے۔

2011ع.ع.کے اقتصادی سروے کے مطابق کرناٹک زرعی پیداوار میں 5ویں نمبر پر ہے۔

2۔مٹی کے تحفظ پر زور:

مٹی کی اوپری زرخیز تہہ ہوا، بارش اور سیلاب جیسے قدرتی عمل کی وجہ سے دھل جانے کو زمین کا کٹاؤ کہا جاتا ہے۔مٹی کا کٹاؤ جنگلات کے تباہ ہونے کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔یا پھر غلط طریقوں سے کاشت کاری کہا جاتا ہے۔کرناٹک نے مٹی سے بچنے کے لئے کسانوں کو بہت سی ہدایات دی ہیں۔ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر ''کرشی رنگا'' پروگرام کے ذریعے کسانوں کو کاشتکاری کے کارآمد طریقوں کے بارے میں بہت سے مشورے دئے جاتے ہیں۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

3۔نامیاتی کاشتکاری کی حوصلہ افزائی:

اگرچہ زراعت میں جدید کاشت کاری کے طریقے اپنا کر پیداوار میں اضافہ ہوا ہے لیکن کیمیائی کھادوں اور کیمیائی کیڑے مارنے والی ادویات کے وسیع پیمانے پر استعمال کے نتیجے میں زمین پر بہت سے مضر اثرات مرتب ہوئے ہیں۔حالیہ تحریکوں نے حکومت کو اس حقیقت کے بارے میں قائل کرنے کی کوشش کی ہے۔اس لئے حکومت نے نامیاتی کھاد کے استعمال کی حوصلہ افزائی کے لئے اقدامات اٹھائے ہیں۔





نامیاتی کاشتکاری کے طریقے

2011ع.ع. میں زراعت پر منحصر افراد کی تعداد 49% تھی۔

سرگرمی: کاشتکاری کے روایتی مقامی طریقوں کا جدید سائنسی کاشتکاری کے طریقوں سے موازنہ کریں۔ ہر ایک کے فوائد کی فہرست بنائیں۔ شری پرفل چندر کرناٹک کے ترقی پسند کسان مانے جاتے ہیں۔ ان کے بارے میں معلومات اکٹھا کریں۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

صنعتی ترقی (Industrial development):

ریاست کی اقتصادی ترقی میں صنعتوں کا کردار بہت اہم ہے۔ صنعتوں کو تین گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ چھوٹے پیمانے کی صنعتیں، درمیانی درجے کی صنعتیں اور بڑے پیمانے کی صنعتیں۔ مختلف کارخانوں اور صنعتوں کے قائم کرنے اور ان صنعتوں کی مدد کے لئے نقل وحمل اور مواصلاتی سہولیات کو فروغ دینے کے عمل کو صنعت کاری کہتے ہیں۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے۔ جیسے جیسے نئی صنعتیں اور کارخانے قائم ہوتے جاتے ہیں انہیں بنیادی سہولیات فراہم کی جانی پڑے گی۔ (مثال کے طور پر الیکٹرانک ٹرانسفارمر کا قائم کرنا، نقل نقل و حمل، مواصلات وغیرہ)۔ کرناٹک نے اس ضمن میں اچھی پیش رفت حاصل کی ہے۔ تاہم بجلی کی فراہمی میں وہ پیچھے رہ گیا ہے۔

کرناٹک میں حالیہ دنوں میں مختلف صنعتیں قائم کی گئی ہیں۔ کرناٹک کی اہم صنعتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

- لوہا اور فولاد کی صنعت
- الومینیم کی صنعت
- کپڑوں کی صنعت
- ریشم کی صنعت
- شکر کی صنعت
- کاغذ کی صنعت
- الیکٹرانک صنعت
- سیمنٹ کی صنعت وغیرہ۔

یہ صنعتیں نہ صرف روزگار کے مواقع فراہم کرتی ہیں بلکہ زرمبادلہ بھی فراہم کرتے ہیں۔ صنعتوں اور زراعت کی ترقی میں ہم آہنگی اور توازن برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔

گھریلو اور چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی اہمیت۔

گھریلو اور چھوٹے پیمانے کی صنعتیں کرناٹک کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ یہ صنعتیں ریاست کی معاشی ترقی کی سنگ میل ہیں۔ ''مہاتما گاندھی جی کے مطابق گھریلو صنعتیں وہ چراغ ہیں جو ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرتی ہیں''۔ حکومت کرناٹک گھریلو اور چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کو مختلف طریقوں سے حوصلہ افزائی اور مدد فراہم کر رہی ہیں اس مقصد کے لئے بہت سے ترقیاتی نگرانی کمیٹیاں قائم کئے ہیں۔

مثلاً: کوکونٹ فائبر ڈیویلپمنٹ بورڈ، کیشونٹ ڈیویلپمنٹ بورڈ وغیرہ۔

سرگرمی: گھریلو صنعتوں کو مضبوط کرنے کے لئے اٹھائے جانے والے اقدامات پر تبادلہ خیال کریں۔

صنعتی پالیسی:

سرکاری اور نجی شعبوں میں صنعتوں کا قیام، سرمایہ کاری، صنعتوں کو غیر ملکی امداد، صنعتی ٹیکس، مزدوروں کی ملازمت، ان کا تحفظ وغیرہ سب صنعتی پالیسی کے دائرے میں آتے ہیں۔

کرناٹک کی صنعتی پالیسیاں 1948ع.ع. کی مرکزی حکومت کی پالیسیوں کے پس منظر میں بنائی گئی

NOT TO BE REPUBLISHED © KTBS

ہیں۔ ریاستی صنعتی پالیسی یہاں کے دستیاب وسائل کی بنیاد پر بنائی گئی ہیں۔ مرکزی حکومت نے 1956ع.ع.اور 1977ع.ع.اور 1980ع.ع.میں اہم صنعتی پالیسیاں نافذ کیں۔

سرگرمی: اپنے شہر کے قریب ایک صنعتی مرکز کا دورہ کریں اور وہاں کی سرگرمیوں کا مشاہدہ کریں۔

حکومتیں کرناٹک نے 1996ع.ع.میں اپنی صنعتی پالیسی بنائی۔اس میں بنیادی سہولیات کی ترقی میں صنعتوں کی فعال شرکت پر زور دیا گیا ہے

حکومت نے بنیادی سہولیات جیسے صنعتی پارک، ہوائی اڈے وغیرہ کی تخلیق کے لئے تخمینہ لگانے اور منصوبہ بنانے کے لئے اقدامات اٹھائے ہیں۔ 2001ع.ع.میں ایک نئی صنعتی پالیسی نافذ کی گئی جس کے ذریعے منڈیوں کی ترقی، ٹیکنالوجی کے شعبے میں بہتری، زراعت، باغبانی، مویشی پالن، معدنیات اور انسانی وسائل کی ترقی وغیرہ کو فروغ دینے حکومت نے حوصلہ افزائی کی تھی۔

صنعتیں جو قدرتی وسائل کو تباہ کئے بغیر، ماحولیاتی آلودگی پیدا کئے بغیر، قدرتی حسن کو خراب کئے بغیر ترقی کرتے ہیں اور ان سب کا صحیح استعمال کرتے ہیں وہ لوگوں کی ترقی میں معاون ثابت ہوں گی۔ صنعتی ترقیات انسانی زندگی کے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔ یہ ہم اور ہماری حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ اس بات کو یقینی بنائیں۔

© KSEEB NOT TO BE REPUBLISHED

مشقیں

I. خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کریں۔

1۔ بنگلور کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہر کہا جاتا ہے۔

2۔ دنیا کا پہلا حیاتیاتی طور پر کلون شدہ جانور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

3۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے مطابق گھریلو صنعتیں وہ چراغ ہیں جو ملک کی ترقی کی سنگ میل ہے۔

II. دو یا تین جملوں میں جواب دیجئے۔

4۔ مواصلاتی نظام کیا ہے؟

5۔ مواصلات کے تین اہم ذرائع کون سے ہیں؟

6۔ اطلاتی تکنیک (انفارمیشن ٹیکنالوجی) سے کیا مراد ہے؟

7۔ بائیوٹیکنالوجی (حیاتی تیکنیک) کسے کہتے ہیں؟

8۔ کرناٹک کی کون سے اضلاع میں بائیوٹیکنالوجی پارکس موجود ہیں؟

9۔ نامیاتی کاشتکاری کی اہمیت بیان کریں؟

10۔ مٹی کے کٹاؤ سے کیا مراد ہے؟



سرگرمی:

- 1996ء کی کرناٹک کی صنعتی پالیسی کے بارے میں مزید معلومات اکٹھا کریں۔

...

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

R7E8X1

سبق:22

ہماری عدلیہ

JUDICIARY

سبق کا تعارف:

یہ سبق قانون اور عدالتی نظام کے بارے میں ہے۔اس سبق میں سپریم کورٹ کے چیف جج اور عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) کے ججوں کی اہلیت اور کارکردگی اور ذیلی عدالتوں کے علاوہ لوگ عدالتوں کے افعال کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔

صلاحیتیں:۔

1۔ ملکی انتظامیہ میں قانون اور عدلیہ کے کردار کو جاننا۔

2۔ عدلیہ کی غیر جانبداری کے افعال اور انتظامیہ کے امور کو جانیں گے۔

3۔ ہندوستان کی عدالتی نظام کی تعریف کرنا۔

4۔ لوک عدالتوں کے بارے میں جاننا۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

قانون کے مطابق انصاف دلانے والا انظام ہی عدلیہ کہلاتا ہے۔قانون اور عدلیہ ملک کے انتظامیہ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

- کسی جگہ پر لوگ اکٹھے رہتے ہیں تو کسی نہ کسی بات پر ان کے درمیان جھگڑے ہونا فطری بات ہے۔دونوں اس تنازعہ کا کوئی حل تلاش کرنے کے قابل نہیں ہوں تو کوئی تیسرا شخص ان کی بات سن کر فیصلہ دے سکتا ہے۔
- تنازعات کو حل کرنے کے لئے قوانین بنائے گئے ہیں۔قوانین فرد کے بیرونی رویے کو منظم کرتے ہیں۔قوانین جرائم اور مجرموں کو کنٹرول کرتے ہیں۔وہ معاشرے میں امن، نظم وضبط برقرار رکھنے کے علاوہ شہریوں کے خوف کا تحفظ بھی کرتے ہیں۔

عدالتوں کے کام:

عدلیہ مجلس قانون ساز کے ذریعے نافذ کردہ قانون کی تشریح کرتا ہے۔ وہ فرد کے آپسی اور فرد و حکومت کے درمیانی اختلافات کو سنتے ہوئے فیصلہ کرتے ہیں۔ عوام کی جان و مال، جائیداد، عزت و آبرو اور حقوق کی حفاظت کرنا عدلیہ کا اہم کام ہے۔ عدلیہ انتظامیہ کے زیر اختیار میں نہیں ہیں۔ وہ آزادانہ اور غیر جانبداری سے کام کرتے ہیں۔

عدالت عُظمیٰ (سپریم کورٹ):

ہمارے دستور میں قومی یکجہتی کو قائم رکھنے کی غرض سے پورے ملک میں عمل ہونے والا قانونی طریقہ کار کو اپنایا گیا ہے۔ عدالت عُظمیٰ (سپریم کورٹ) ملک کی اعلیٰ ترین عدالت ہے۔ اس میں چیف جسٹس سمیت 34 جج ہوتے ہیں۔ ان کو صدر ہند نامزد کرتے ہیں۔ سپریم کورٹ نئی دہلی میں واقع ہے۔



سپریم کورٹ (عدالتِ عُظمیٰ) ، نئی دہلی

سپریم کورٹ کے ججوں کی اہلیتیں۔

- کم از کم پانچ سال تک کسی بھی ہائی کورٹ کے جج کی حیثیت سے کام کر چکا ہو۔ یا

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

- کم از کم 10 سال سے ہائی کورٹ میں وکیل کی حیثیت سے کام کر چکا ہو یا صدر ہند کی رائے میں ماہر قانون ہو۔
- ججوں کی ریٹائرمنٹ (سبکدوشی) کی عمر 65 سال ہے۔

سپریم کورٹ کے کام:

- مرکز اور ریاست کے درمیان تنازعات کو حل کرنا۔
- شہریوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لئے رِٹ (writs) جاری کرنا۔
- آئین کی دفعات کی تشریح کرنا۔
- صدرِ ہند کو رائے اور مشورہ دینا۔
- ضروری ضابطے بنانا۔

ریاستی عدالت عالیہ (ہائی کورٹ):

ہائی کورٹ ریاستی سطح پر اعلیٰ ترین عدالت ہے ریاستی کرناٹک کی عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) بنگلور شہر میں واقع ہے۔ ہائی کورٹ میں چیف جج اور دیگر جج صاحبان ہوتے ہیں۔ ملک میں 25 ہائی کورٹ ہیں۔



کرناٹک ہائی کورٹ، بنگلور

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) کے جج کی اہلیتیں:

1۔ ہندوستان کا شہری ہو۔

2۔ کم از کم 10 سال کی مدت تک ہندوستان کی عدلیہ میں جج کی حیثیت سے فرائض انجام دے چکا ہو یا کم از کم 10 سال کی مدت تک اعلیٰ عدلیہ میں وکیل کی حیثیت سے کام کر چکا ہو۔

صدر ہند سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور گورنر کے مشورہ سے ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کا تقرر کرتے ہیں۔

ہائی کورٹ کے ججوں کی ریٹائرمنٹ (سبکدوشی) کی عمر 62 سال ہے۔ عدالت عالیہ میں انگریزی یا مقامی زبانیں استعمال کی جاسکتی ہیں۔

عدالت عالیہ کے کام:

* شہریوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لئے مختلف (رِٹ) حکم جاری کرنا۔
* ماتحت عدالتوں کے کام کاج کی نگرانی کرنا اور ان کو وضع کرنا۔

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مختلف سطحوں پر عدالتیں۔

عدالت عُظمیٰ (سپریم کورٹ)---------ملکی سطح پر (نئی دہلی)

عدالت عالیہ (ہائی کورٹ)---------ریاستی سطح پر

ذیلی عدالتیں)---------ضلعی عدالت، مجسٹریٹ کی عدالت، سب مجسٹریٹ عدالت، لوک عدالت

ذیلی عدالتیں: سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے علاوہ کئی ذیلی عدالتیں بھی ہیں۔ ہائی کورٹ سپریم کورٹ کے ماتحت کام کرتی ہے۔ ذیلی عدالتیں ہائی کورٹ کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ ان میں ضلعی عدالتیں تعلقہ اور شہر (سٹی) عدالت شامل ہے۔

ذیلی عدالتیں دو قسم کی ہیں: دیوانی عدالت اور فوجداری عدالت۔

دیوانی عدالت (Civil Court): رقم کی لین دین، جائیداد اور معاہدوں جیسے معاملات سے متعلق تنازعات پر فیصلہ کرتی ہیں۔

فوجداری عدالت (Criminal Court): قتل، چوری اور ڈکیتی جیسے معاملات سے متعلق تنازعات پر فیصلہ کرتی ہیں۔

بعض حالات میں ذیلی عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کی جاسکتی ہے۔ اس طرح ہائی کورٹ کے فیصلوں کے خلاف سپریم کورٹ میں بھی اپیل کی جاسکتی ہے۔

لوک عدالت (عوامی عدالت): حکومت کی جانب سے کم خرچ یا قیمت پر تنازعات کو جلد اور خوش اسلوبی سے حل کرنے کے لئے بنایا گیا ایک ادارہ لوک عدالت ہے۔

لوک عدالتیں اکثر ریاستی یا ضلعی سطح کے افسران کے ذریعے آسان مقامات پر منعقد کی جاتی ہیں۔ اگر دونوں فریقین باہمی رضامندی سے سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار ہوں تو لوک عدالت میں مقدمہ لیں گے اور اس فیصلے کو عدالت کے فیصلے کے مساوی سمجھا جائے گا۔ لوک عدالت کا فیصلہ ہی آخری فیصلہ ہوگا اس فیصلے کو دونوں ماننا فریقین پر لازم ہوتا ہے۔ اس طرح مزید اخراجات، نقصانات اور تاخیر سے بچا جاتا ہے۔ ایسے فیصلے کے خلاف کسی بھی عدالت میں اپیل نہیں کی جاسکتی۔ اگر کسی کو سمجھوتے پر راضی ہونے کے لئے ڈرایا گیا ہے تو پولیس میں شکایت درج کروائی جاسکتی ہے اور مقدمہ درج کیا جاسکتا ہے۔

اب تک لوک عدالتوں نے بہت سے معاملات کا تصفیہ کیا ہے۔ اگر صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے تو لوک عدالتیں بہت کارآمد ثابت ہوتی ہیں۔

نئے الفاظ: مقدمہ بازی، جھگڑا درج کرنا، درج

یہ آپ کو معلوم رہے:

- صدر کے ملازمت کی مدت کے دوران انہیں گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔

NOT TO BE REPUBLISHED @KTBS

- ان کے خلاف کوئی فوجداری مقدمہ درج نہیں کیا جا سکتا۔
- ان کے فیصلوں پر کسی بھی عدالت میں سوال نہیں اٹھایا جا سکتا۔

مفاد عامہ کی عرضی (P.I.L): اگر کوئی حکومت یا عوامی ادارہ قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے یا شہریوں سے جبراً ناانصافی استحصال کرنے میں ملوث ہے تو ایسی خلاف ورزیوں سے متاثرہ افراد براہ راست عدالت سے شکایت کر سکتا ہے۔ شکایت کو ایک رٹ درخواست کے طور پر لیا جاتا ہے۔ اس کی جانچ (انکوائری) بغیر کسی فیس کے ہوتی ہے۔

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مشقیں

I. خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کیجئے۔

1۔ ملک کی اعلیٰ ترین عدالت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

2۔ سپریم کورٹ کے ججوں کی سبکدوشی عمر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

3۔ ملک میں کُل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہائی کورٹ ہے۔

4۔ سپریم کورٹ کے ججوں کا تقرر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کرتے ہیں۔

II. گروہوں میں بحث کرتے ہوئے جواب دیجئے۔

5۔ عدلیہ کے اہم کام کیا ہیں؟

6۔ ہمارے ملک کی اعلیٰ ترین عدالت کون سی ہے؟

7۔ ہائی کورٹ کے جج ہونے کے لئے کیا اہلیتیں ہیں؟

8۔ سپریم کورٹ کے کیا کام ہیں؟

9۔ عدالتی انصاف میں تاخیر کو کیسے روکا جائے؟

10۔ کیا عدلیہ کو مزید اختیارات دئے جانے چاہیے یا نہیں؟

سرگرمیاں:



- اپنی اسکول میں قانونی آگاہی امداد کے پروگرام کا اہتمام کریں۔
- مقامی وکلاء کو اپنے اسکول بلائیں اور قوانین کی تفصیل جانیں۔
- اپنے اسکول میں ایک نمونتاً کورٹ کا اہتمام کریں۔
- قریبی عدالت کا دورہ کریں اور کاروائی کی بحث ومباحثہ سنیں۔
- ''اگر میں سپریم کورٹ کا چیف جسٹس بن جاؤں تو'' اس عنوان پر طلبہ ایک یا دو منٹ اپنا اظہار پیش کریں۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

...

U4Z5T4

سبق:23

دفاعی افواج
DEFENCE FORCES

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ آزادی سے قبل ہندوستان پر کئی حملے ہوئے تھے۔لیکن آزادی کے بعد حالات بدل گئے کیا آپ اس کی وجوہات جانتے ہیں۔

سبق کا تعارف

اس سبق میں ہماری دفاعی افواج کے کام، شعبے، تربیتی مراکز، جدید اسلحہ، مرکزی دفتر وغیرہ کے بارے میں تعارف کرایا گیا ہے۔ساتھ ہی معاون دفاعی فوج، حفاظتی فوج اور شہری حفاظتی فوج کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

صلاحیتیں:

1۔ ہماری دفاعی افواج کے بارے میں جاننا۔

2۔ بری فوج، بحری فوج اور ہوائی فوج کے بارے میں سمجھنا۔

3۔ دفاعی افواج کی صلاحیتوں کو جاننا۔

4۔ معاون دفاعی فوج کی خدمات پر فخر محسوس کرنا۔

5۔ مددگار فوجی دستوں کی رضا کارانہ خدمت پر فخر محسوس کرنا۔

@KTSTOBEPUBLISHED



آپ اس تصویر میں کیا دیکھ رہے ہیں؟

دفاعی افواج: بیرونی حملوں سے ملک کا تحفظ کرنا قوم کا اولین فرض ہے۔ یہ کام دفاعی افواج کو دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے دفاعی افواج کا کردار نہایت ہی اہم ہے۔

ہندوستان کو بہادر، تربیت یافتہ اور با صلاحیت مسلح افواج پر ناز ہے۔ آزادی کے بعد جب بھی ملکی سالمیت کو خطرہ لاحق ہوا ہے تو ہم نے ڈٹ کر اس کا مقابلہ کیا ہے۔ (مثلاً چین اور پاکستان کے حملے) کارگل جنگ کے وقت ہمارے مسلح افواج نے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ مادر وطن کی حفاظت کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔

- ہندوستان کی زمینی سرحد 15200 کلومیٹر اور سمندری ساحلی علاقہ 7,516.60 کلومیٹر ہے۔
- ملکی حفاظت کے لئے آمدنی کا 25 سے 30 فیصد حصہ محفوظ رکھا جاتا ہے۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

دفاعی افواج کی ذمہ داریاں:

- ملک کے سرحدی علاقوں کی حفاظت
- ملک کی سالمیت کی حفاظت کرنا
- غیر قانونی تجارت اور غیر قانونی سرگرمیاں کو روکنا۔

صدر ہند کو ہماری افواج کا اعلی اقتدار دیا گیا ہے۔ ہندوستان کی دفاعی تنظیم تین شعبوں پر مشتمل ہے۔ بری فوج، بحری فوج اور ہوائی فوج۔ دفاعی افواج یوم آزادی اور یوم جمہوریہ پریڈ میں حصہ لے کر اپنے فوجی صلاحیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

دفاعی افواج کی تربیت گاہیں:

- قومی حفاظتی کالج، نئی دہلی
- قومی دفاع تربیت گاہ، اُدا کا منڈل
- ہندوستانی ملٹری اکیڈمی، دہرادون اور
- ہندوستان کی فوجی حفاظتی اکیڈمی کھڑک واسلہ پونے۔

ہندوستانی برّی فوج:



برّی فوج کا نشان

ہندوستان کی برّی فوج دنیا کی دوسری بڑی برّی فوج کہلاتی ہے۔ برّی فوج پیدل دستہ، سپاہی، گھڑسوار دستہ، فرنگی دستہ، اونٹوں کا دستہ اور جنگی ٹینک پر مشتمل ہے۔

بری فوج میں کل 12,37,117 فوجی ہیں۔ اور 9, 60, 000 تک ریزرو فوجی ہیں۔

برّی فوج کے سربراہ کو ''جنرل'' کہا جاتا ہے۔ یہ فوج کے اختیارات، تربیت، کاروائی اور انتظامیہ کاروائیوں کو نئی دہلی میں قائم کردہ برّی فوج کے صدر دفتر سے انجام دیتے ہیں۔

ملک کی سرحدی حفاظت کے ساتھ قدرتی آفات جیسے سیلاب، خشک سالی، زلزلہ زمین کا دھنسنا، طوفان وغیرہ مواقعوں میں فوجی جوان لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ برّی دستہ ٹیکنیکل طور پر بہت آگے ہے۔ اس کے علاوہ جاسوسی کا نظام بھی رکھتا ہے۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

ہندوستانی بحری فوج:

ساحلی علاقوں اور جزائر کی حفاظت کے لئے بحری فوج کی ضرورت ہے۔ ہندوستانی بحری فوج کا دنیا کی 6ویں طاقتور بحری فوج میں شمار ہوتا ہے۔ بحری فوج کے اعلی افسر کو ایڈمیرل کہتے ہیں۔ بحری فوج کا صدر دفتر نئی دہلی میں ہے۔



بحری فوج کا نشان

بحری فوج میں جدید طرز کے میزائل بردار جہاز اور آبدوز موجود ہیں۔ ان میں آئی۔این۔بیس وبھوتی اور آئی۔این۔ایس گوداوری دو اہم ہیں۔ اس کے علاوہ آئی۔این۔ایس وراٹ اور آئی۔این۔ایس شیوالک جنگی ہوائی جہاز سے بحری فوج مسلح

ہے۔کرناٹک کے کاروار میں ''سی برڈ'' نامی بحری بیڑہ قائم کیا گیا ہے۔



آئی۔ین۔یس۔وراٹ

ہندوستانی ہوائی فوج:



جنگی جہاز



ہوائی فوج کا نشان

ہندوستان کی ہوائی فوج کا شمار دنیا کی چوتھی بڑی ہوائی فوج میں ہوتا ہے۔ان کے اعلیٰ افسر کو 'ایئر چیف مارشل' کہتے ہیں۔اس کا صدر دفتر دہلی میں واقع ہے۔انتظامی سہولیات کے لئے ہوائی فوج کو سات کمانڈروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

بنگلور، حیدرآباد اور تمل ناڈو کے ڈنڈیگل میں ہوائی فوج کے تربیت دینے والے اہم مراکز ہیں۔ فوج جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کے علاوہ کئی مسلح جدید جنگی ہوائی جہاز پر مشتمل ہے۔



جنگی ہوائی جہاز

ہماری ہوائی فوج جاگوار، رافیل جیسے جدید جنگی ہوائی جہاز پر مشتمل ہے۔ وہ ایک لاکھ کے قریب سپاہی اور تقریباً 1330 کی قریب جنگی ہوائی جہاز پر مشتمل ہے۔ ہوائی فوج ہمارے ہندوستان کی مضبوط فوج ہے۔ اس پر ہمیں ناز ہے۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

ہندوستانی ہوائی فوج:

معاون دفاعی افواج ناموافق مواقعوں اور نازک حالات میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔



سرحدی حفاظتی فوجی دستہ

سرحدی حفاظتی فوج (Border Security Force): ہندوستان کے سرحدی علاقوں کی حفاظت کرنا اس کا اہم کام ہے۔ کارگل جنگ کے دوران سرحدی حفاظتی فوج نے اونچے پہاڑوں پر چڑھ کر فوجیوں کے ساتھ مل کر راست جنگ میں شامل ہوتے ہوئے اپنا حصہ ادا کیا۔ مرنے تک فرض (duty until death) یہ ان کے قابل توجہ کلمات میں سے ہیں۔

سرحدی راستوں کی تنظیم (Border Roads Organization): سرحدی راستوں کی تنظیم بند راستوں کو کشادہ کر کے فوجی کاروائی کے لئے فوراً مدد کرتی ہے۔ راستوں کی تعمیر، پل کی تعمیر اور نالیوں کی تعمیر جیسے کاروائیوں میں یہ تنظیم اپنی خدمات انجام دیتی ہے۔

ساحلی پہریدار (Coast Guards): یہ ایک نیم فوجی دستہ ہے۔ اس کا صدر دفتر نئے دہلی میں ہے۔ ساحلی علاقوں کی حفاظت کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔ طوفانی ہوائیں، زلزلے، سونامی جیسے قدرتی آفات کے مواقعوں پر حفاظتی کاموں کو انجام دیتی ہے۔ اس کے علاوہ اسمگلنگ اور غیر قانونی آمد وغیرہ کی روک تھام کرنا ان کا اہم کام ہے۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED



ساحلی پہرے دار

ساحلی پہرے دار بیڑے میں تقریبا 1402 جدید ترین جہاز اور تقریباً 60 ہیلی کاپٹر ہیں۔ تقریباً 12585 ساحلی پہرہ دار سپاہی ہیں۔

مرکزی صنعتی حفاظتی فوجی دستہ (Central Industrial Security Force): یہ دنیا کی سب سے بڑی صنعتی محافظ فوج کا کہلاتی ہے۔اس میں تقریباً 1,45,000 فوجی شامل ہیں یہ ملک کے تقریباً 300 سے زیادہ سرکاری اور غیر سرکاری صنعتی اکائیاں اور تجربہ گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔اس کے علاوہ ہوائی اڈوں، بندرگاہوں، ریلوے اسٹیشن، تاریخی آثار قدیمہ اور ایٹمی اداروں کی حفاظت کرتی ہے۔

معاون دفاعی خدمات:

ملک بھر میں نوجوانوں میں خدمت اور حب الوطنی کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے اسکولوں اور کالجوں میں کئی سرگرمیوں کا انعقاد کیا جارہا ہے۔اس میں این۔سی۔سی ایک اہم سرگرمی ہے۔

- **این۔سی۔سی (نیشنل کیڈٹ کارپس) NATIONAL CADET CORPS:**

اجتماعی زندگی کی اہمیت قائدانہ صلاحیتوں کو این۔سی۔سی سکھاتی ہے۔اس میں تربیت حاصل کرنے والوں کو فوج میں داخلہ لینے کے لئے خصوصی مواقع فراہم کئے جاتے ہیں۔اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں طلباء کو ریزرویشن حاصل ہوتا ہے۔اسکول اور کالجوں میں لڑکے اور لڑکیاں بھی این۔سی۔سی میں شامل ہو سکتے ہیں۔ ملک کے تحفظ کی ذمہ داری کا احساس دلانا اس کا اہم مقصد ہے۔نظم وضبط اور اتحاد اس کا نعرہ ہے۔



این۔سی۔سی۔کیاڈیٹ

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED



ریڈ کراس کی علامت

- **ہندوستانی ریڈ کراس سوسائٹی (Indian Red Cross Society):**

ریڈ کراس تنظیم پورے ہندوستان میں 1100 اضلاع میں اپنی شاخوں کے ساتھ کام انجام دے رہی ہے۔ صدر جمہوریہ اس تنظیم کے صدر ہیں۔ ریڈ کراس تنظیم کا اہم مقصد انسانیت اور رضا کارانہ خدمات ہیں۔

- **شہری پولیس دستہ (Civil Defence):**

پولیس دستہ ریاستی اور مرکزی سطح پر ہیں۔ ریاستی سطحی پولیس دستے صرف ریاست تک ہی محدود ہیں۔ مرکزی حکومت نے اپنا الگ پولیس دستہ قائم کیا ہے۔

قومی حفاظتی دستہ: قومی حفاظتی دستہ معتبر لوگوں کی حفاظت کرتی ہے۔ یہ ملک کے اندرونی حفاظت اور دہشت گردی روکنے کے لئے زیادہ زور دیتی ہے۔ ایسے دستے بم ضائع کرنے میں تعاون دیتے ہیں۔

- **ہوم گارڈ (Home Guards):**

یہ پولیس کے دستے سے منسلک ہو کر کام کرتی ہے۔ اس کے اہم کام اندرونی حفاظت میں مدد کرنا اور اچانک حادثات، قدرتی آفات وغیرہ کے اوقات میں مدد کرنا۔

یہ آپ کو معلوم رہے:

- بری فوج کے اعلیٰ افسران: جنرل، لفٹیننٹ جنرل، میجر جنرل، بریگیڈیئر، کرنل، لفٹیننٹ کرنل، میجر، کیپٹن اور لفٹیننٹ۔ بحری فوج اور ہوائی فوج میں بھی اسی طرح افسران کے رینک ہوتے ہیں تینوں افواج کے اعلیٰ افسر کو چیف آف ڈیفنس اسٹاف کہا جاتا ہے۔

©KSEEB NOT TO BE REPUBLISHED

مشقیں

I. مناسب الفاظ سے خالی جگہ پُر کیجئے۔

1۔ دفاعی افواج کا اعلیٰ اقتدار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کو دیا گیا۔

2۔ برّی فوج کے سربراہ کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہا جاتا ہے۔

3۔ برّی فوج کا صدر دفتر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں واقع ہے۔

4۔ این۔سی۔سی۔ کا نعرہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

II. دیئے گئے سوالات کے جوابات لکھئے۔

5۔ دفاعی افواج کے شعبے کون سے ہیں؟

6۔ برّی فوج کے اہم کام کیا ہیں؟

7۔ سرحدی راستوں کی تنظیم کا کیا کام ہے؟

8۔ ریڈ کراس تنظیم کا مقصد کیا ہے؟

9۔ کیا تم دفاعی فوج میں کام کرنا پسند کروگے؟ وجہ بتلاؤ؟

III. بحث کیجئے۔

10۔ کوئی چھ دفاعی افواج کے کام بتاؤ؟

11۔ ہمیں دفاعی فوجوں میں کیوں خدمت انجام دینا چاہیے؟

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سرگرمیاں:



- اپنے گاؤں کے کسی فوجی کو اپنے اسکول میں مدعو کریں۔
- دفاعی افواج کے مختلف اکائیوں کے نشانات کو اکٹھا کریں۔
- قریبی اسکولوں اور کالجوں میں این۔سی۔سی یونٹوں کا دورہ کریں۔

☆☆☆

X2K2P7

سبق:24

ہندوستان اور پڑوسی ممالک

Indian and Neighbouring Countries

سبق کا تعارف:

کسی بھی ملکی خارجہ پالیسی قوم کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس پس منظر میں پڑوسیوں کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات کو اس سبق میں سمجھا جا سکتا ہے۔۔

صلاحیتیں:

1۔ ہندوستان کے اپنے پڑوسی ممالک کے ساتھ سفارتی تعلقات کو جاننا۔

2۔ پڑوسی ممالک کے ساتھ ہندوستان کے پرامن تعلقات کی تعریف کرنا۔

3۔ پڑوسی ممالک کے ساتھ ہندوستان کے اقتصادی، تعلیمی اور ثقافتی تعاون کے بارے میں جاننا۔

4۔ پڑوسی ممالک کے ساتھ سرحدی مسائل، جنگ، دہشت گردانہ سرگرمیاں جیسے مسائل کو سمجھنا۔

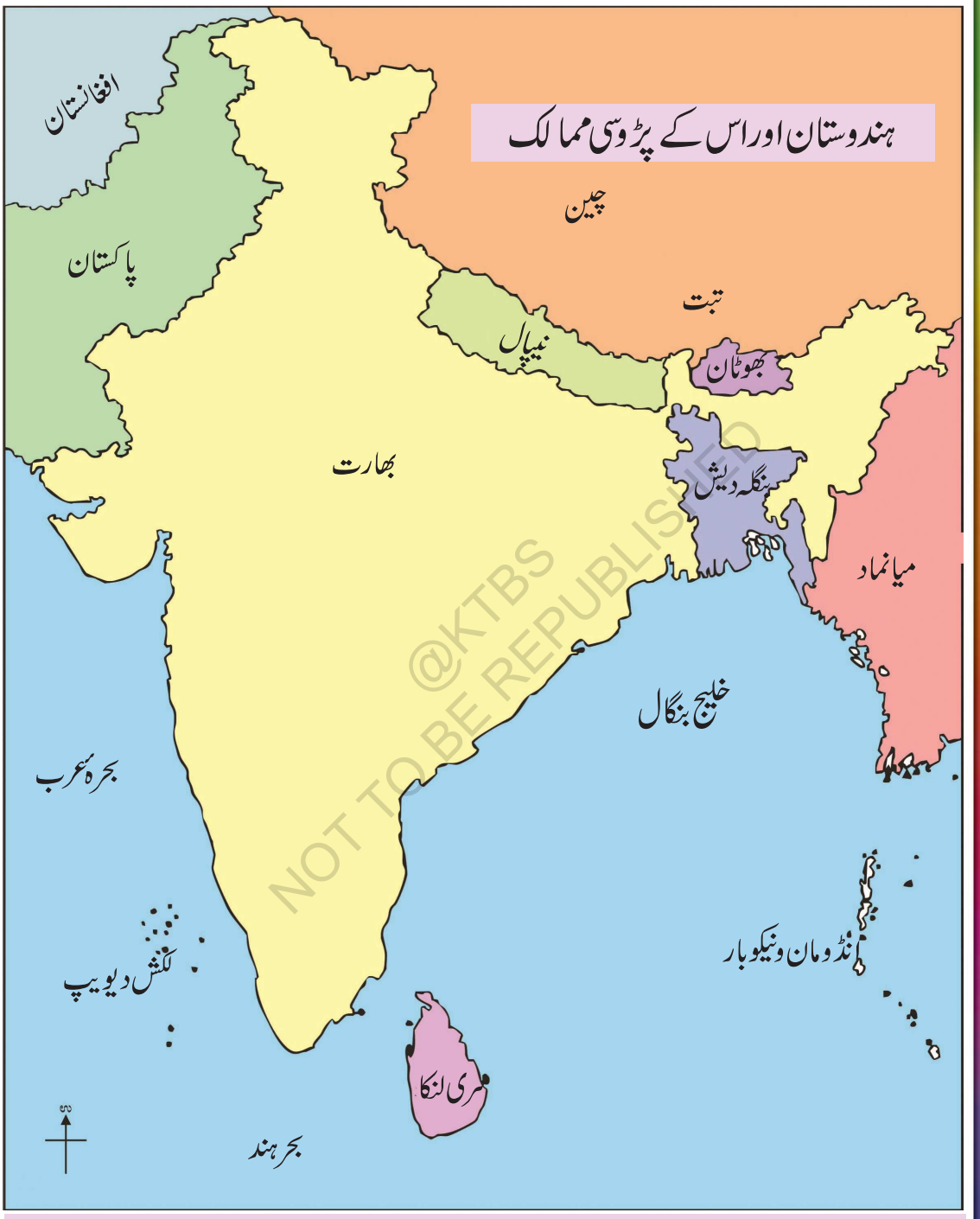
5۔ پڑوسی ممالک کے ساتھ محبت کا رویہ پیدا کرنا۔

© TBS NOT TO BE REPUBLISHED

جنوبی ایشیا کے معاشی معاملات بھارت پر مرکوز ہیں۔ ہندوستان اپنے بڑے حجم، جغرافیائی صورتحال، اقتصادی اور فوجی طاقت کی وجہ سے ان جنوبی ایشیائی امور میں اہم کردار ادا کر رہا ہے

نقشے سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہندوستان کے شمال میں چین، نیپال، بھوٹان ممالک ہیں۔ مشرق میں بنگلہ دیش اور میانمار۔ شمال مغرب میں پاکستان اور جنوب میں سری لنکا ہیں۔ یہ ہمارے ملک کے سات پڑوسی ممالک ہیں۔

ہندوستان کا اپنے پڑوسی ممالک کے ساتھ امن، دوستانہ تعلقات اور تعاون کا شاندار اندراج ظاہر ہوتا



ہندوستان اور اس کے پڑوسی ممالک

ہے۔ اگرچہ ہندوستان کے بعض پڑوسی ممالک کے ساتھ اختلافات اور تنازعات ہیں لیکن ہمارا ملک بات چیت کے ذریعہ پرامن حل تلاش کرنا چاہتا ہے۔ آیئے اب ہم ہندوستان کے اپنے پڑوسی ممالک کے ساتھ تعلقات کو جانتے ہیں۔

ہندوستان اور پاکستان:

پاکستان جو کبھی ہندوستان کا حصہ تھا۔ 1947ع.ع. میں ہندوستان کی آزادی کے دوران ایک الگ ملک کے طور پر اُبھرا۔ یہ دونوں ممالک مناسب رابطے میں آنے سے پہلے ہی تنازعات میں تھے۔ جس کے نتیجے میں ایک دوسرے کے ساتھ مطابقت کی کمی ہونے کی وجہ سے ابھی تک ان دو ممالک کے درمیان کئی مسائل حل طلب ہیں۔ چند اہم مسائل یہ ہیں۔

- مسئلہ کشمیر
- فوجی قبضہ
- دہشت گردی
- پانی کا تنازعہ
- اقلیتوں کا تحفظ
- تجارتی تحفظ کی ترقی

مسئلہ کشمیر اب بھی پاک-ہندوستان تعلقات کی بہتری میں بڑی رکاوٹ ہے۔ اب تک بھارت اور پاکستان چار جنگیں لڑ چکے ہیں۔ (1947، 1965، 1971 اور 1999) 1948ع.ع. میں پاکستانی افواج نے کشمیر پر قبضہ کرنے کی کوشش کی لیکن چند علاقوں پر ہی اختیار حاصل کر سکا۔ اسے پاک مقبوضہ کشمیر (POK Pak occupied Kashmir کے نام سے جانا جاتا ہے شروع ہی سے ہندوستان نے کشمیر کو اپنا اٹوٹ حصہ قرار دیا ہے۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

1962ع.ع. میں بھارت-چین جنگ کے بعد پاکستان نے چین کے ساتھ قریبی فوجی تعلقات برقرار رکھے ہیں۔ پاکستان نے چین کو تقریباً 2700 مربع کلومیٹر رقبہ جموں کشمیر کی زمین دے دی۔

1965ع.ع. کی جنگ میں ہندوستانی افواج نے پاکستان کے تقریبا 80,000 سے زائد فوجیوں کو قید کیا لیکن اس نے انہیں رہا کر کے پاکستان کے حوالے کر دیا۔ کشمیر کا مسئلہ ان کے درمیان پرامن بات چیت سے ہی حل ہوسکتا ہے۔

پاکستانی افواج اور ہندوستان کی حمایت یافتہ مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) کی افواج کے درمیان شدید مسلح تصادم ہوا۔ اس جنگ کو بھارت پاکستان کے درمیان تیسری جنگ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

- 1971ع.ع. میں پاک- بھارت کی جنگ ہوئی۔ 1972ع.ع. میں شملہ میں ایک سربراہی اجلاس منعقد ہوا۔ اس دوران اندرا گاندھی ہندوستان کی وزیراعظم تھیں۔ اجلاس میں مسئلہ کشمیر سمیت تمام باہمی مسائل پرامن مذاکرات کے ذریعے حل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اسے شملہ معاہدہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔



کارگل جنگ میں ہمارے فوجیوں کی فتح کا جشن

NOT TO BE REPUBLISHED @KPBS

- 1999ع.ع. میں ہوئی کارگل جنگ کے بعد وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی نے باہمی تعلقات بہتر بنانے کے لئے امرتسر سے پاکستان کے لاہور کے لئے بس خدمات شروع کیں۔ اس کے بعد ہوئے آگرہ سربراہی اجلاس سے دونوں ممالک کے درمیان امن کو برقرار رکھنے کی کوشش ہوئی۔ لیکن سربراہی اجلاس ناکام ہوگئی۔ نتیجتاً 13 دسمبر 2001ع.ع. کو دہشت گردوں نے ہندوستان کی پارلیمنٹ کی عمارت پر حملہ کیا۔ اس واقعہ نے باہمی تعلقات کو مزید خراب کردیا۔

دونوں ممالک اپنی فوجی صلاحیتوں کو مضبوط کرنے کے لئے مصروف ہیں۔ اپنے تلخ واقعات کے باوجود بھی ہندوستان پاکستان کے ساتھ امن مذاکرات میں آگے ہے۔

سرگرمی: ہتھیاروں کی دوڑ میں بھارت-پاک کی مشغولیت پر تبادلہ خیال کریں۔

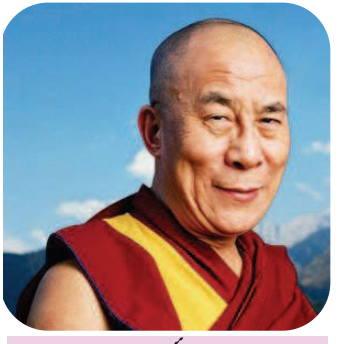
ہندوستان اور چین:

ہندوستان کا ایک اور اہم پڑوسی ملک چین ہے۔ کیونکہ بھارت کے ساتھ سرحدی تعلقات کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ ہندوستان نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں چین کے لئے مستقل نشست حاصل کرنے کے لئے کوشش کی۔ ہندوستان شروع ہی سے چین کے ساتھ پرامن تعلقات کی توقع رکھتا ہے۔

چین اور ہندوستان تنازعات میں تبت اروناچل پردیش سے متعلق معاملات اس کی اہم وجہ ہیں۔ 1950ع.ع. میں جب چینی افواج نے تبت پر قبضہ کیا تو بھارت کو مایوسی ہوئی۔ جب چین نے تبت کی خود



بدھ عبادت گاہ، بیلکوپے



دلائی لامہ

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مختاری کو دبانے کی کوشش کی تو بھارت نے تبتیوں کا ساتھ دیتے ہوئے انسانی کا احترام کرتے ہوئے اپنے عزم کا ارادہ کیا۔ چین نے بھارت کی پالیسی کی مذمت کی اور بھارت پر اس کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا سخت الزام لگایا۔

1950ع.ع. میں چینی افواج تبت پر اختیار حاصل کر لیا اس وقت ہندوستان میں تبت کے روحانی پیشوا دلائی لامہ کے ساتھ تقریباً 80000 تبتی مہاجرین کو پناہ دی۔ ہندوستان کی 10 ریاستوں میں ان کی باز آبادکاری کی گئی تھی۔ تبتی آبادکاری کے مراکز منڈا گوڈ (شمالی کینرا) اور بلکوپے (میسور) میں ہیں۔ اس سے غیر مطمئن چینی افواج نے بھارت کے مشرق میں کئی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ ہندوستان نے اس پر احتجاج بھی کیا۔

سرگرمی: اپنے استاد کے ساتھ بیلکوپے اور منڈا گوڈ کا دورہ کریں اور وہاں پر آبادکار تبتیوں کے طرز زندگی کے بارے میں ایک رپورٹ تیار کریں۔ یا ان کے طرز زندگی، مذہب وغیرہ کے بارے میں معلومات اکٹھا کریں۔

چین کے وزیر اعظم چو۔این۔لائی نے ہندوستان کا دورہ کیا تھا۔ انھوں نے 1954ء میں ہند کے وزیر اعظم نہرو کے ساتھ پنچ شیل معاہدے پر دستخط کئے۔

ہندوستان نے چین سے درخواست کی کہ وہ اپنی نصابی کتابوں میں تصحیح کرے جن میں ہندوستان کے علاقے چین کے اندر دکھائی گئے ہیں۔ چینی وزیر اعظم نے ایسا کرنے میں رضامندی تو ظاہر کی پر کچھ کیا نہیں۔

1962ع.ع. میں چین نے تبت کے مسئلے کے پس منظر میں مشرق سے لے کر لداخ کے علاقے جموں وکشمیر کے قریب تک کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ چین نے ہندوستان کے ساتھ ایک طرفہ طور پر جنگ بندی کی خلاف ورزی کا اعلان کر دیا۔ اس سے پہلے اس نے بھارت کے تقریباً 14671 مربع میل علاقہ پر قبضہ کر رکھا تھا۔ چین کے اِن پیشرفت معاملوں سے پنچ شیل معاہدہ کے دستخط کنندہ نہرو بہت ہی ناراض تھے۔ آج بھی (line of actual control - LAC) پر جمود برقرار ہے۔

چین اور پاکستان کے درمیان شاہراہوں اور چین کی پاکستان نواز پالیسی نے ہندوستان میں خدشات پیدا کر دیئے ہیں۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

چین کا ہندوستان پر حملہ

- ہندوستان اور چین کے درمیان 3,440 کلومیٹر طویل بین الاقوامی سرحدی لائن کو اس وقت کے خارجہ سیکرٹری سر میک موہن نے تسلیم کیا تھا۔ اس لئے اسے میک موہن لائن کہا جاتا ہے۔
- چین نے 14،671 مربع کلومیٹر کے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ ہندوستان نے 1962ع.ع. میں آسکیچن کے قریب فوجی حملہ کیا اور اب بھی ان علاقوں پر اس کا اختیار برقرار ہے۔
- مزید یہ کہ چین ارونا چل پردیش کے قریب ہندوستان کی سرحدوں میں 90،000 مربع کلومیٹر کے رقبے پر اپنے حق کا دعویٰ کرتا ہے۔

ہندوستان اور نیپال:

نیپال ہندوستان کے شمال میں ہمالیہ کے سرحدی سلسلے میں واقع ہے۔ ہندوستان اور نیپال کے قریبی تعلقات ہیں۔ ان دونوں ممالک کے سرحدی علاقے تنازعات سے پاک ہیں تجارت اور عوامی آمدورفت کے لئے بغیر کسی رکاوٹ کے کارآمد اور مفید ثابت ہوتے ہیں۔

نیپال ایک خشکی سے گھرا ہوا ملک ہے۔ اور اسے ہندوستان کے ذریعے ہی دوسرے ممالک سے رابطے قائم کرنے پڑتے ہیں۔ چین ایک اور ملک ہے جس کی سرحد نیپال کے ساتھ قریب ہے۔ چونکہ نیپال ایک بیرونی ملک ہے، ہندوستان کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنا پسند کرتا ہے۔ ہندوستان اور نیپال کے تعلقات 1950ء کے دوستی اور امن معاہدے پر مبنی ہیں۔ ہندوستان مختلف شعبوں جیسے نقل وحمل، مواصلات آبپاشی، بجلی، جنگلات اور تعلیم وغیرہ میں نیپال کی خصوصی مدد کرتا رہا ہے۔ ہندوستان نے 1971ع.ع. میں ہند-نیپال معاہدے پر دستخط کئے تھے۔ جس کے مطابق بغیر کسی لگان کے نیپال کے راستے ہندوستان میں آزادانہ طور پر درآمد کیا جاسکتا ہے۔

ہندوستان اور بھوٹان:

1949ع.ع. میں ہندوستان اور بھوٹان کے درمیان ہونے والے معاہدے کے مطابق ہندوستان

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

نے بھوٹان کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ بھوٹان نے اپنے بیرونی معاملات میں ہندوستان کی رہنمائی حاصل کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔

ہندوستان کی کوششوں سے بھوٹان اقوام متحدہ کا رکن بن گیا 1961 سے 1981ع.ع. تک ہندوستان نے نہ صرف بھوٹان کی اقتصادی ترقی میں مدد کی بلکہ بہت سے منصوبوں کو مکمل طور پر مالی امداد فراہم کی بھوٹان سارک کا رکن ہے۔

ہندوستان اور سری لنکا:

ملک سری لنکا جنوبی ہندوستان میں واقع ایک جزیرہ ہے۔ شہنشاہ اشوک نے بدھ مت کی تبلیغ کے لئے اپنے نمائندوں کو وہاں بھیجا۔ اس طرح ہندوستان اور سری لنکا کے درمیان ایک ثقافتی رشتہ مضبوط ہوا۔

سری لنکا میں دو بڑے نسلی گروہ ہیں ایک سمہالی اور تاملین۔ سمہالی سری لنکا کے اصل باشندے ہیں، تاملین تمل ناڈو سے آنے والے مہاجرین ہیں۔ ان کے درمیان مسلسل تنازعات ہیں۔ تمل باشندے گزشتہ دو دہائیوں سے سری لنکا کے اندر اپنے حقوق اور ایک نئی ریاست کے قیام کے لئے احتجاج کر رہے ہیں۔ تاہم ہندوستان سری لنکا کے ساتھ اچھے تعلقات کا خواہاں ہے۔ ہندوستان کی جانب سے اختلافات کے حل کے لئے پرامن حل تلاش کیا جا رہا ہے۔

ہندوستان نے 1974 تا 1976ع.ع. میں سری لنکا کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کئے تھے۔ تاکہ آبنائے پاک کے درمیان واقع ''کچاٹیو جزیرہ'' پر اپنا حق قائم کر سکے۔ سمندری تجارت پر بھی معاہدے طئے پائے۔ 1987ع.ع. میں سری لنکا کی حکومت نے ملک کے اندر تملوں کی سیاسی علیحدگی کی جدوجہد کو روکنے کے لئے ہندوستان سے مدد طلب کی۔ اس کے سلسلے میں 1988ع.ع. کی (I.P.K.F) انڈین پیس کیپنگ فورس وزیراعظم راجیو گاندھی اور سری لنکا کے صدر جئے وردھنے کے درمیان ایک معاہدے پر دستخط ہوئے جس میں ہندوستانی امن فوج کو سری لنکا بھیجا گیا تھا۔

سری لنکا میں رہنے والے تمل گروہ نے ہندوستان کے اس فیصلے پر احتجاج کیا۔ وزیراعظم راجیو گاندھی

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

کے دورہ سری لنکا کے دوران قاتلانہ حملے کی ناکام کوشش ہوئی تھی۔ اس کے باوجود سری لنکا کی لبریشن آف تمل ٹائیگرز ائلم (LTTE) نامی عسکریت پسند تمل تنظیم نے 21 مئی 1991ع.ع. کو راجو گاندھی کو قتل کر دیا۔ ایسا ہونے کے باوجود ہندوستان نے سری لنکا کے ساتھ دوستی جاری رکھی۔ ایل۔ٹی۔ٹی۔ای کے سربراہ ویلو پلائی پربھاکرن کے قتل کے بعد اس کی عسکریت پسندانہ سرگرمیاں رک گئیں۔ سری لنکا کی حکومت اپنے آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے اس مسئلے کا حل تلاش کرنے پر لگی ہوئی ہے۔

ہندوستان اور بنگلہ دیش:

بنگلہ دیش جو پاکستان کا حصہ تھا مشرقی پاکستان کہلاتا تھا۔ 1960ع.ع. سے ہی مشرقی پاکستان نے آزادی کی جدوجہد شروع کی۔ شیخ مجیب الرحمن کی قیادت میں عوامی لیگ تحریک شروع کی۔ ہندوستان کی مسلح افواج مشرقی پاکستان میں اس وقت داخل ہوئی جب وہاں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی گئی۔ 1971ع.ع. میں ایک فیصلہ کن جنگ میں مغربی پاکستان کی شکست کے ساتھ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش کے نام سے ایک نئے آزاد ملک کے طور پر ابھرا۔ 1972ع.ع. میں ہندوستان اور بنگلہ دیش کے وزیر اعظم نے ڈھاکہ میں ملاقات کی اور 25 سال کے لئے دوستی، تعاون اور امن کے فروغ کے لئے ایک معاہدے پر دستخط کئے۔ اس کے بعد دونوں ممالک کے درمیان مسائل کا حل تلاش کیا گیا۔

بنگلہ دیش کے چکما پناہ گزین جو چٹاگانگ کے پہاڑی علاقوں سے بھارت کی طرف ہجرت کر رہے ہیں، منشیات کی اسمگلنگ اور دیگر مسائل ابھی تک حل نہیں ہو سکے ہیں۔ ہندوستانی علاقوں میں بنگلہ دیش پناہ گزینوں کی آمد اب بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ بنگلہ دیش کی حکومت جو مشرقی علاقے میں سرگرم نکسلی گروہوں کو پناہ دے رہی ہے، یہ ایک انتہائی تشویشناک بات ہے۔ بنگلہ دیش ہندوستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات جاری رکھے ہوئے ہے۔

سرگرمی: بنگلہ دیش کی تحریک آزادی میں ہندوستان کے کردار پر تبادلہ خیال کریں۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سارک (SAARC):

جنوبی ایشیائی ممالک نے تعاون کو فروغ دینے کے لئے علاقائی انجمن شروع کرنے کا فیصلہ کیا اس کے نتیجے میں 1985 میں سارک (SAARC) جنوبی ایشیائی تنظیم برائے علاقائی تعاون (South Asian Association for Regional Cooperation) کا قیام ہوا۔ اصل میں سارک سات ممالک پر مشتمل تھا۔ بعد میں افغانستان کو (2007 ع.ع. کے نئی دہلی میں منعقد چودھویں سربراہی کانفرنس میں) شمولیت دی گئی۔

ہندوستان، بنگلہ دیش، بھوٹان، مالدیپ، نیپال، پاکستان، سری لنکا اور افغانستان یہ سارک کے آٹھ رکن ممالک ہیں۔

ہندوستان نے تعلیمی معاملات سے متعلق معلومات کے تبادلہ کے لئے ایک علیحدہ سیٹلائٹ لانچ کیا ہے اور اس کا استعمال سارک کے تمام رکن ممالک کے لئے ایک تحفہ ہے۔

@KBSE NOT TO BE REPUBLISHED

سارک کے مقاصد:

1- جنوبی ایشیائی ممالک کے درمیان باہمی اعتماد اور بھروسے کو بڑھانا۔

2- جنوبی ایشیائی عوام کی فلاح و بہبودی کو فروغ دینا۔

3- اقتصادی، ثقافتی، تکنیکی اور سائنسی شعبوں میں آپسی تعاون کو بڑھانا۔

4- ترقی یافتہ ممالک کے ساتھ تعلقات کو مضبوط کرنا۔

سارک کے رکن ممالک کی بھارت سے ایک طرفہ توقعات، بھارت کو شک اور خوف کی نگاہ سے دیکھنا اس کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بن گیا ہے۔

مشقیں

I. خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کریں۔

1. کارگل جنگ ۔۔۔۔۔۔۔۔سال میں ہوئی۔
2. تبتی مذہبی پیشوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہیں۔
3. عوامی لیگ تحریک کی قیادت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نے کی۔
4. سارک تنظیم کا قیام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں ہوا۔
5. ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پناہ گزیں جو چٹا گانگ پہاڑی علاقوں سے ہندوستان کی طرف ہجرت کی۔

II. دو یا تین جملوں میں جواب دیجئے۔

6. ہندوستان کے پڑوسی ممالک کونسے ہیں؟
7. پاک-ہندوستان تعلقات کو بہتر بنانے میں حائل رکاوٹوں کی فہرست بنائیں۔
8. ہندوستان-چین تنازع کی وجوہات کیا ہیں؟
9. بنگلہ دیش کو آزادی دلانے میں ہندوستان کے کردار کی وضاحت کریں۔
10. 1962ء کے ہندوستان چین جنگ کے نتائج کیا ہیں؟
11. سارک کے مقاصد کیا ہیں؟

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سرگرمیاں:



- ہندوستان کے پڑوسی ممالک کے قومی جھنڈوں کی معلومات اکٹھا کریں۔
- دنیا کے نقشے میں ہندوستان کے پڑوسی ممالک کی شناخت کریں۔

☆☆☆

S4A5C7

سبق:25

تنظیم اقوام متحدہ - (U.N.O)

UNITED NATIONS ORGANISATION

سبق کا تعارف:

دوسری عالمی جنگ تاریخ کی بدترین جنگ تھی۔ یہ یورپی اقوام کے درمیان 6 سال 1949 تا 1945ع.ع.تک مسلسل لڑی گئی۔جس میں تقریباً چار کروڑ لوگ مارے گئے اور بہت ساری ملکیت کا نقصان ہوا۔ شدید تشدد کے بعد دنیا میں مستقل طور پر امن قائم کرنا تھا۔اس اہم مرحلے پر امریکہ کے شہر سان فرانسسکو میں 51 ملکوں کے نمائندوں نے ملاقات کی اور امن کی خاطر 24 اکتوبر 1945ع.ع.کو تنظیم اقوام متحدہ کا وجود عمل میں آیا۔اس سبق میں اقوام متحدہ کے قیام کا پس منظر، اس کے بنیادی مقاصد، ذیلی ادارے، خصوصی ادارے، ان کے کارنامے بیان کئے گئے ہیں۔اقوام متحدہ میں ہندوستان کے کردار کا بھی ذکر ہے۔

صلاحیتیں:۔

1. اقوام متحدہ کے مقصد اور نظریات کو سمجھنا۔
2. اقوام متحدہ کے ذیلی اداروں کے طریقے کار کو جاننا۔
3. دنیا کے ممالک میں امن کے قیام میں اقوام متحدہ کی کامیابوں کو سراہنا۔
4. عالمی امن کے قیام کے لئے اقوام متحدہ میں ہندوستان کے فعال کردار کی تعریف کرنا۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED



اقوام متحدہ کا نشان

یہاں پر دیئے گئے اقوام متحدہ کے نشان کو دیکھئے۔نشان کے مرکزی حصے میں براعظموں کو دکھایا گیا ہے۔نشان کے دونوں طرف زیتون کی شاخیں ہیں۔یہ کیا اشارہ کرتے ہیں؟ نشان میں دکھائے گئے براعظم دنیا کے تمام ممالک کی نمائندگی کرتے ہیں۔اور زیتون کی شاخیں دوستی اور امن کی نمائندگی کرتی ہیں۔یہ وہ نشان ہے جو اقوام متحدہ کے

بنیادی اصولوں کی نمائندگی کرتا ہے۔

اقوام متحدہ کا قیام:

اقوام متحدہ کیا ہے؟ کیا آپ جانتے ہیں؟ کہ یہ کیوں قائم کیا گیا تھا؟

تقریباً 70 سال پہلے یوروپی ممالک کے درمیان ایک خوفناک جنگ چھڑ گئی۔ کچھ ہی عرصے میں دوسرے براعظموں کے ممالک اس جنگ میں شامل ہو گئے۔ یہی دوسری جنگ عظیم ہے۔ جنگ کے نتیجے میں بڑی تعداد میں جانیں اور ملکیتیں تباہ ہوئیں۔ جنگ کے بعد دنیا میں ابدی امن کو قائم رکھنا تھا۔ اس کے لئے ایک تنظیم کی تشکیل کرنا تھا۔ ایسے میں امریکی صدر فرینکلن ڈی روز ویلٹ، برطانوی وزیر اعظم ونسٹین چرچل اور روسی آمر اسٹائلن کی قیادت میں 51 ممالک کے نمائندوں نے ملاقات کی اور دنیا میں مستقل امن کے قیام کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلے کو نافذ کرنے کے لئے 24/اکتوبر 1945ع.ع کو اقوام متحدہ (U.N.O) تنظیم کا وجود عمل میں آیا۔

چونکہ اقوام متحدہ ایک انجمن نہیں تھی۔ جیسا کہ پہلے سمجھا جا چکا ہے کہ اسے اقوام متحدہ تنظیم کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ یہ دنیا کے مختلف اقوام کی نمائندگی کرتی ہے۔ (U.N.O) کا مطلب اقوام متحدہ تنظیم ہے

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

اقوام متحدہ کے بنیادی مقاصد:

1۔ جنگوں کو روک کر دنیا میں مستقل امن اور تحفظ کو برقرار رکھنا۔

2۔ ملکوں کے درمیان دوستانہ ماحول کو فروغ دینا۔

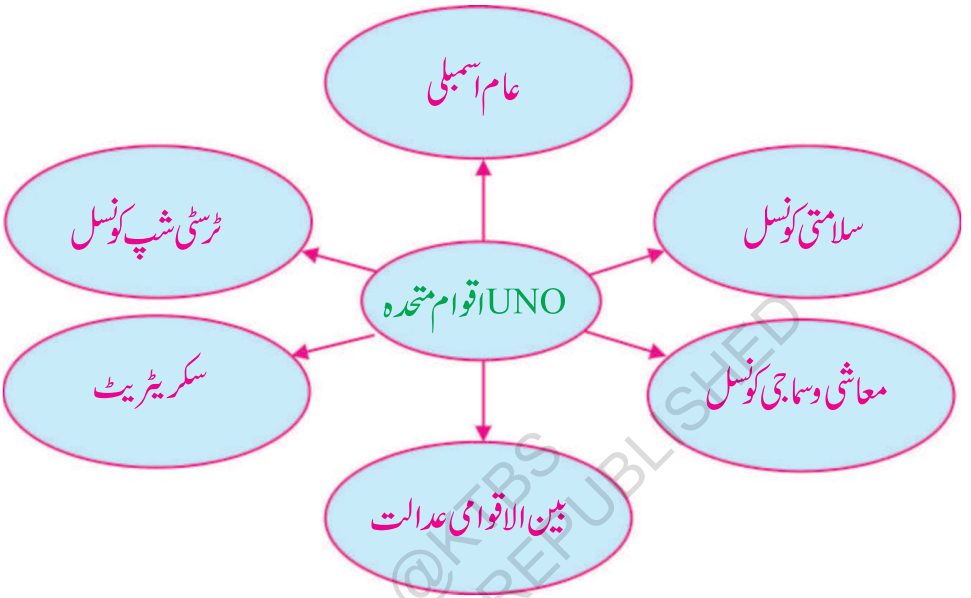
3۔ معاشی، سماجی، ثقافتی، اور انسان نوازی کے مسائل کو بین الاقوامی تعاون حاصل کرنا۔

4۔ انسانی حقوق کے احترام کو فروغ دینا۔

5۔ مندرجہ بالا مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک مربوط مرکز کے طور پر کام کرنا۔

اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے:

اقوام متحدہ کے مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کون کونسے ذیلی ادارے بنائے گئے ہیں؟



@KPBS NOT TO BE REPUBLISHED

1۔ عام اسمبلی (General Assembly):

سالانہ اجلاس ہر ستمبر میں منعقد ہوتا ہے۔ اجلاس میں رکن ممالک شریک ہوتے ہیں۔ ہر ملک اسمبلی کو زیادہ سے زیادہ پانچ نمائندے بھیج سکتا ہے۔ مگر ہر رکن ملک کو صرف ایک ووٹ دینے کا حق ہے۔ عام اسمبلی ہماری پارلیمنٹ کی طرح کام کرتی ہے۔ حالیہ سال 2022ع.ع.تک عام اسمبلی میں جملہ 193 رکن ممالک ہیں۔ سوڈان 193 واں رکن ملک ہے۔

2۔ سلامتی کونسل (Security Council):

سلامتی کونسل کو اقوام متحدہ کی کابینہ بھی کہا جاتا ہے۔ عام اسمبلی کے فیصلوں کے مطابق مشورہ دینا اور بین الاقوامی امن وسلامتی کو برقرار رکھنا اس کے اہم کام ہیں۔

سلامتی کونسل کے 15 ممبر ہیں۔ اس میں امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس اور چین مستقل ممبر ہیں۔ باقی 10 ممبر عارضی ہیں۔ جن کو دو سال کی مدت کے لئے عام اسمبلی منتخب کرتی ہے۔ سلامتی کونسل میں کسی بھی فیصلے کے لئے 9 رکن ممالک کی منظوری ضروری ہے۔ مستقل ارکان میں سے کوئی بھی ایک اس فیصلہ کی مخالفت کرے تو فیصلہ منظور نہیں ہوسکتا۔ مستقل رکن ملک کے کسی فیصلے کی مخالفت کرنے کی طاقت کو "ویٹو پاوار (veto power)" کہا جاتا ہے۔

سرگرمی: کیا عام اسمبلی کی اکثریت کا فیصلہ حتمی ہے؟ یا سلامتی کونسل کی اسمبلی کا ویٹو طاقتور ہے؟ اس پر بحث کریں۔

3۔ معاشی وسماجی کونسل (The Economic And Social Council):

دنیا کے تمام اقوام کو عموماً کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کونسل کی ذمہ داری ہے کہ وہ نسل، زبان، مذہب، سرحد وغیرہ کے پس منظر میں انسانی حقوق کی پامالی سے متعلق مسائل کو حل کرے۔

ناخواندگی، غربت، بھوک، مہاجرین کی بحالی، صحت، خواتین کی برابری، بچوں کا تحفظ اور زہریلی ادویات پر قابو پانے کے معاملات میں یہ باہمی تعاون اور معاشی مدد فراہم کرتا ہے۔

4۔ بین الاقوامی عدالت انصاف (The International Court Of Justice):

بین الاقوامی عدالت انصاف کا صدر دفتر نیدرلینڈ کے ایک شہر 'ہیگ' میں واقع ہے۔ یہ عدالت 15 ججوں پر مشتمل ہے۔ عام اسمبلی اور سلامتی کونسل کے ممبران ججوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ اس عدالت سے توقع کی جاتی ہے کہ اراکین ممالک کے درمیان پیدا ہونے والے تنازعات کو حل کرے۔

5۔ سیکریٹریٹ (The Secretariat):

اس کا صدر دفتر نیویارک کے قریب موجود سکسیس جھیل پر واقع ہے۔ سیکریٹریٹ کا سربراہ سیکرٹری جنرل ہوتا ہے۔ اس کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ بین الاقوامی امن پر خطرہ ہو تو اقوام متحدہ کی نظر میں لاتے ہوئے مسئلے کا حل تلاش کرے۔

©KTBB NOT TO BE REPUBLISHED



اقوام متحدہ سیکریٹریٹ دفتر

اقوام متحدہ کے موجودہ سیکرٹری جنرل 'انتونیو گوٹریس' (پرتگال) کو جنرل اسمبلی کے منتخب کردہ امیدوار کے ذریعے سلامتی کونسل کی منظوری کے بعد اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مقرر کیا گیا۔

6۔ٹرسٹی شپ کونسل :



انتونیو گوٹریس (پرتگال)

اقوام متحدہ کے قیام کے وقت 11 علاقے خودمختار نہیں تھے۔ان کے مفادات کی دیکھ بھال کے لئے اقوام متحدہ کے ذیلی ادارہ کے طور پر پانچ رکنی کونسل تشکیل دی گئی۔ اسے 'ٹرسٹی شپ کونسل' کہتے ہیں۔ یہ تمام علاقے 1994ع.ع. میں آزاد ہوئے۔

اقوام متحدہ کا جھنڈا اور انتظامیہ زبان:

اقوام متحدہ کا اپنا جھنڈا ہے۔جھنڈے میں ہلکے نیلے رنگ کا پس منظر ہے،جس کے درمیان میں اقوام متحدہ کا نشان ہے۔اقوام متحدہ کا دن دنیا بھر میں ہر سال '24/اکتوبر' کو

© KTBB NOT TO BE REPUBLISHED



اقوام متحدہ کا جھنڈا

منایا جاتا ہے۔اقوام متحدہ کی انتظامیہ زبانیں انگریزی، روسی، اسپینش، چینی، فرانسیسی اور عربی وغیرہ ہیں۔ عام طور پر انگریزی زبان استعمال ہوتی ہے۔

مخصوص ادارے:

اقوام متحدہ کے ماتحت مختلف مخصوص (ذیلی) ادارے زندگی کے معیار کو بہتر بنانے کا کام کرتے ہیں کچھ اہم ادارے درج ذیل ہیں۔

- اقوام متحدہ کی تعلیمی سائنسی اور ثقافتی تنظیم (United Nations Educational Scientific And Cultural Organisation) UNESCO اس کا صدر دفتر فرانس کے شہر پیرس میں ہے۔
- عالمی ادارہ غذا اور زراعت (Food And Agriculture Organisation) (FAO): اس کا صدر دفتر اٹلی کے شہر روم میں واقع ہے۔
- عالمی ادارہ صحت (World Health Organisation) (WHO) : اس کا صدر دفتر سوئٹزرلینڈ کے شہر جینوا میں واقع ہے۔
- اقوام متحدہ کا ہنگامی فنڈ برائے اطفال (United Nations International Children's Emergency Fund) UNICEF : اس کا صدر دفتر امریکہ کے شہر نیویارک میں واقع ہے۔

اقوام متحدہ کے کارنامے اور اس کے حدود:

- **معاشی دین:** اقوام متحدہ نے صحت، نقل و حمل، مواصلات، خوراک، سائنس، تعلیم وغیرہ جیسے شعبوں میں بے پناہ مالی امداد دی ہے۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

➢ **سماجی دین:** اقوام متحدہ نے دنیا میں لاکھوں پناہ گزینوں کو امداد فراہم کی ہے۔اس نے بچوں، ماؤں اور کمزور گروہوں کو خصوصی ضروریات فراہم کر کے اپنا اہم کردار ادا کیا۔

➢ **عالمی انسانی حقوق کا اعلامیہ:** اقوام متحدہ کی طرف سے عالمی انسانی حقوق کا اعلامیہ کا اعلان ایک تاریخی کامیابی ہے۔(10/دسمبر 1948ع.ع.)

➢ **نئے ملکوں کے عروج میں مدد:** اقوام متحدہ نے بہت سی کالونیوں کو جو غیر ملکی حکمرانی کے تحت تھیں انہیں آزاد کرانے میں سخت محنت کی۔

➢ **امن بحالی:** پوری دنیا دو عالمی جنگوں سے پریشان ہوئی۔دنیا میں امن کا وعدہ کر کے ایک اور عالمی جنگ کو روکا 1945ع.ع. کے بعد ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال پر پابندی عائد کرنے میں ایک بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔

دنیا میں بہت سی جنگیں ہوئیں لیکن اقوام متحدہ نے ہی ان پر قابو پانے کے لئے تمام ممکنہ کوششیں اپنائی ہیں۔

حدود:

➢ سوویت یونین کے بکھرنے کے فوراً بعد سرد جنگ ختم ہوگئی۔اس سے امریکہ عالمی رہنما ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے۔گویا وہ دنیا کی تمام اقوام کا لیڈر ہے۔جس کی وجہ سے دنیا میں کثیر الثقافتی طرز زندگی کو خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔

➢ اقوام متحدہ اپنے بعض فیصلوں پر عمل درآمد کرنے سے خاصر ہے۔اسے رکن ممالک کی مسلح افواج کے ذریعے امن کا نفاذ کرنا ہوتا ہے۔لیکن رکن ممالک نے کاروائیوں کے لئے افواج فراہم کرنے سے انکار کر دیا تو کئی مسائل پیدا ہوئے۔U.N.O کی اپنی فوج نہیں ہے۔

➢ ایسے معاملات میں سلامتی کونسل کے مستقل ارکان کی رضامندی لازمی ہوتی ہے۔کسی ایک مستقل رکن کی قبولیت کی عدم موجودگی میں فیصلے پر عمل نہیں ہوتا۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

ہندوستان اور اقوام متحدہ:

1945ع.ع. میں اقوام متحدہ کے آئین پر دستخط کرنے والوں میں ہندوستان بھی ایک ملک تھا۔ آزادی کے بعد ہندوستان نے بین الاقوامی معاملات میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

- شروع سے ہی ہندوستان نے نسلی امتیازات کی مخالفت کی۔
- ہندوستان نے نسلی فرق کے مکمل خاتمے کے لئے مسلسل کوششیں کی ہیں۔
- ہندوستان وہ پہلا ملک ہے جس نے جوہری ہتھیاروں کے تجربات کو مکمل طور پر روکنے پر زور دیا۔ اس کے علاوہ ہندوستان اسلحہ سازی پر روک اور عالمی امن کے اصولوں کی مسلسل حمایت کی ہے۔
- جب ملکوں کے درمیان جنگیں ہوئیں تو ہندوستان نے امن قائم کرنے کے لئے اقوام متحدہ کی مدد کے لئے اپنی فوج کے دستے روانہ کئے۔
- محترمہ وجے لکشمی پنڈت اقوام متحدہ کی پہلی خاتون صدر تھی۔
- ہندوستان کے بینگل نرسنگ راؤ بین الاقوامی عدالت انصاف کے جج کے طور پر اور ڈاکٹر ناگیندر سنگھ نے بطور چیف جسٹس کے عہدوں پر یادگار خدمت انجام دی۔
- کرناٹک سے جنرل کے۔ ایس۔ تیمیا اور دیگر ہندوستانی فوجیون نے بین الاقوامی امن کو برقرار رکھنے خدمت انجام دی ہیں۔

حالیہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے مستقل ارکان نے اپنے مفادات کے لئے کونسل کی رکنیت صرف پانچ ممالک تک محدود کر رکھی ہے۔ یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ ہندوستان جیسا ترقی پذیر ملک اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں مستقل نشست حاصل نہیں کر سکا۔

@KTS NOT TO BE REPUBLISHED

مشقیں

I. خالی جگہوں کو مناسب الفاظ کی مدد سے پر کیجئے۔

1. اقوام متحدہ کا صدر دفتر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہر میں واقع ہے۔
2. بین الاقوامی امن وسلامتی کو برقرار رکھنا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اقوام متحدہ کا بنیادی کام ہے۔
3. اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے کل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ارکان ہیں۔
4. بین الاقوامی عدالتی انصاف نیدرلینڈ کے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں واقع ہے۔

II. ایک لفظ ہے ایک جملے میں جواب دیجئے۔

5. اقوام متحدہ کا قیام کب ہوا؟
6. اقوام متحدہ کے قیام کے ذمہ دار کون تھے؟
7. اقوام متحدہ کی کابینہ کسے کہتے ہیں؟
8. سلامتی کونسل کے مستقل ممبر ممالک کون سے ہیں؟
9. اقوام متحدہ میں خدمات انجام دینے والے دو عظیم ہندوستانیوں کے نام بتایئے؟
10. اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے اعلامیہ کے اعلان کی ایک وجہ بتایئے؟

IV. دو یا تین جملوں میں جواب دیجئے۔

11. تنظیم اقوام متحدہ کے بنیادی مقاصد کیا ہیں؟

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

12. اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے کارناموں کی وضاحت کریں۔

13. اقوام متحدہ کے چار کارناموں کی فہرست بنائیں۔

14. اقوام متحدہ کے مخصوص اداروں کے نام بتائیں۔

15. 'ویٹو پاوار' کیا ہے؟

16. اقوام متحدہ کے دو نقائص (حدود) بتلائیں۔

سرگرمیاں:



- اقوام متحدہ کے مخصوص اداروں کے نشانات اور مکمل تفصیلات اکٹھا کریں۔
- اقوام متحدہ کے مختلف اداروں میں خدمات انجام دینے والے ہندوستانیوں کے تصاویر اکٹھا کریں۔

@KTBS
NOT TO BE REPUBLISHED

...

T8M1H8

جغرافیائی سائنس (GEOGRAPHY)

سبق:26

آسٹریلیا
AUSTRALIA

سبق کا تعارف:

اس باب میں براعظم آسٹریلیا کا محل وقوع، رقبہ، اس کے طبعی خصوصیات اور دریاؤں کا نظام، آب وہوا، قدرتی نباتات، زراعت، مویشی پالن، معدنیات اور صنعتیں، آبادی کی بڑھوتری، تقسیم اور گنجان آبادی کے متعلق پہچان کرائی گئی ہے۔

صلاحیتیں:

1. دنیا میں آسٹریلیا کا مقام، محل وقوع کے بارے میں معلوم کریں گے۔
2. آسٹریلیا کے طبعی خصوصیات، دریاؤں کا نظام، آب وہوا اور قدرتی نباتات کے متعلق جانکاری حاصل کریں گے۔
3. اس براعظم کے زراعت اور مویشی پالن کے بارے میں معلوم کریں گے۔
4. مختلف معدنیات اور صنعتوں کے بارے میں پہچان کریں گے۔
5. آبادی کی مقدار، بڑھوتری، تقسیم، گنجان آبادی کے بارے میں جانیں گے۔

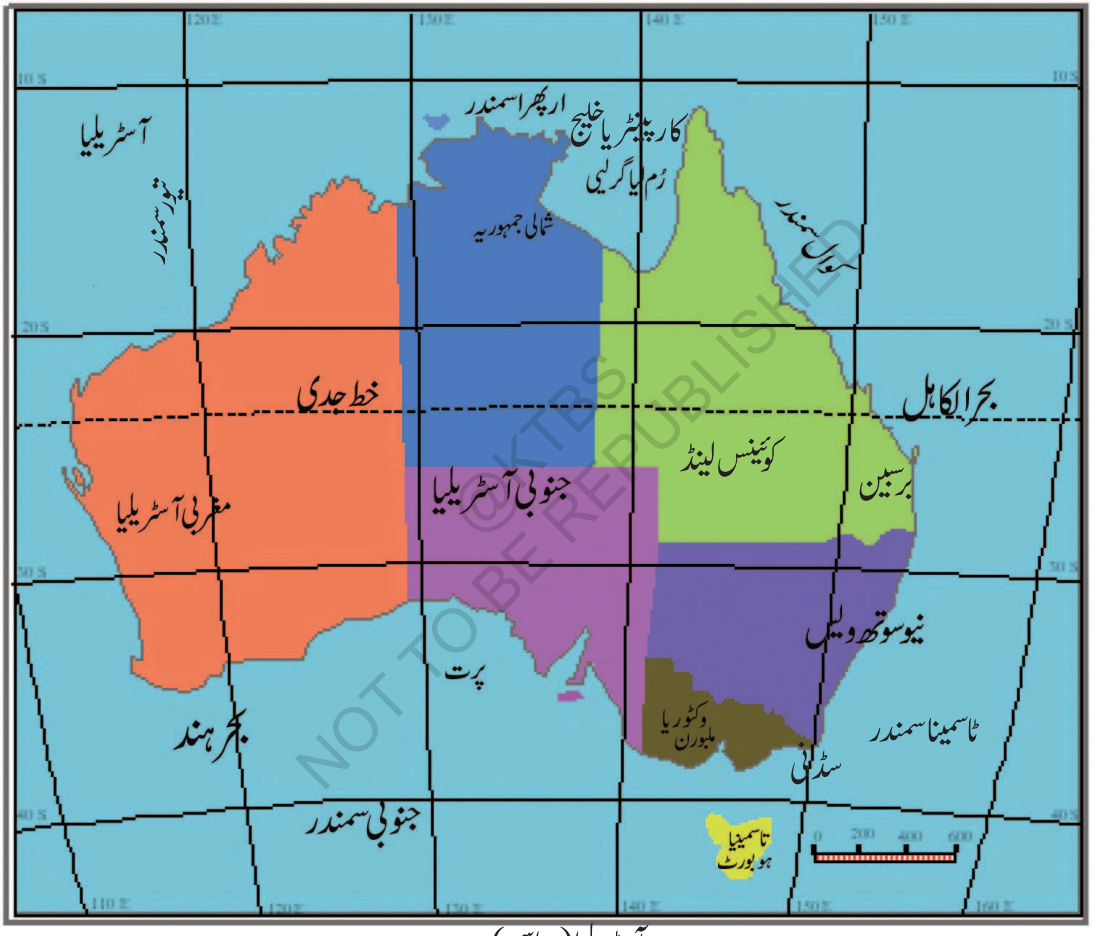
©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

محل وقوع، رقبہ اور طبعی خصوصیات

محل وقوع: براعظم آسٹریلیا پوری طرح سے جنوبی اور مشرقی نصف کرّہ میں واقع ہے۔ یہ $10°45^{I}$ جنوب سے $43°39^{I}$ جنوبی عرض بلد اور $113°9^{I}$ مشرق سے $153°39^{I}$ مشرقی طول بلد کے درمیان پھیلا ہوا ہے۔ خط جدی کم وبیش اس براعظم کے درمیان سے ہوکر گزرتا ہے۔

رقبہ: رقبہ اور آبادی دونوں میں ہی آسٹریلیا دنیا کا سب سے چھوٹا براعظم ہے۔ ٹاسمینیا جزیرہ کو بھی ملا کر

اس کا رقبہ 76.82 لاکھ مربع کلومیٹر ہے۔ ریاست ہے متحدہ امریکہ سے تھوڑا چھوٹا ہے اور ہندوستان سے دوگنا بڑا ہے۔ یہ دنیا کا ساتواں براعظم شمال سے جنوب تک 3940 کلومیٹر لمبا اور مشرق تا مغرب 4350 کلومیٹر چوڑا ہے۔ اس کے سمندر کے ساحل کی لمبائی 19310 کلومیٹر ہے۔



آسٹریلیا (سیاسی)

آسٹریلیا ایک لاطینی لفظ ''آسٹرل'' سے ماخوذ کیا گیا ہے جس کے معنی جنوب کے ہیں۔

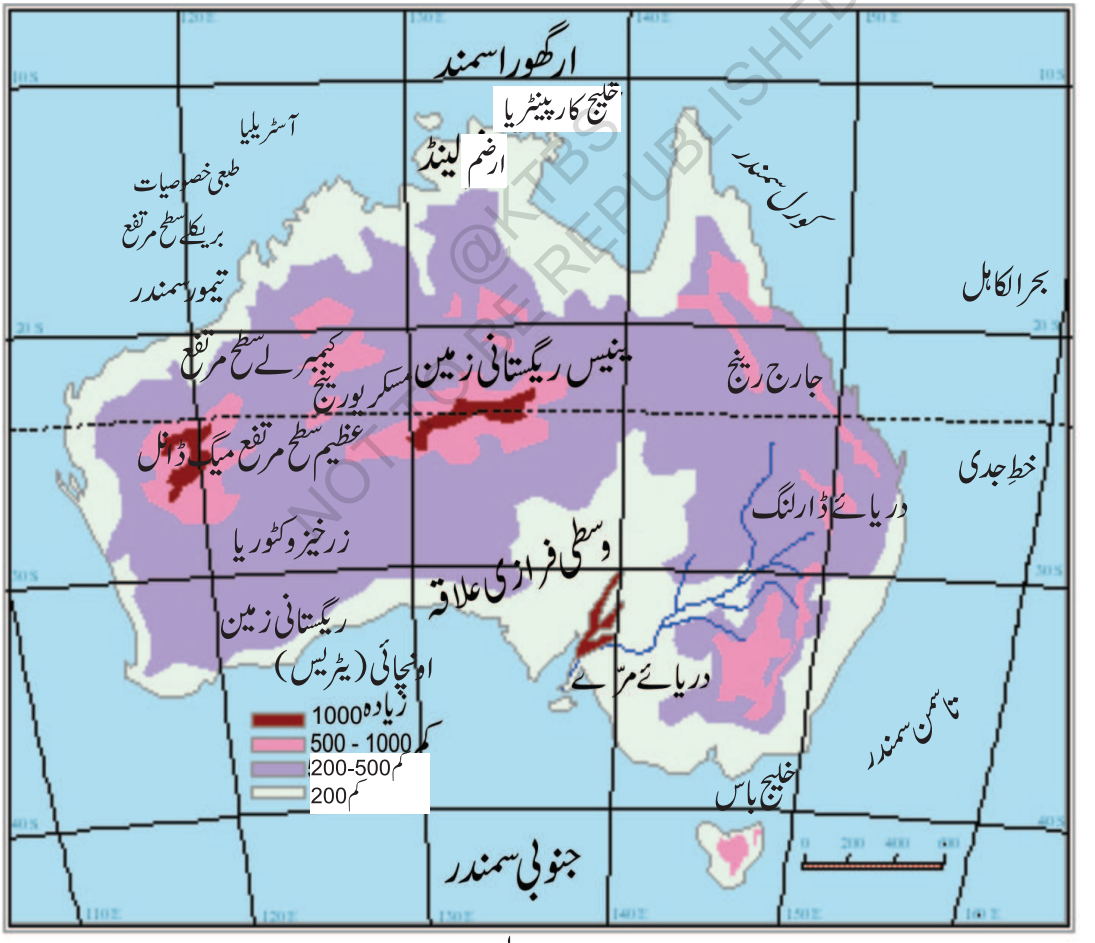
وسطی اور جنوبی بحرالکاہل میں تقریباً 10 ہزار جزیروں کا گروہ ہے جن کو ''اوسیانیا'' کہا جاتا ہے۔ ان میں براعظم آسٹریلیا بہت اہم ہے۔

جغرافیائی خصوصیات:

برآعظم آسٹریلیا بحرِ ہند اور بحرالکاہل کے درمیان واقع ایک جزیرہ ہے۔ اس برآعظم کے شمال مغرب میں ''تئی مر'' سمندر شمال مشرق میں آبنائے ٹورس اور کورل سمندر، جنوب مشرق میں تاسمن سمندر اور جنوب میں گریٹ آسٹریلین بائٹ سمندر ہیں۔

طبعی خطّے اور دریاؤں کا نظام:

طبعی خطے: آسٹریلیا کے کل رقبے کا تقریباً 94% حصّہ سطح سمندر سے 600 میٹر کی نشیبی سطح کے ہموار میدان ہیں۔ اسی لئے اس کو سب سے سپاٹ یا ہموار برآعظم کہا گیا ہے۔ زیادہ تر علاقہ ریگستانی ہونے کی وجہ



آسٹریلیا (طبعی)

NOT TO BE REPUBLISHED @KTBS

سے اسے ریگستانی براعظم بھی کہا جاتا ہے۔

آسٹریلیا اصل میں ''گونڈوانا'' علاقے کا ایک بہت قدیم حصّہ تھا۔ ٹپوگرافی کی بنیاد پر آسٹریلیا کو تین طبعی حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔ بلند مشرقی علاقے 2۔ وسطی نشیبی علاقے 3۔ مغربی سطح مرتفع

17 ویں صدی میں یوروپ کے جیمس کوک (James Cook) نے آسٹریلیا کو ڈھونڈ نکالا جس کو نیا براعظم کہا جاتا ہے۔

1۔ **بلند مشرقی علاقہ:** یہ علاقہ براعظم آسٹریلیا کے مشرقی حصّہ میں واقع ہے۔ شمال میں ''یارک راس آبنائے پاک'' سے جنوب میں ''تاسمینیا کے آبنائے پاک'' تک پھیلا ہوا ہے۔ کم وبیش یہ علاقہ مشرقی ساحل سے جڑتے ہوئے پہاڑی سلسلے کا مشرقی حصّہ تنگ اور مغربی حصّہ ڈھلوان ہے۔ قدیم دور میں مشرقی ساحل سے داخل ہونے والوں کے لئے بدترین راستہ تھا۔ اسی لئے اس کو ''گریٹ ڈیوائنگ سلسلے'' کہا جاتا ہے۔ یہ سلسلے نیوساؤتھ ویلز میں زیادہ اونچے اور عمودی ڈھلوانوں سے بھرے ہیں۔ اسی لیے ''آسٹریلین آلپس'' اور ''نیوانگلینڈ سلسلہ'' کہتے ہیں۔ اونچی چوٹیاں موسم سرما میں برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ اس علاقے کا کوسی یوسکو (2230 میٹر) اس براعظم کی سب سے اونچی چوٹی ہے۔

آسٹریلیا کے مشرقی ساحل میں شمال سے جنوب تک ''گریٹ بیریئر ریف'' نامی مونگے مرجان کی چٹانیں 2000 کلومیٹر تک پھیلی ہوئی ہیں۔

2۔ وسطی نشیبی علاقہ:

یہ شمال میں خلیج کارپینٹری سے جنوب میں مرّے کے میدانی علاقے تک پھیلا ہوا ہے۔ مشرقی بلند علاقے سے مغرب میں اندرونی آبی سہولتوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس کے درمیانی حصّہ میں واقع ایئر جھیل کی طرف ندیاں بہتی ہیں۔ دنیا کے مشہور ''آرٹیزین'' پانی کے کنویں یہاں موجود ہیں۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED





آرٹیزین کنویں

وسطی نشیبی علاقے کو تین حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

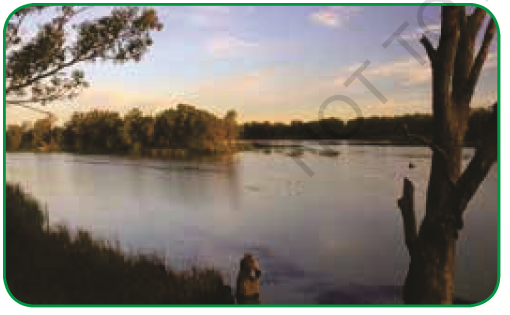
1۔ مرّے ڈارلنگ کے میدان 2۔ ایئر جھیل کا میدان

3۔ کارپینٹری میدان

مرّے اور ڈارلنگ ندیوں کا میدان شمال میں ایئر جھیل سے الگ کرتا ہے۔ پانی کے مناسب فراہمی کی وجہ سے یہ علاقے آسٹریلیا کے زراعت کے لئے زرخیز مٹی سے بھرا ہوا ہے۔ اس کے شمال میں رہنے والے



ڈارلنگ ندی



مرّے ندی

ایئر جھیل کا میدان نہایت وسیع تھالی (Saucer) نما شکل میں ہے۔ یہاں پر بہت سے کھارے پانی کی جھیلیں ہیں۔ اس کا بہت سا علاقہ بنجر ہے اور قلیل آبادی رکھتا ہے۔ فلنڈرس اور میچل ندی کا بہاؤ، کارپینٹری میدان ہموار ہے۔ اسے ایئر ندی کے ساحل سے ''برکیلے'' سطح مرتفع الگ کرتا ہے۔

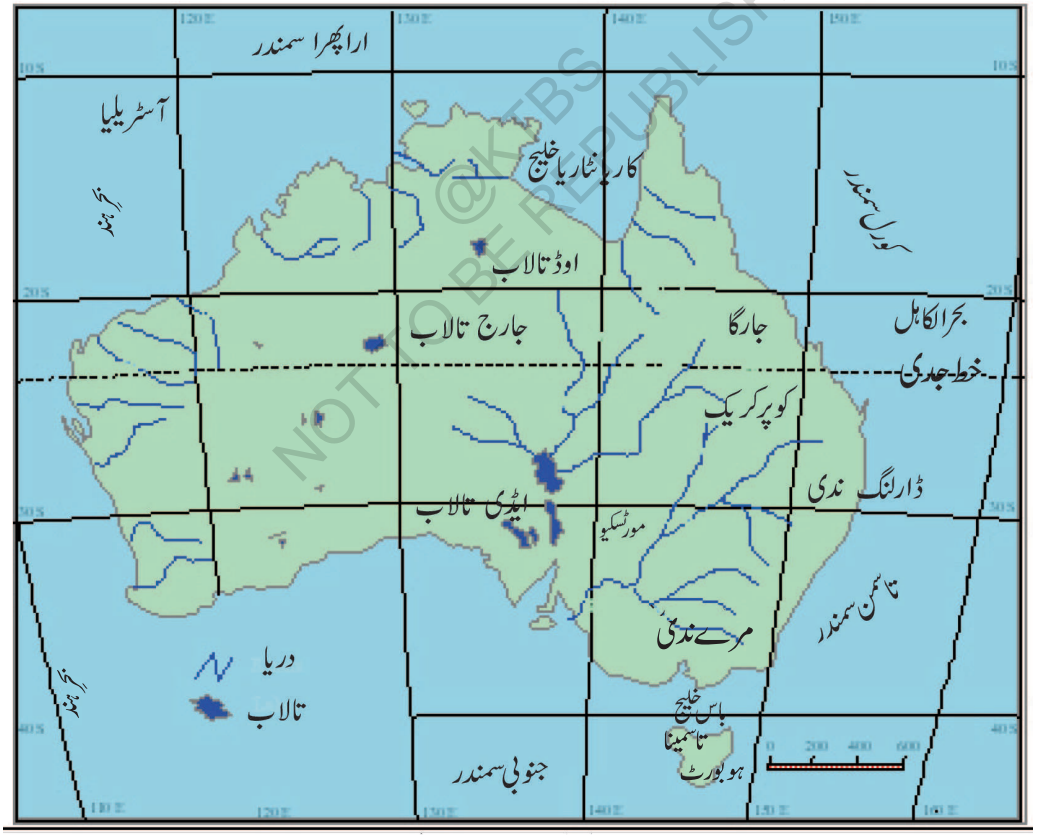
© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

3۔ مغربی سطح مرتفع:

یہ کارپینٹری خلیج سے آنسلو پرت اور یہ البینیا تک پھیلا ہوا ہے۔ آسٹریلیا کا دو تہائی 3 / 2 علاقہ اُتار چڑھاؤ والا سطح مرتفع ہے۔ یہاں ریگستانی علاقے میں ''گریٹ سیانڈی ریگستان'' اور ''وکٹوریا ریگستان'' ہندوستان کے سطح مرتفع دکن جتنا ہی قدیم ہے۔ یہاں کثیر مقدار میں ریتی ٹیلے ہیں اور کہیں کہیں چٹان پہاڑی ٹیلے ہیں۔ برآعظم کے مرکزی حصّہ میں واقع ''میک ڈونل'' اور ''مس گریو'' سلسلے سب سے اونچے ہیں۔

دریاؤں کا نظام:

زیادہ گرمی اور خشکی کی وجہ سے آسٹریلیا کا زیادہ تر حصّہ ریگستان سے بھرا ہوا ہے۔ اس لئے بہت کم دریا ہیں۔ ان میں بہت سے چھوٹے اور غیر وقتی ہیں۔ سمندر میں جا کر ملنے والی ندیاں زیادہ ہیں زیادہ تر ندیاں



آسٹریلیا کی ندیاں

NOT TO BE REPUBLISHED @KTBS

مشرق کے اونچے علاقوں میں پیدا ہوتی ہے۔

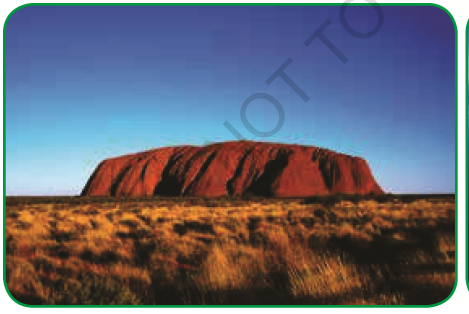
مرّے آسٹریلیا کی بہت اہم ندی ہے۔ یہ نیوساؤتھ ویلز کے جنوب مشرق میں واقع کوسی یوسکو پہاڑی چوٹی پر پیدا ہوکر پہلے مغرب پھر جنوب مغرب کی طرف بڑھتے ہوئے (2590) کلومیٹر خلیج این کاؤنٹر میں جاملتی ہے۔ ڈارلنگ، لاچلن اور مورم بیج اس کی معاون ندیاں ہیں۔ سال کے صرف چند ہی موسموں میں اس ندی کے ذریعہ جہاز رانی ممکن ہے۔ مشرقی سمت سے ہوکر بہنے والی دریائیں چھوٹی اور بہت تیزی سے بہتی ہیں۔

آسٹریلیا میں مشرقی رُخ بہنے والی ندیاں چھوٹی اور بہت تیز ہوتی ہیں۔ وہ ہنٹر، مشرقی پیلیج رائے اور بیلنڈ وہیں۔ شمال مشرق میں مچل، گلبرٹ اور فلینڈ رندیاں مشرق کی طرف بہتی ہوئی کارپینٹری خلیج میں جاملتی ہیں۔ ڈالی، وکٹوریہ، مغربی پیلیج رائے وغیرہ شمال میں شمالی مغرب رخ بہتے ہوئے تئ مرسمندر میں جاملتی ہیں۔

کوپر کریک، ڈائمنڈ ٹائن اور موکمباندی ایئر جھیل کی طرف بہتی ہیں۔ مترچیسن، اوَن، بلاک ووڈ اور دیگر ندیاں بحرِ ہند میں جاملتی ہیں۔ آسٹریلیا کی چند جھیلیں چھوٹی اور کھارے پانی کی ہیں۔ مثلاً ایئر، ٹارینس، گیرڈنر وغیرہ۔ ان میں ایئر جھیل سب سے بڑی اور برآعظم آسٹریلیا کے سب سے ڈھلوان جگہ پر واقع ہے۔ اس کے مغربی حصّہ میں دنیا کا سب سے بڑا ایک سنگی چٹان آئرس (اُلور) ہے۔



ائری جھیل



آیرس (اُلور) چٹان

آب وہوا اور قدرتی نباتات:

آب وہوا: آسٹریلیا کے درمیان سے خط جدی ہوکر گزرتا ہے اس لئے آسٹریلیا میں منطقۂ حارہ اور نیم

© NCTB NOT TO BE REPUBLISHED

منطقِ حارہ آب وہوا پائی جاتی ہے۔ براعظم کے زیادہ تر حصّوں میں سال بھر زیادہ ت درجۂ حرارت ہوتا ہے۔ مغربی ساحل میں سرد سمندری طوفانی ہوائیں چلتی ہیں۔ اس لئے آسٹریلیا کے مغربی حصّہ میں ریگستان اور خشک آب وہوا پائی جاتی ہے۔ شمالی حصّوں میں مانسونی اور جنوبی ساحل میں بحر روم کی آب وہوا پائی جاتی ہے۔

موسم سرما: براعظم آسٹریلیا جنوبی نصف کرّہ میں واقع ہونے کی وجہ سے موسم کی تبدیلیاں شمالی کرّہ کے بالمقابل مدت میں ہوتی ہیں۔ جب شمالی نصف کرّہ میں موسم گرما ہوتا ہے تو یہاں پر موسم سرما رہتا ہے۔ مثلاً جون سے اگست، اس دوران درجہ حرارت کم ہوتا ہے۔ یہ شمال سے جنوب کی طرف کم ہوتا ہے لیکن دباؤ زیادہ ہوتا ہے۔ ہوائیں اندرونی علاقہ سے سمندر کی طرف چلتی ہیں۔ وہ زیادہ بارش نہیں برساتیں۔ خشک اور زیادہ درجہ حرارت والی آب وہوا ہوتی ہے۔ ٹاسمینیا میں مختلف آب وہوا ہوتی ہے۔

موسم گرما: موسم گرما دسمبر سے فروری تک رہتا ہے۔ اس مدت میں درجۂ حرارت زیادہ ہوتا ہے۔ براعظم کے مشرقی حصّہ کے مقابلہ میں مغربی ریگستانوں میں زیادہ درجۂ حرارت ہوتا ہے۔ جنوب، جنوبی مشرقی حصّوں میں اور تاسمینیا جزیروں میں اوسط درجہ حرارت ہوتا ہے۔ اندرونی حصّوں میں دباؤ کم ہوتا ہے اور سمندر کی طرف سے چلنے والی ہوائیں تھوڑا بارش لاتی ہیں۔ براعظم کے جنوب اور جنوبی مشرق میں زیادہ بارش ہوتی ہے۔

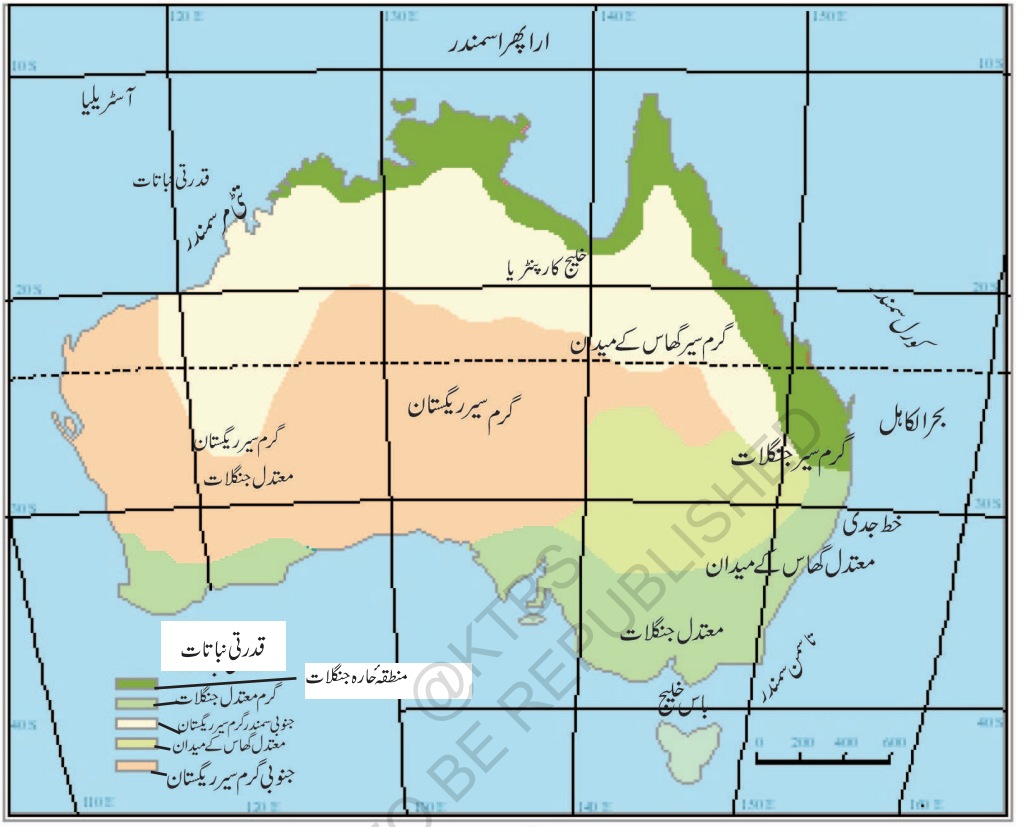
آسٹریلیا میں طوفانی ہواؤں کو ''ولی ولیس'' کہا جاتا ہے۔ یہاں عام طور پر مانسونی طرز کی بارش ہوتی ہے جو اتفاقی اور غیر موسمی ہوتی ہے۔ جنوب مشرقی، جنوب مغربی علاقہ میں بارش کی مقدار سالانہ 75 سینٹی میٹر سے زیادہ ہوتی ہے۔ آسٹریلیا کے اندرونی ریگستانی علاقوں میں 25 سینٹی میٹر سے کم بارش ہوتی ہے۔

قدرتی نباتات اور حیوانات

قدرتی نباتات: گھنے جنگلات کی کمی آسٹریلیا کی اہم خاصیت ہے۔ براعظم کا زیادہ تر حصّہ گھاس، میدان، جھاڑیاں اور کم اُگنے والے پیڑوں اور قدرتی نباتات پر مشتمل ہے جو یہاں کی آب وہوا کی طرف

@KTRS NOT TO BE REPUBLISHED

اشارہ کرتی ہیں۔آسٹریلیا کے مختلف قدرتی جنگلات درج ذیل ہیں۔



قدرتی نباتات

1۔منطقۂ حارہ کے جنگلات: زیادہ بارش والے شمال اور شمال مشرقی علاقوں میں ایسے جنگلات پائے جاتے ہیں۔یہ بہت کم جگہ کو گھیرے ہوئے ہیں۔یہاں پر پائے جانے والے اہم درخت ایش، سڈار، پلچ، صنوبر وغیرہ ہیں۔

2۔معتدل خطہ کے جنگلات: ایسے جنگلات پہاڑوں اور ٹیلے میں پائے جاتے ہیں اس لئے ان کو پہاڑی جنگلات بھی کہا جاتا ہے۔یہ زیادہ تر کوئنس لینڈ، نیوساؤتھ ویلز، وکٹوریا اور تاسمینیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔یہاں کے اہم درخت نیل گری، پائن وغیرہ ہیں۔یہ تیل اور کاغذ بنانے میں زیادہ مفید ہیں۔

3۔گھاس کے میدان: آسٹریلیا کے گھاس کے میدان کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED



ڈاؤنس گھاس کے میدان



سوانا گھاس کے میدان

i۔ منطقۂ حارہ کے ہاس کے میدان یا سوانا

ii۔ منطقۂ معتدلہ کے گھاس کے میدان یا ڈاونس

پہلا منطقۂ حارہ کے گھاس کے میدان مشرق کے بلند علاقے سے مغربی جیسے کوئنس لینڈ، شمالی آسٹریلیا کا درمیانی اور مغربی آسٹریلیا کے شمالی حصّہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ دوسرا منطقۂ معتدلہ کے گھاس کے میدان مرے ڈارلنگ کے میدان میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ یہ مویشی پالن کے لئے مددگار ہیں۔ منطقۂ معتدل کے گھاس کے میدان میں گچھے دار گھاس، میچیل اور اسٹریبل گھاس کے میدان پائے جاتے ہیں۔



سِڈار



آش کا درخت

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED



نیل گیری



تاڑ کا درخت (Palm)

4۔ جھاڑیاں:

جھاڑیاں مغربی آسٹریلیا کے جنوب اور مغربی حصّہ کے جنوبی آسٹریلیا، کوئنس لینڈ کے کچھ حصّوں میں نظر آتے ہیں۔ بارش کی کمی کی وجہ سے جھاڑیاں اُگتے ہیں۔ کیکر کے درخت کثرت سے پائے جاتے ہیں اور کہیں کہیں پر نیل گری کے درخت کا کتالی اور خاردار جھاڑیاں اُگتی ہیں۔

5۔ ریگستانی جنگلات:

مغربی آسٹریلیا کے مرکزی اور مشرقی حصوں میں اس طرح کے جنگلات پائے جاتے ہیں۔ یہاں پر ناگ پھنی کے پودے، سالٹ بش، سوکھی گھاس اور مختلف قسم کے خاردار جھاڑیاں اُگتے ہیں جو خشک سالی کو برداشت کرنے والی خاصیت رکھتے ہیں۔

6۔ جانور:

آسٹریلیا میں کہیں بھی نہ پائے جانے والے عجیب قسم کے جانور اور پرندے پائے جاتے ہیں۔ پلاٹی پس نامی دودھ پلانے والے جانور انڈے دیتا ہے اور اس کے جسم پر چکنا اور موٹا حفاظتی چمڑا پایا جاتا ہے۔ کانگرو اپنے بچوں کو پیٹ کی تھیلی میں رکھ کر پالتے ہیں۔ ایمو آسٹریلیا کا سب سے بڑا پرندہ ہے۔ لیُر نامی مور کی طرح خوبصورت پرندہ ہے۔ اس کے علاوہ کوکا برّا، کالے ہنس وغیرہ پرندے پائے جاتے ہیں۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED



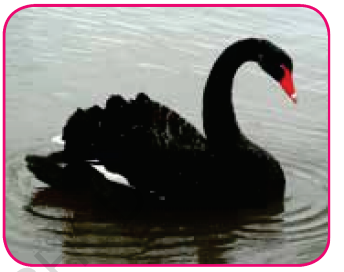
ڈنگو



ولابی



کانگرو



کالا ہنس



ایمو



بھالو

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

کانگرو قومی جانور ہے۔ڈنگو نامی بھیڑیا جیسے نظر آنے والا جنگلی کتا، ولابی، مکھیاں کھانے والا اکڈینا، پیڑ پر چڑھنے والا چھوٹے جسم والا بھالو، کرڈی، کولا وغیرہ رہنے والے جانور اور زہریلے سانپ کا پایا جانا معمول ہے۔

آسٹریلیا ''نایاب جانوروں اور پرندوں کی سرزمین'' ہے۔اس کے تقریباً 60% جانور اور پرندے دنیا میں کہیں نظر نہیں آتے۔کینگرو آسٹریلیا کا قومی نشان ہے۔

زراعت اور مویشی پالن:

زراعت: آسٹریلیا کے پیشوں میں زراعت ایک ہے لیکن زراعت کے لئے زمین کی کمی ہے اس براعظم کے کل رقبہ میں 4% زراعت میں جُٹا ہوا ہے۔یہ ساحلی اور دریائی میدانوں میں پایا جاتا ہے۔کل

آبادی کا صرف 44% فیصد زراعت سے منسلک ہے۔ سفید لوگ اس پیشے میں ہیں۔

بارش کی کمی اور غیر متوقع تقسیم، غیر زرخیزی، ریتیلی مٹی، زراعت کے قابل زمین کی کمی اور آبپاشی کی کمی سے زراعت کا حلقہ بہت کم ہے۔ لیکن اپنی مانگ کو پُر کر کے زراعت کی پیداوار میں خود کفیل ہے۔

آسٹریلیا میں جدید زراعتی طریقوں کا استعمال ہوتا ہے۔ اراضیوں کا سائز بڑا ہے اور جدید زراعتی طریقوں پر عمل کیا جاتا ہے۔ برآمد کرنے کی غرض سے تجارتی فصلوں کی کاشتکاری کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف اجناس کی کاشت بھی ہوتی ہے مثلاً گیہوں، گنا، کپاس، تمباکو، مکئی، مختلف پھل اور ترکاری وغیرہ۔



گیہوں



گنّا



تمباکو



کپاس



سیب

گیہوں: یہ آسٹریلیا کی سب سے اہم غذائی فصل ہے۔ یہ جنوبی آسٹریلیا کے کوئنس لینڈ، نیو ساؤتھ ویلس اور وکٹوریا میں اُگایا جاتا ہے۔ مرے- ڈارلنگ میدانی علاقے گیہوں کی کاشت کے لئے مشہور ہیں۔

آسٹریلیا اپنی گیہوں کی پیداوار کا 70% فیصد حصّہ برآمد کرتا ہے۔

مکئی: مکئی ایک غذائی فصل ہے۔اسے مویشیوں کی غذا کے لئے اُگایا جاتا ہے۔اس کو کوئنس لینڈ اور نیو ساؤتھ ویلس میں زیادہ اُگایا جاتا ہے۔مرے- ڈارلنگ میدانی علاقوں میں تھوڑی مقدار میں دھان اُگایا جاتا ہے۔

گنا: گنا آسٹریلیا کی اہم تجارتی فصل ہے۔اس کو زیادہ تر مشرقی ساحل سے جڑے ہوئے شمالی نیو ساؤتھ ویلس سے لے کر کوئنس لینڈ تک کے علاقے میں اُگایا جاتا ہے۔اور ایک تجارتی فصل تمباکو کوئنس لینڈ میں زیادہ اُگایا جاتا ہے۔مختلف پھل اور ترکاریوں کی تاسمینیا، وکٹوریا اور نیوساؤتھ ویلس میں کاشت ہوتی ہے۔سیب، انگور، امرود، نارنگی وغیرہ کی کثیر مقدار میں کاشت کی جاتی ہے۔

مویشی پالن:

یہ آسٹریلیا کے لوگوں کا اہم پیشہ ہے۔''مویشی پالن کا ملک'' کے نام سے ہی یہ مشہور ہے۔دودھ کی اشیاء، گوشت، اُون اور کھال کی چیزوں کے لئے بھیڑ بکریوں کو پالتے ہیں۔





بکری پالن

بکریوں کی افزائش آسٹریلیا کا سب سے اہم معاشی پیشہ ہے۔زیادہ مقدار میں بکریوں سے بھرا یہ براعظم اُون کی پیداوار اور خام اُون کی برآمد میں بھی آگے ہے۔وسیع گھاس کے میدان، آرٹیسن کنوؤں سے پانی کی فراہمی، سرد اور خشک آب وہوا، جدید بکری پالنے کا طریقہ اور وسیع بازاری سہولتیں؛ یہ سب چیزیں

بکری پالن کے لئے حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ یہاں پر پالنے والے بکریوں میں تقریباً 75% حصّہ ''مرینیو'' نسل سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ عمدہ قسم کا اُون فراہم کرتا ہے۔ کثیر بکری پالنے والے علاقہ کو بکریوں کا ''طبیلہ'' کہا جاتا ہے۔

مویشیوں کی افزائش گوشت اور دودھ کی اشیاء کے لئے کی جاتی ہے۔ سوانا علاقے میں گوشت کے لئے اور معتدل خطہ کے ''ڈاؤنس'' کے گھاس کے میدان میں دودھ کی پیداوار کے لئے مویشیوں کی افزائش ہوتی ہے۔

معدنیات اور صنعتیں:

معدنیات: آسٹریلیا میں بے شمار معدنیات کی دولت پائی جاتی ہے۔ کچّے لوہے کی دھات، باکسائیٹ، زِنک، نِکل، تانبہ، مینگنیز، سونا، سیسہ اور یورینیم وغیرہ اہم معدنیات ہیں۔ ان کے ساتھ ایندھن کے وسائل جیسے کوئلہ، پیٹرولیم قدرتی گیس بھی دستیاب ہیں۔ ان میں کئی معدنیات برآمد کئے جاتے ہیں۔

آسٹریلیا لوہے کی کچدھات فراہم کرنے والا اہم براعظم ہے۔ کثیر مقدار میں لوہے کی کچدھات جاپان کو برآمد کی جاتی ہے۔

آسٹریلیا میں دنیا کی سب سے زیادہ مقدار میں باکسائیٹ دستیاب ہے۔ مغربی آسٹریلیا کے کولگارڈی اور کالگورلی سونے کی پیداوار کے لئے مشہور مراکز ہیں۔ سیسہ، زنک اور چاندی بھی پائے جاتے ہیں۔ سونا نیو ساؤتھ ویلس، وکٹوریا اور کوئنس لینڈ میں پایا جاتا ہے۔

نیو ساؤتھ ویلز میں زیادہ تانبہ دستیاب ہوتا ہے۔ اسی طرح خلیج کارپینٹیری مینگنیز کی پیداوار میں آگے ہے۔ آسٹریلیا میں یورینیم کے ذخائر سب سے زیادہ ہیں۔ یہ زیادہ تر 60% شمالی صوبہ میں مغربی آسٹریلیا اور جنوبی آسٹریلیا میں پایا جاتا ہے۔

صنعتیں: دور جدید میں آسٹریلیا نے مختلف صنعتوں کی ترقی میں اہم مقام بنایا ہے۔ معدنی دولت، زراعتی ترقی، سائنس اور تکنالوجی کی ترقی، غیر ملکی سرمایہ داری اور وسیع بازار؛ یہ سب صنعتی ترقی کے لئے مددگار

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

ثابت ہوتے ہیں۔اس میں بھی جاپان کی دین بے شمار ہے۔اہم صنعتیں اور پیداوار کے مرکز درج ذیل ہیں:

- لوہا اور فولاد کی صنعت
- گاڑیوں کی صنعت
- جہاز سازی کی صنعت
- بجلی کے آلات
- کپڑوں کے کارخانے
- کاغذ، گتے اور پیپر بورڈ کی صنعت
- تیل کی صفائی کی صنعت



سڈنی، صنعتی شہر

دیگر صنعتوں میں ہوائی جہازوں کی تیاری (سڈنی اور میلبورن) آٹے کی گرنی، مچھلیوں اور پھلوں کے تحفظ، اور کیمیائی اشیاء کی پیداوار وغیرہ۔

آبادی:

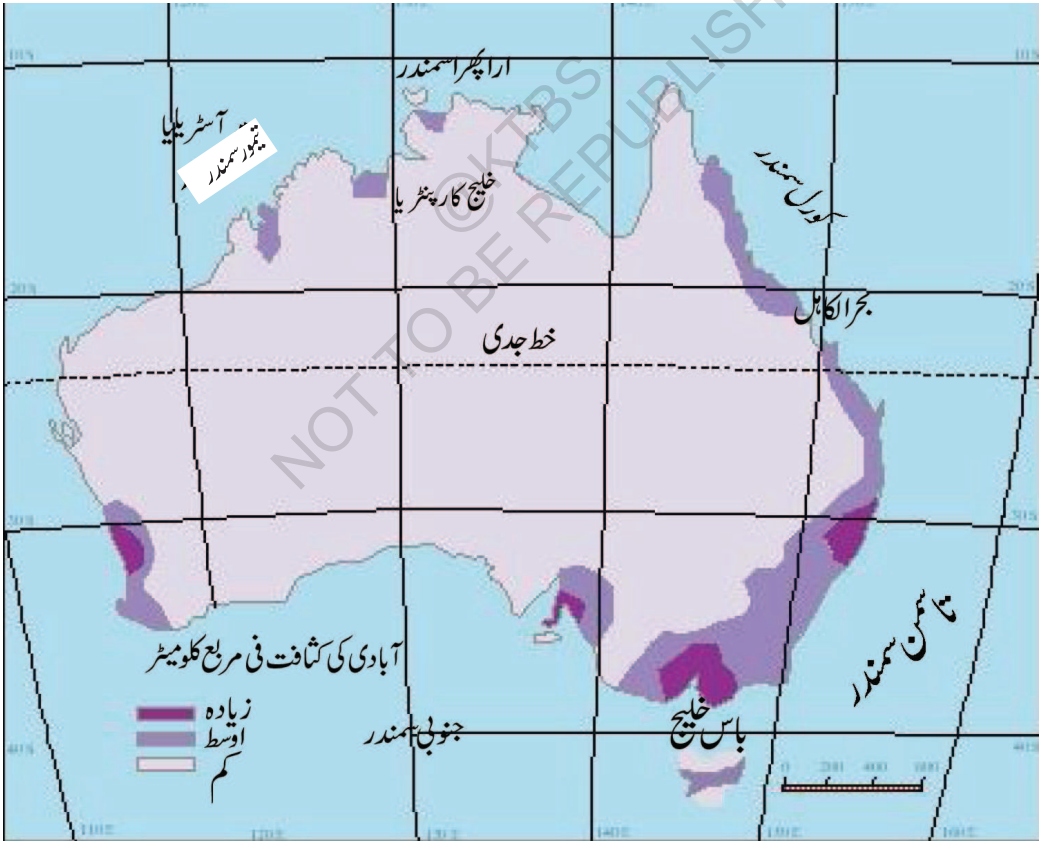
بڑھوتری: ہم جان چکے ہیں کہ برآعظم آسٹریلیا رقبہ میں ہی نہیں آبادی میں بھی چھوٹا ہے۔اس کی آبادی (2012ع.ع.) میں 20.0 ملین تھی۔ یہ دنیا کی کل آبادی کا صرف 0.31% حصّہ ہے۔اس برآعظم کی آبادی 1860ع.ع. میں 1.15 ملین تھی اور یہ بڑھ کر 1980ع.ع. میں 10.0 ملین ہوئی۔

NOT TO BE PUBLISHED @KTBS

1998ع.ع.میں 18.7 ملین ہوگئی۔ پچھلی صدی کے آخر میں براعظم کی آبادی میں اضافہ ہوا ہے۔

تقسیم: آسٹریلیا کی آبادی کی تقسیم بہت کم اور مساوی نہیں ہے۔ براعظم کے اندرونی علاقہ کا زیادہ حصّہ لوگوں کی آبادی سے محروم ہے۔ نیوساؤتھ ویلس 1/3 کثیر آبادی والا علاقہ ہے۔ وکٹوریا 1/4 آبادی سے دوسرے مقام پر ہے۔ اس کے بعد کوئنس لینڈ، جنوبی آسٹریلیا اور تاسمینیا آبادی والے علاقے ہیں۔ ملک کی آبادی کا آدھے سے زیادہ حصّہ 6 شہروں پر مرکوز ہے۔ جیسے سڈنی، ملبون، برس بین، ایڈیلیڈ، پرتھ اور نیو کیازل۔

کثافت: آسٹریلیا دنیا کے قلیل آبادی والے ملکوں میں سے ایک ہے۔ اوسط آبادی صرف تین آدمی فی مربع کلومیٹر ہے۔ ایک علاقے سے دوسرے علاقوں میں آبادی کا فرق پایا جاتا ہے۔ سبھی شہری علاقے



براعظم آسٹریلیا کی آبادی کی تقسیم

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

،دارالخلافہ اور صنعتی مراکز میں آبادی زیادہ ہے۔جیسے وکٹوریہ، نیوساؤتھ ویلس، تاسمینیا، کوئنس لینڈ وغیرہ۔اس برآعظم کے جنوبی مشرقی علاقوں میں معمولی آبادی ہے اور ریگستان اور نیم ریگستانی علاقوں کے تقریباً 80% فیصد حصّہ میں آبادی سب سے کم کثافت میں ہے۔

آسٹریلیا میں دیہی آبادی (15%) سے شہری آبادی (85%) کی مقدار زیادہ ہے۔

نئے الفاظ:

جزیرۂ آعظم، گونڈوانا، تھالی کی شکل، ایک سنگی چٹان، مرجان (مونگے)، کینگرو، لیئر، ڈنگو، کوکابرا، ولّابی، ایکیڈنا، کرڈی کولا، انسبلرگ، آئس برگ وغیرہ۔

مشقیں

I. خالی جگہوں کو مناسب الفاظ کی مدد سے پر کیجئے۔

1۔ مرے اور ڈارلنگ ندیوں کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔جھیل الگ کرتی ہے۔

2۔ آسٹریلیا میں طوفانی ہوائیں ۔۔۔۔۔۔۔۔کہلاتی ہے۔

3۔ منطقۂ حارہ کے گھاس کے میدان کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نام سے بھی بلایا جاتا ہے۔

4۔ آسٹریلیا کا سب سے بڑا پرندہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

5۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔واحد دودھ پلانے والا جانور ہے جو انڈے دیتا ہے۔

II. دو یا تین جملوں میں جواب دیجیے۔

6۔ آسٹریلیا کو سب سے ہموار برآعظم کیوں کہا جاتا ہے؟

7۔ آسٹریلیا کے محل وقوع اور رقبہ سے متعلق بتایئے۔

8۔ آسٹریلیا کے اہم طبعی حصّے کونسے ہیں؟

9۔ آسٹریلیا کے دریاؤں کے نظام سے متعلق بتلاؤ۔

@KSEB NOT TO BE REPUBLISHED

10۔ آسٹریلیا کی اہم فصلیں کون کونسی ہے؟

11۔ آسٹریلیا کے اہم معدنیات کونسے ہیں بتائیں۔

12۔ آسٹریلیا کی اہم صنعتوں کی فہرست بنائیں۔

13۔ آسٹریلیا سے برآمد کی جانے والی اشیاء کون کونسی ہیں؟

14۔ آسٹریلیا میں آبادی کی کثافت کیوں کم ہے؟

15۔ آسٹریلیا کے گھاس کے میدان کون کونسے ہیں؟

سرگرمی:



- اٹلس کی مدد سے برآعظم آسٹریلیا کے تمام پہاڑ، ندیاں اور جھیلوں کی نشاندہی کر کے فہرست بنا کر خاکہ میں نشاندہی کیجئے۔
- آپ جہاں رہتے ہیں اس جگہ کے ماحول کا معائنہ کرتے ہوئے وہاں کی فصلیں، قدرتی نباتات، جانور، پرندے اور پہاڑوں کے بارے میں ایک فہرست بنایئے۔

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

...

W7S8N7

سبق:27

انٹارکٹیکا
ANTARCTICA

سبق کا تعارف:۔

ااس سبق میں بر اعظم انٹارکٹکا کے محلِ وقوع ،رقبہ،طبعی خصوصیات ،طبعی حصّے ،قدرتی نباتات اور حیوانات،دریافت، انٹارکٹکا معاہدہ اوراہم تجرباتی مراکز سے متعلق تعارف کرایا ہے۔

صلاحیتیں:۔

1۔ براعظم انٹارکٹکا کے محل وقوع،رقبہ اور جغرافیائی ماحول کو جانیں گے۔

2۔ انٹارکٹکا کے طبعی خصوصیات،زمین اور پانی کے بارے میں جانیں گے۔

3۔ قدرتی نباتات اور حیوانی دولت کو جانیں گے۔

4۔ براعظم انٹارکٹکا کی دریافت،معاہدہ اور تجرباتی مراکز کے متعلق جانیں گے۔

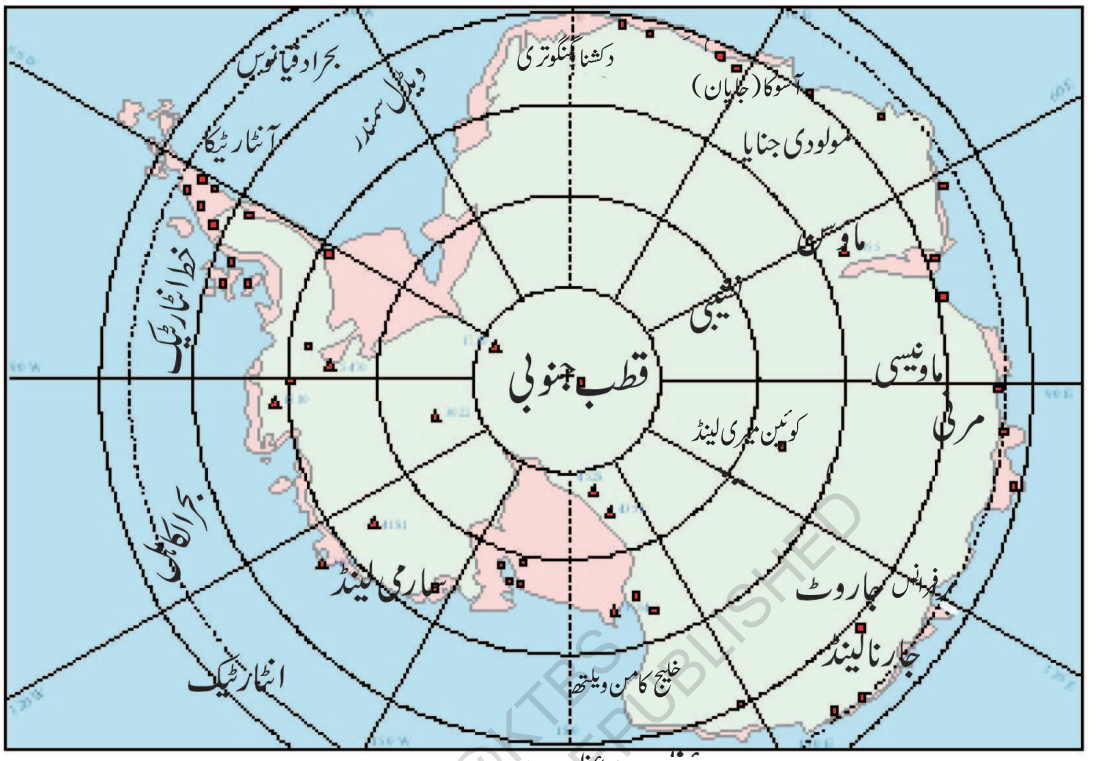
©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

محل وقوع رقبہ اور طبعی خصوصیات:

محل وقوع: قطبِ جنوبی کے اطراف پھیلا ہوا براعظم ہے۔خطِ انٹارکٹک 66°30° جنوبی عرضِ بلد کے اندر پھیلا ہوا ہے۔قطبِ شمال میں بحر آرکٹک کے بامقابل ہے۔یہ اس براعظم کی خصوصیت ہے۔

رقبہ: انٹارکٹکا دنیا کا پانچواں بڑا براعظم ہے اس کا کل رقبہ 14.2 ملین مربع کلومیٹر ہے۔یہ ہندوستان اور چین کے جملہ رقبہ سے بڑا ہے۔ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے رقبہ کا آدھے سے زیادہ ہے۔

طبعی خصوصیات: براعظم انٹارکٹکا آبی ذخیروں سے گھرا ہوا ہے۔اس آبی ذخیرہ کو جنوبی سمندر کہا جاتا ہے لیکن یہ ایک الگ پانی کا ذخیرہ نہیں ہے بلکہ بحر ہند اور بحرالکاہل کے ملنے کا ایک حصّہ لاطینی امریکہ کے



براعظم انٹارکٹیکا

جنوب کے سب سے انتہائی سرے میں واقع کیپ ہارن اس براعظم کے نزدیک کا زمینی حصّہ ہے۔ یہ 990 کلومیٹر کی دوری پر ہے۔ براعظم کے مشرق میں بحر ہند، مغرب میں بحر اکاہل اور شمال مغرب میں بحر اٹلانٹک ہے۔



آئس برگ

براعظم انٹارکٹکا کا 98% حصّہ برف سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس کی زمین زیادہ تر برف کی چادروں سے ڈھکی ہوئی ہے۔ بلند پہاڑی چوٹیاں اور سطح مرتفع نظر آتے ہیں۔ تقریبا 2300 میٹر سے بھی زیادہ موٹی برف ہے۔ ہر طرف صرف سفید ہی نظر آتا ہے اس لئے اس براعظم کو ''سفید براعظم'' یا ''برفانی صحرا''

© SCERT NOT TO BE REPUBLISHED

اور ''سرد براعظم'' بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ انتہائی سرد ہے۔

انٹارکٹکا میں پہاڑ، سطح مرتفع، وادیاں اور نشیبی علاقے جیسے زمینی خصوصیات ہیں۔ سمندری سطح سے اس کی اونچائی 2300 میٹر ہے۔ یہ دنیا کا سب سے اونچا براعظم مانا جاتا ہے۔ ٹرانس انٹارکٹکا پہاڑی سلسلے اس بر اعظم کو دو اہم طبعی حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔ مشرقی انٹارکٹکا 2۔ مغربی انٹارکٹکا

1۔ مشرقی انٹارکٹکا:

مشرقی انٹارکٹکا بحر اوقیانوس اور بحر ہند کی سمت میں ہے۔ یہ اس براعظم کے نصف حصّہ سے زیادہ گھرا ہوا ہے اس لئے اسے ''گریٹر انٹارکٹکا'' کہا جاتا ہے۔ اس کے ساحل میں پہاڑ، وادی اور گلیشیئر ہیں۔ اس علاقہ کے درمیان ایک سطح مرتفع ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں قطبِ جنوبی واقع ہے۔

2۔ مغربی انٹارکٹکا:

بحر الکاہل کی طرف ہے۔ اس کا زیادہ تر حصّہ سمندر سے نیچے ہے۔ اس جغرافیائی تقسیم کا انٹارکٹکا متبادل حصّہ پہاڑوں پر مشتمل ہے جن کی ''S'' شکل کی نوک جنوبی امریکہ کی طرف ہے۔ اس کے قریب بہت سے جزیرے، پہاڑی چوٹیاں اور آتش فشاں ہیں۔ اس خطے میں ایلس ورتھ پہاڑی سلسلہ میں ونسن میاسف (5140 میٹر) براعظم انٹارکٹکا کی سب سے اونچی چوٹی ہے۔ راس جزیرے پر ماؤنٹ ایرَبس براعظم انٹارکٹکا کی اہم آتش فشاں ہے۔ پرنس چارلس ایک اور پہاڑ ہے۔ ٹرانس انٹارکٹکا پہاڑی سلسلوں کے مخالف کنارے پر دو بڑے خلیج ہیں۔ راس سمندر اور وڈل سمندر ہیں۔

قدرتی نباتات اور حیوانی دولت:

جیسا کہ پہلے ہی ذکر کیا جا چکا ہے براعظم انٹارکٹکا برف سے ڈھکا ہوا ہے۔ غیر موافق سرد ہواؤں پر مشتمل یہاں سال کے چھ ماہ اندھیرا اور چھ ماہ روشنی رہتی ہے۔ یہاں جانداروں کی پرورش مشکل ہے۔ کائی، پھپھوند، الگائی ہی یہاں کے اہم نباتات ہیں جو کھلی ہوئی چٹانوں پر دکھائی دیتے ہیں۔

یہاں کی غیر موافق آب و ہوا کو برداشت کرنے والے کچھ جانور پائے جاتے ہیں۔ لیکن اطراف کے آبی علاقوں میں مختلف قسم کے جانوروں کو دیکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً پنگوئن، وھیل مچھلی، سیل، کرل مچھلی اور طرح

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

طرح کے پرندے۔شرمپ جھینگے بڑی تعداد میں تیرتے نظر آتے ہیں۔ایسے چھوٹے جاندار سمندر کے بڑے جانوروں اور مچھلیوں کے لئے اہم غذا ہیں۔

ساحل سمندر میں بے شمار پنگوئن پائے جاتے ہیں۔یہ اُڑتے نہیں ہیں۔ادلے، ایمپرر پنگوئن اور چن اسٹراپ یہاں کے اہم جاندار ہیں۔برف سے ڈھکے اِس براعظم میں داخل ہونے والے جہازوں کا سب سے پہلے استقبال کرنے والے یہ ادیلی پنگوئن ہی ہیں۔اِس براعظم کے نزدیک کے جزیروں اور ساحلوں میں سیل کی نسل زیادہ ہے۔سیل میں چھ قسم کے سیل کا پتہ لگایا گیا ہے۔مسلسل شکار کی وجہ سے سیلوں کا وجود خطرے میں پڑ گیا ہے۔



سیل



پینگوئن

@ NOT TO BE REPUBLISHED

- پنگوئن اپنے بچے پیدا کرنے کے لیے چٹانوں کے سوراخوں میں بنائے ہوئے گھونسلوں کو ''روکری'' کہتے ہیں۔
- قطبِ جنوبی کے نزدیک رہنے والا یہ براعظم کا ''اوسٹاک'' نامی حصّہ دنیا میں سب سے کم درجۂ حرارت داخل کرنے والا علاقہ ہے۔(-89°c)

انٹارکٹکا کی کھوج - انٹارکٹک معاہدہ:

اٹھارویں صدی کے آخر سے ہی براعظم انٹارکٹکا سے متعلق تحقیق شروع ہوگئی تھی۔بہت سے ملّاحوں نے اِس براعظم کو تلاش کرنے کی مہم جوئی کی ہے۔امریکہ بحریہ کے صدر چارلس وِلس نے یہ براعظم دریافت کیا۔ان میں برطانوی تحقیقی جیمس کلارک راس نے 1841ع.ع.میں (اسی کے نام سے بلایا گیا) اس براعظم

کے راس سمندر کا پتہ لگایا۔ انگلینڈ کے رابرٹ فالکن اسکاٹ اس سمندر کو پار لگانے میں کامیاب رہا۔ کھوجی موسم گرما کے آخر میں سمندر کے ذریعے اس براعظم کو پہنچا کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد اپنے موسم گرما کے خیمے کے لئے جگہ بنا لیتے تھے۔



اَمنڈسن اسکاٹ

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

براعظم انٹارکٹکا کی تفصیلی کھوج بیسویں صدی کے اوّل میں شروع ہوگئی۔ 1909ع.ع. میں انگلینڈ کے شاکلپن نے پہلے قطبِ جنوبی کو دریافت کیا جبکہ ناروے کے رولڈ امنڈسن 1911ع.ع. میں قطبِ جنوبی پہنچا۔ 1912ع.ع. میں رابرٹ فالکن اسکاٹ بھی اسی حصّہ پر پہنچ کر واپس لوٹتے وقت اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے روزنامچہ (ڈائری) میں ملے ہوئے اطلاعات آگے کی سائنسی دریافتوں کے لئے بہت مددگار ثابت ہوئے۔ امریکہ کے بحری فوج کے ایڈمیرل ریچرڈ بائرڈ اس براعظم کی کھوج کے لئے ہوائی جہاز کے ذریعہ سب سے پہلے (1929ع.ع.) میں پہنچا بعد میں اس براعظم کے مطالعہ کے لئے کئی ممالک آگے آئے۔

انٹارکٹکا معاہدہ:

اس معاہدہ کے تحت یہ براعظم صرف سائنسی تحقیقات کے لئے محفوظ کیا گیا ہے۔ اسی لئے اس براعظم کو

سائنس کا براعظم کہا جاتا ہے۔ اِس معاہدہ پر واشنگٹن ڈی۔سی میں جمع ہوکر 1959ع.ع. میں 12 ممالک کے نمائندوں نے دستخط کئے اور اس کو 23 / جون 1961ع.ع. میں عمل میں لایا گیا۔ یہ معاہدہ 60° جنوبی عرضِ بلد کے علاقوں پر لاگو ہوتا ہے۔ اس معاہدے کے رکن ممالک ارجنٹینا، اسٹریلیا، بیلجیم، چلی، فرانس ،جاپان، نیوزی لینڈ، ناروے، جنوبی افریقہ، روس، انگلینڈ اور امریکہ ہیں۔





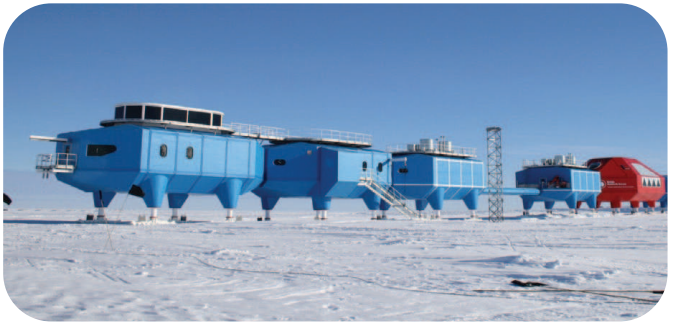
جدید تحقیقاتی مراکز

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

معاہدہ کے اہم مقاصد:

اس معاہدے کے تحت یہ براعظم صرف سائنسی تحقیقات کے لئے محفوظ کیا گیا ہے۔ یہاں ایٹمی اسلحہ کے تجربات پر پابندی ہے۔ کوئی بھی ملک یہاں کی زمین، پانی پر اپنا حق نہیں جتا سکتا۔ یہاں کے ماحول کو آلودہ نہیں کر سکتے۔ اس براعظم کی کھوج میں آنے والے کسی بھی باہر والی مخلوق کو نہیں لا سکتے۔ اتنا ہی نہیں وھیل مچھلی کے شکار پر بھی پابندی ہے۔ سائنسی معلومات حاصل کرنے کی کھلی اجازت ہے۔ یہاں کے قدرتی وسائل کی حفاظت اور تحفظ پر بھی اتفاق کیا گیا ہے۔ یہ براعظم صرف پُرامن مقصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔





برفانی براعظم تحقیقاتی مراکز

براعظم انٹارکٹکا میں دنیا کے 90% میٹھے پانی کا حصّہ برف کی شکل میں ہے۔

اہم تجرباتی مراکز:

کئی طرح سے براعظم انٹارکٹکا عالمی تجربات کے لئے سائنس کی دلچسپی پیدا کرتا ہے۔اس براعظم کا جنم اور بناوٹ، آب و ہوا، حیاتیاتی تنوع، حیاتیاتی ماحولی نظام اور تحفظ ہے۔ یہاں پر ماحول کی آلودگی اور تحفظ، فضلہ مواد کی تلفی، تیل کے اخراج کی وجہ سے ہونے والی تباہی اور اٹھائے جانے والے سخت اقدامات تحقیقی موضوعات ہیں۔اس پر تحقیق کے لئے دنیا کے 30 سے زائد ممالک نے یہاں اپنی تحقیقی مراکز قائم کر رکھے ہیں۔

ہندوستان نے بھی اپنا تجرباتی مرکز یہاں قائم کیا ہے۔سب سے پہلے 6/ دسمبر 1981ع.ع. میں یس.زیڈ.قاسم کی قیادت میں سائنس دانوں کے وفد نے گوا سے اپنا سفر شروع کیا۔اس وفد سے بھرا ہوا ایک پولار سرکل جہاز سے 9/ جنوری 1982ع.ع. کو انٹارکٹکا پہنچا۔ہندوستانی وفد سے قائم کردہ سب سے پہلے تحقیقاتی مرکز کا نام ''دکشنا گنگوتری'' ہے۔یہ مرکز 1983ع.ع. میں قائم ہوا اور اسے یہ نام 1989ع.ع. میں دیا گیا اب یہ انسانوں سے خالی ہے۔





''مئیتری'' ہندوستان کا تحقیقی مرکز

© KSEEB NOT TO BE REPUBLISHED



''بھارتی'' ہندوستان کا اور ایک تحقیقاتی مرکز

دکشنا گنگوتری:

پہلے سفر کی کامیابی کے بعد اب تک تقریباً 50 بار ہندوستان کے تحقیقاتی ٹیمیں براعظم انٹارکٹکا کا سفر طئے کر کے آ چکے ہیں۔ مئیتری دوسرا تحقیقاتی مرکز ہے۔ یہ 1988-89 ع.ع. میں شرما چراواسیس پر بنا ہوا ہے۔ یہ ہر موسمی مرکز ہے اور یہاں 26 لوگ ایک ساتھ رہنے کی سہولت ہے۔ یہاں سے 255 میٹر کی دوری پر میٹھے پانی کی فراہمی کے لئے ''پریا درشنی'' نامی جھیل کو ہندوستان نے تعمیر کیا ہے۔ مئیتری مرکز میں زمینی سائنس، جغرافیہ اور ادویات کے بارے میں تجربات ہوتے ہیں۔

''بھارتی'' ایک اور تحقیقاتی مرکز کو انٹارکٹکا میں قائم کرنے کے بارے میں ہندوستان نے سوچ رکھا ہے۔ یہ خاص طور پر سمندری مطالعہ کا مقصد لئے ہوئے ہے، ضروری سروے کا کام ختم ہوا ہے۔

نئے الفاظ:

سفید براعظم، سرد براعظم، ونسن میاسف، ایئر بس، وھیل، سیل، پنگوئن، ادلے، چن اسٹراپ، گرل، دکشنا گنگوتری، مئیتری، بھارتی وغیرہ۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مشقیں

I. خالی جگہوں کو مناسب الفاظ کی مدد سے پُر کیجئے۔

1۔ انٹارکٹکا براعظم کے قریب ترین زمینی حصّہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

2۔ انٹارکٹکا کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نے دریافت کیا۔

3۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شخص نے قطبِ جنوبی کو دریافت کیا۔

4۔ انٹارکٹکا میں پہلا تحقیقاتی مرکز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے جسے ہندوستانی وفد نے قائم کیا۔

II. دو یا تین جملوں میں جواب دیجیے۔

5۔ براعظم انٹارکٹکا کے محل وقوع اور رقبہ کے بارے میں بتائیے۔

6۔ براعظم انٹارکٹکا کے جغرافیائی خصوصیات بیان کیجئے؟

7۔ براعظم انٹارکٹکا کے مشہور پہاڑ اور چوٹیاں کون کونسی ہیں؟

8۔ براعظم انٹارکٹکا کے جنگلات اور جانوروں کے نام بتائیے۔

9۔ انٹارکٹکا میں ہندوستانی تحقیقاتی مراکز کے نام بتائیے۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سرگرمی:

- براعظم انٹارکٹکا میں قائم ہوئے مختلف ممالک کے تحقیقاتی مراکز کے تصویروں کو جمع کر کے فہرست تیار کیجئے۔



- براعظم انٹارکٹکا کے مختلف پودوں اور جانوروں کی فہرست بنا کر ان کے تصاویر کو جمع کیجئے۔

☆☆☆

@KTBS
NOT TO BE REPUBLISHED